www.seedharastah.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آدابِ دُعا

اور

اوقاتِ قبولیت

مؤلف
منیر احمد یوسفی
ایم۔اے

www.seedharastah.com

ملنے کا پتا:
جامع مسجد نگینہ
بلاک بی III چائنہ سکیم گجرپورہ لاہور۔

www.seedharastah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدابِ دُعا
و
اوقاتِ قبولیت

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36823128,36846677,0300-4274936

www.seedharastah.com

جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب : ’’آدابِ دُعاواوقاتِ قبولیت‘‘

مؤلّف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ’’سیدھا راستہ‘‘ لاہور۔

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزر : حافظ محمد عظیم یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36846677

پروف ریڈنگ : صاحبزادہ حافظ علامہ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، علامہ محمد آصف یوسفی، علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی،

پہلی مرتبہ : ۱۱۰۰ (۲۰۰۳ء بمطابق ۱۴۲۳ھ)

دوسری مرتبہ : ۱۱۰۰ (جولائی ۲۰۱۰ء بمطابق شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ)

مطبع : عطائے نگینہ پرنٹرز (رائل پارک) لاہور

ہدیہ : ۱۵۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com
ای- میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	ٹائٹل۔	۱
۲۔	جملہ حقوق۔	۲
۳۔	فہرست مضامین۔	۳
۴۔	بفیضانِ نظر۔	۱۰
۵۔	انتساب۔	۱۱
۶۔	پیش لفظ۔	۱۲
۷۔	تقدیم۔	۱۳
۸۔	اِظہارِ خیال۔	۱۷
۹۔	تقاضائے فطرت۔	۱۹
۱۰۔	علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم ایک شخصیت ایک تحریک۔	۲۴
۱۱۔	داتا کی نگری شہر لاہور۔	۲۴
۱۲۔	ولادتِ باسعادت۔	۲۷
۱۳۔	تعلیم وتربیت۔	۲۸
۱۴۔	تحصیلِ علومِ دینیہ۔	۲۸
۱۵۔	شادی خانہ آبادی اور اولاد۔	۲۹
۱۶۔	بیعت وخلافت۔	۳۲
۱۷۔	پسندیدہ دینی شخصیات۔	۳۳
۱۸۔	پسندیدہ دینی مصنفین۔	۳۴
۱۹۔	تحقیقی کاوش۔	۳۵

www.seedharastah.com

۲۰۔ تصانیف مستطاب۔ ۳۵
۲۱۔ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور۔ ۳۶
۲۲۔ درس وتدریس۔ ۳۷
۲۳۔ ''درس وتدریس' تصنیف وتالیف' وعظ وتقریر''۔ ۳۸
۲۴۔ سلسلۂ تقاریر۔ ۳۸
۲۵۔ آدابِ دُعا و اوقاتِ قبولیت۔ ۴۰
۲۶۔ چار دُعائیں۔ ۴۱
۲۷۔ آدابِ دُعا۔ دُعا۔ لغوی معنی۔ معاملہ فہمی۔ ۴۳
۲۸۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا پکارنا یا بلانا۔ ۴۳
۲۹۔ اللہ عزّوجلّ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا' بلانا۔ ۴۳
۳۰۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والے' بلانے والے۔ ۴۴
۳۱۔ بیٹوں اور عورتوں کو بلانا' پکارنا۔ ۴۴
۳۲۔ غزوۂ اُحد میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پکارنا۔ ۴۴
۳۳۔ ایک دوسرے کو پکارنا۔ ربِّ کائنات کی طرف بلانا۔ ۴۵
۳۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانا، پکارنا۔ ۴۶
۳۵۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مُردوں کو پکارنا۔ ۴۶
۳۶۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا مُردوں کو پکارنا۔ ۴۷
۳۷۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ ۴۸
۳۸۔ دُعا کے شرعی معنی۔ ۵۴
۳۹۔ دُعا عبادت ہے۔ ۵۵
۴۰۔ دُعا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز بھی ہے۔ ۵۵
۴۱۔ اللہ جل شانہٗ کے ہاں پسندیدہ چیز۔ ۵۵

۴۲۔ دُعا نہ کرنے والے سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ ۵۶
۴۳۔ افضل دُعا' دُعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ ۵۶
۴۴۔ دُعا بلا کو ٹالتی ہے' ہر نبی علیہ السلام کی ایک دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ۵۷
۴۵۔ آدابِ دُعا کی تفصیل۔ ۵۹
۴۶۔ ا۔دُعا باوضو کرنا' ۲۔اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دُعا۔ ۵۹
۴۷۔ ۳۔دُعا سے پہلے ذکرِ الٰہی اور دُرود شریف۔ ۶۰
۴۸۔ حدیثِ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ' حدیث حضرتِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ۶۱
۴۹۔ ۴۔دُعا سے پہلے اَللّٰھُمَّ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا کہنا۔ ۶۲
۵۰۔ ۵۔دُعا سے پہلے رَبَّنَا کہنا' بار بار رَبَّنَا کہنے سے دُعا کا قبول ہونا۔ ۶۳
۵۱۔ ۶۔دُعا میں تکلف کرنا منع ہے۔ ۶۴
۵۲۔ ۷۔رزقِ حلال۔ ۶۶
۵۳۔ ۸۔قبلہ شریف کی طرف رُخ کرکے دُعا کرنا۔ ۶۷
۵۴۔ ۹۔لوگوں کی طرف منہ کرکے دُعا کرنا۔ ۶۷
۵۵۔ ۱۰۔یقینِ قبولیت اور حضورِ قلب' ۱۱۔دُعا کے لئے عزم بالجزم۔ ۶۹
۵۶۔ ۱۲۔دُعا کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ ۷۰
۵۷۔ ۱۳۔بزرگوں سے دُعا سیکھنا۔ ۷۱
۵۸۔ ۱۴۔بزرگوں سے دُعا کروانا۔ ۷۲
۵۹۔ ۱۵۔نیک لوگوں سے دُعا کروانا۔ ۷۳
۶۰۔ انبیاء کرام علیہم السّلام سے دُعائیں کروائی گئیں۔ ۷۳
۶۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا اور قوم کا واقعہ۔ ۷۴
۶۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اُویس رضی اللہ عنہ سے دُعا کروائی۔ ۷۵
۶۳۔ دُعا کروانے کے بارے میں حدیثِ مبارک۔ ۷۶

٦٤۔	١٦۔دُعا اپنی ذات سے شروع کرنا۔	٧٧
٦٥۔	١٧۔چھوٹوں سے اپنے لئے دُعا کروانا۔	٧٧
٦٦۔	١٨۔کسی کی عدم موجودگی میں اُس کے لئے دُعا کرنا۔	٧٨
٦٧۔	١٩۔ایسی دُعا کرنا جو اللہ (جل جلالہ) کے محبوب بندوں کی ہو۔	٧٨
٦٨۔	٢٠۔اپنے اور اپنی اَولاد و مال کے لئے بددُعا نہ کرنا۔	٧٩
٦٩۔	ماں کی بددُعا اور واقعہ جُریج۔	٧٩
٧٠۔	٢١۔عذاب کے لئے دُعا نہیں کرنی چاہئے۔	٨١
٧١۔	٢٢۔دُعا میں عافیت مانگنا۔	٨٢
٧٢۔	٢٣۔دوسروں کے لئے نام لے کر عدم موجودگی میں دُعا کرنا۔	٨٣
٧٣۔	٢٤۔خوش حالی میں دُعا کرنا۔	٨٣
٧٤۔	٢٥۔جامع دُعا کرنا۔	٨٣
٧٥۔	٢٦۔قطع رحمی کی دُعا نہ کرنا۔	٨٤
٧٦۔	٢٧۔درمیانی آواز سے دُعا۔	٨٤
٧٧۔	٢٨۔دُعا میں گڑگڑانا (تضرع)۔	٨٥
٧٨۔	٢٩۔تین بار دُعا اور استغفار۔	٨٦
٧٩۔	٣٠۔دُعا میں سجع قافئے سے پرہیز کرنا۔	٨٦
٨٠۔	٣١۔جذبۂ معافی اور درگزر۔	٨٨
٨١۔	٣٢۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔	٨٨
٨٢۔	٣٣۔دُعا میں ہاتھ اُٹھانا۔	٨٩
٨٣۔	٣٤۔دونوں ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں۔	٩٠
٨٤۔	٣٥۔دُعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا۔	٩١
٨٥۔	٣٦۔ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں، ٣٧۔آمین کہنا۔	٩٢

۱۰۷۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دُعا۔ ۱۲۴
۱۰۸۔ ۴۵۔رسولِ کریم ﷺ کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے دُعا۔ ۱۲۶
۱۰۹۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اُمّت کے لئے دُعا فرمائیں۔ ۱۲۸
۱۱۰۔ ۴۶۔اولیاء اور صلحائے اُمّت کے وسیلہ سے دُعا کرنا۔ ۱۲۹
۱۱۱۔ وسیلے سے دُعا کرنے والے کے لئے ستر ہزار ملائکہ بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔ ۱۳۳
۱۱۲۔ دُعا کی قبولیت کے اَوقات و مقامات۔ ۱۳۵
۱۱۳۔ ۱۔ ہر رات کی ایک گھڑی میں قبولیت دُعا۔ ۱۳۵
۱۱۴۔ ۲۔آدھی رات کے بعد دُعا۔ ۱۳۵
۱۱۵۔ ۳۔مسجد کی طرف جاتے وقت کی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۳۶
۱۱۶۔ ۴۔اَذان اور تکبیر کے درمیان کی جانے والی دُعا رد نہیں ہوتی۔ ۱۳۶
۱۱۷۔ ۵۔اَذان' حالتِ جنگ اور بارش کے وقت کی جانے والی دُعا۔ ۱۳۷
۱۱۸۔ ۶۔صبح کی نماز کے بعد دُعا۔ ۱۳۸
۱۱۹۔ ۷۔ظہر اور عصر کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۳۸
۱۲۰۔ ۸۔سجدہ کی حالت میں دُعا کی قبولیت۔ ۱۳۹
۱۲۱۔ ۹۔سجدے میں دُعا کرنے سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے۔ ۱۳۹
۱۲۲۔ ۱۰۔سجدہ میں دُعا کا طریقہ۔ ۱۴۰
۱۲۳۔ ۱۱۔ایک اور دُعائے قربِ الٰہی۔ ۱۴۰
۱۲۴۔ ۱۲۔ ہر نماز کے بعد دُعا۔ ۱۴۱
۱۲۵۔ ۱۳۔نماز کے بعد کی دُعا۔ ۱۴۱

۸۶۔ ۳۸۔مجلس سے اُٹھتے ہوئے دوستوں کے لئے دُعا۔ ۹۳
۸۷۔ i۔خوفِ الٰہی۔ ۹۴
۸۸۔ ii۔اِطاعت وفرمانبرداری کی نعمت کی طلب۔ ۹۵
۸۹۔ iii۔بے قصور سے انتقام لینا۔ ۹۵
۹۰۔ iv۔دین میں مصیبت وآزمائش سے حفاظت' v۔مذمّتِ دُنیا۔ ۹۵
۹۱۔ ۳۹۔موت کے لئے دُعا نہ کرنا۔ ۹۶
۹۲۔ ۴۰۔وصال شدہ کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا۔ ۹۶
۹۳۔ جو دُعائیں رد نہیں ہوتیں۔ ۹۷
۹۴۔ ۴۱۔دُعا کے وقت بے کسی اور بے قراری کا اِظہار۔ ۹۸
۹۵۔ مُضطَر کی دُعا ہر حالت میں قبولیت سے نوازی جاتی ہے۔ ۹۸
۹۶۔ مُضطَر کی دُعا کا واقعہ۔ ۹۹
۹۷۔ مُضطَر کی دُعا قبولیت کی وجہ۔ ۱۰۰
۹۸۔ مظلوم کی بددُعا سے بچنا۔ ۱۰۱
۹۹۔ مظلوم کی دُعا کی قبولیت کی صورتیں۔ ۱۰۲
۱۰۰۔ ۴۲۔دُعا کے لئے اچھی جگہ اور مقام اولیاء۔ ۱۰۴
۱۰۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ولیہ کا واقعہ۔ ۱۰۴
۱۰۲۔ ۴۳۔دُعا میں نیک اَعمال کو وسیلہ بنانا۔ ۱۰۵
۱۰۳۔ ۴۴۔دُعا میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا۔ ۱۱۰
۱۰۴۔ ابنِ تیمیہ کی خودساختہ بدعت نما تحریر۔ ۱۱۳
۱۰۵۔ ان دونوں ایڈیشنوں کی فوٹو ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۱۴
۱۰۶۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل ۱۲۳
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وسیلہ سے دُعا۔

۱۲۶۔ ۱۴۔نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دُعا۔ ۱۴۲
۱۲۷۔ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ ر رضی اللہ عنہ کی روایت۔ ۱۴۳
۱۲۸۔ ۱۵۔ساعتِ جمعۃ المبارک اور قبولیتِ دُعا۔ ۱۴۳
۱۲۹۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت۔ ۱۴۴
۱۳۰۔ ۱۶۔مقبولیت کی ساعت۔ ۱۴۴
۱۳۱۔ ۱۷۔مقبولیتِ دُعا کی گھڑی۔ ۱۴۵
۱۳۲۔ ۱۸۔آخری تین گھڑیاں' مقبولیتِ دُعا کی گھڑیاں ہیں۔ ۱۴۷
۱۳۳۔ ۱۹۔دُعا کی قبولیت کی گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان۔ ۱۴۸
۱۳۴۔ ۲۰۔اذانِ مغرب کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۴۸
۱۳۵۔ ۲۱۔دو موقعوں پر دُعا بہت کم رد ہوتی ہے۔ ۱۴۸
۱۳۶۔ ۲۲۔نمازِ تہجد اور فرض نماز کے بعد دُعا۔ ۱۴۹
۱۳۷۔ ۲۳۔حج و عمرہ کرنے والے کی دُعا۔ ۱۴۹
۱۳۸۔ ۲۴۔حاجی کی دُعا گھر میں داخل ہونے سے پہلے۔ ۱۵۰
۱۳۹۔ ۲۵۔لیلۃ القدر' قبولیت دُعا کا وقت۔ ۱۵۰
۱۴۰۔ ۲۶۔فرض نماز اور ختم قرآنِ مجید کے وقت دُعا۔ ۱۵۱
۱۴۱۔ ۲۷۔بیمار کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۵۲
۱۴۲۔ ۲۸۔آنکھوں میں آنسو آنا قبولیتِ دُعا کا لمحہ۔ ۱۵۳
۱۴۳۔ ۲۹۔مُرغ کی اَذان کے وقت خصوصی قبولیت۔ ۱۵۳
۱۴۴۔ ۳۰۔متبرک مقامات پر قبولیتِ دُعا۔ ۱۵۴
۱۴۵۔ ۳۱۔تمام مقدس مقامات۔ ۱۵۴
۱۴۶۔ ۳۲۔دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۵۵
۱۴۷۔ ۳۳۔دُعا کرنے سے قبل مزید آداب۔ ۱۵۶
۱۴۸۔ ۳۴۔اُن حالتوں کا بیان جن میں دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۵۶

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّر اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکر ایثار و وفا، عاشقِ رسول، فنا فی الرسول،

پروانۂ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۷۶ اگ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

www.seedharastah.com

اِنتساب

یہ کتاب ''**آداب دُعا اوقاتِ قبولیت**'' رسولِ کریم رؤف ورحیم سرکارِ کائنات، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، صاحبِ مقامِ محمود، خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ سے منسوب کی جاتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اور دُعاؤں کا باکمال اور بے مثال وسیلہ ہیں جن کی برکت سے دُنیا عذاب سے محفوظ ہے، جنہیں خود ربِّ کائنات اِرشاد فرماتا ہے کہ اپنے غلاموں کے لئے دُعا فرمائیں ''وصل علیھم'' آپ ﷺ کے فیضان سے بندۂ ناچیز اپنے شیخ حقانی امین علم لدنی پیر طریقت رہبر شریعت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور اپنے والدین مرحومین کی طرف منسوب کرتا ہے۔

نیاز آگین
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

پیش لفظ

از استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب مدظلہ العالی

دُعا ایک ایسی عبادت ہے جو بندے کی عاجزی اور اللہ جل مجدہُ الکریم کی قدرت ورحمت کو ظاہر کرتی ہے اور اس عبادت کے ذریعے بندے کا اپنے خالق سے تعلق قائم رہتا ہے۔ دُعا ہے کہ آداب اور اس سے متعلق ضروری امور کے حوالے سے مبلغِ اِسلام علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی یہ تحریر نہایت جامع ہے جس میں ایک طرف مسلمانوں کو دُعا کے بارے میں تمام اہم باتوں سے آگاہ کیا گیا ہے تو دوسری جانب دُعا سے متعلق اہلِ بدعت کی جہالت اور بدعقیدگی کا مدلل انداز میں رد بھی کیا گیا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر بات باحوالہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ یوسفی مدظلہ کی اس عظیم کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر اُمّت مسلمہ کی ہدایت وراہنمائی کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

محمد صدیق ہزاروی

تقدیم

’’آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت‘‘ بڑا ہی پیارا اور اہم موضوع ہے اگر اس کے ے میں علم حاصل ہو تو دُعا کرنے میں رجوع الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ جب دُنیا کے سبھی وسائل ختم ہو جائیں، اپنے پرائے سبھی چھوڑ جائیں تو دُعا سے دین و دُنیا کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور رحمتِ خداوندی بھی ملتی ہے۔

’’آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت‘‘ فصاحت و بلاغت کے موتیوں سے بھرپور کتاب میں نگینہ کی چمک اور خداداد ذہانت کی مہک بھی ہے۔ مؤلف کے سینہ میں محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع روشن ہے اُس کی شعاؤں میں وَمَا یَنْطِقُ عَنِ وٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ کی شان والی مقدس نورانی، پیاری ن سے نکلے ہوئے پیارے کلمات پر مبنی احادیث مبارکہ بیسیوں حوالہ جات سے کتاب کو مزیّن کیا گیا ہے۔ احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ وذوق کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ’’آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت‘‘ کے اس باب میں، جس میں سرورِ ئنات‘ روحِ کائنات‘ پیارے کریم آقا ﷺ کا طریقہ دُعا تحریر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ ہاتھ اُٹھا کر کس پیارے انداز سے دُعا فرمایا کرتے تھے۔ اِس میں بیسیوں حوالہ ت تحریر کیے گئے ہیں۔

’’دُعا‘‘ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی بڑی پیاری ہے۔ اِسی لئے وہ دُعا نہ کرنے ں سے ناراض بھی ہو جاتا ہے جبکہ دُعا کرنے والوں سے راضی ہوتا ہے۔ اُس کی ن کریمی اور رحیمی کا اندازہ لگایئے کہ خود ہی اپنے بندوں کی بخشش فرمانے کے لئے نی فرشتوں کو مقرر فرما دیا کہ ہر وقت میرے اُن پیارے بندوں کی مغفرت کے لئے دُعا کرتے رہو جن کے دِلوں میں عشق اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ ہے یہی لوگ مومن

www.seedharastah.com

کہلانے کے حقدار ہیں۔ اِرشادِ ربِّ ذوالجلال والاکرام ہے:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۚ..... (المؤمن:۷)

''وہ (فرشتے) جو عرشِ الٰہی کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو (فرشتے) اُس کے گرداگرد ہیں اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور اُس پر اِیمان رکھتے ہیں اور اِیمان والوں کے لئے بخشش کی دُعا کرتے ہیں''۔

کچھ فرشتوں کو فرمادیا کہ جب میرے پیارے محبوب ﷺ کے غلام نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آجائیں اور نماز کی ادائیگی سے پہلے جتنا وقت میرے گھر میں بیٹھے رہیں تم میری بارگاہ میں اُن کی مغفرت کے لئے اور اُن پر میری رحمت کے برسانے کے لئے دُعائیں کرتے رہنا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے مقدس کلام کی ابتداء سورۃ الفاتحہ پر غور کریں کہ خالقِ کائنات کی کس اَحسن انداز سے طریقہ دُعا کی تعلیم فرمائی ہے کہ پہلے میری حمد وثناء کرو پھر میری ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے میری شانِ رحمانی ورحیمی کو اپنے دِل میں بسا کر میری مملکت حقیقی کو جانتے ہوئے اپنی عاجزی کا اِظہار کرنے کے بعد دُعا کرو۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَۙ○

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں انبیاءِ کرام علیہم السّلام کی دُعاؤں کا ذکر کرکے فرما دیا کہ تم بھی اپنی پریشانیوں سے نجات کے لئے ایسے ہی دُعائیں کرو جیسے میرے پیارے انبیاءِ کرام علیہم السّلام نے کی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ربِّ ذوالجلال والاکرام سے نظرِ کرم چاہنے کے لئے عرض کیا: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ○

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی، ایک دن ربِّ کائنات کے احکامات سنا رہے تھے کہ قوم نے آپ کو اذیت دی اور دیوانہ کہا تو حضرت نوح

علیہ السلام نے دُعا کی۔ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ O

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں دُعا کی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ O

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے ہوں“۔

بعدازیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے بیماری کی حالت میں دُعا کی۔

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ O

”مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب رحم فرمانے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے“۔

اللہ جل جلالہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان وکریم ہے۔ خود ہی حکم فرمایا کہ ماں باپ پر احسان کرو اور ساتھ ہی ماں باپ کے لئے دُعا کا حکم فرمایا اور دُعا کے الفاظ بھی اِرشاد فرمائے۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِیْرًا O ”اور عرض کرو اے میرے رَبّ اِن دونوں پر رحم فرما جس طرح اِنہوں نے مجھے بچپن میں پالا“۔

کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کا طریقہ بتلایا تو والدین کے حق میں دُعائے مغفرت کا سلیقہ بھی بتلادیا۔ کتنا کرم ہے ہم پر پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نمازی پانچ وقت کی نماز میں ہر روز اپنے والدین کے حق میں انیس مرتبہ دُعا کرتا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ ”اے میرے رب میری بخشش فرما اور میرے والدین کی بھی“۔ رَبّ تعالیٰ کی ذات پاک راضی ہوتی ہے جب اُس کا بندہ بار بار اُس کی بارگاہ اَقدس میں گزارش کرتا ہے اے میرے رب میری اور میرے ماں باپ کی بخشش فرمادے۔

جب بندہ اپنے آپ کو عاجز گردانتے ہوئے' بے بس اور بے سہارا جانتے ہوئے خالق کائنات کو مالک حقیقی' برائیوں اور بلندیوں والا مانتے ہوئے دُعا کرتا ہے کہ اے میرے اللہ تبارک وتعالیٰ تو میرا مالک ہے' میں مملوک ہوں تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں' میں خطا کرنے والا ہوں ہوں تو عطا فرمانے والا ہے تو ہی میری دُعا کو قبول فرمانے والا ہے۔ مجھ عاجز و ناتواں کی دُعا کو قبول فرمالے تو اللہ تبارک وتعالیٰ

فرشتوں کو فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ کیا کہہ رہا ہے کہ سبھی کچھ اِس کا میں ہوں آج یہ میرے حضور عاجز و ناتواں ہو کر دُعا کر رہا ہے میں اِس کی دُعا قبول فرماتا ہوں۔

دُعا سے حُبِّ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت ملتی ہے۔ دُعا نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ دُعا سے محبّ اور محبوب کے درمیان حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ دُعا دامن پر لگے گناہوں کے دھبوں کو مٹا دیتی ہے۔ دُعا دِلِ مضطر کے لئے سکون مہیا کرتی ہے۔ دُعا سے عجز و انکساری کی دولت ملتی ہے۔ دُعا گناہوں اور برائیوں والی زندگی کا رُخ موڑ کر صراطِ مستقیم پر اُستوار کر دیتی ہے۔ دُعا ہی سے قربِ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ شہنشاہِ ارض و سما ہے' ذات و صفات میں واحد اور یکتا ہے' اُس کی شان' اُس کی عظمت و حکمت بے مثل ہے۔ کائنات کے ذرّے ذرّے سے عیاں ہے۔ قاضی الحاجات ہے' رَبِّ عرشِ عظیم ہے' دُعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ دُعاؤں کی قبولیت سے اِیمان و اِیقان اور لقائے رحمان کی دولت ملتی ہے۔

دُعا کرتے ہوئے صرف دُعا کے الفاظ ہی نہ بولے جائیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے عاجزی اور انکساری سے دُعا کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس اِرشاد کو بھی پیشِ نظر رکھیں کہ ''اے میرے محبوب (ﷺ) جب میرے بندے آپ (ﷺ) سے میرے متعلق پوچھیں یا آپ (ﷺ) سے میرے بارے میں سوال کریں تو آپ (ﷺ) فرما دیں میں اِن کے بہت قریب ہوں اور صرف قریب ہی نہیں بلکہ اِن کی دُعائیں سنتا اور قبول فرماتا ہوں اور یہ بھی اِنہیں فرما دیں کہ اگر وہ میری محبت چاہتے ہیں تو پھر آپ (ﷺ) کی تابعداری کریں۔ آپ (ﷺ) کی تابعداری کریں گے تو میں اِن سے محبت کروں گا' وہ میری محبت حاصل کریں گے تو دُعائیں بھی قبول کروں گا''۔

ابو ندیم عفی عنہ

اِظہارِ خیال

اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ...... (البقرۃ:۱۸۰)

دُنیا کے بدلتے حالات‘ وقت کی تیز رفتاری‘ اِنسان کی مصروفیت‘ تیز رفتار ندگی کی دوڑ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ روشن خیالی کا جنون‘ جو کسی بھی شخص کو اِطمینان اور سکون وادیوں سے نکال کر اِضطراب اور پریشانی کی گھاٹیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ یسے حالات میں رجاء واُمید سنے جانے کا یقین وہ مرہم ہے جو بے چین دِلوں پر شبنم کے قطروں کی طرح خوشگوار اثرات مرتب کرتا چلا جاتا ہے۔ اِس کو اگر ہم شریعت کی صطلاح میں دیکھیں تو دُعا کے لبادے میں لپٹا ہوا نظر آئے گا۔ دُعا ایک ایسا کلمہ ہے روتی ہوئی زندگی کی دوا ہے۔ اِس میں اِنسان اپنی تمناؤں‘ اُمیدوں‘ خواہشوں اور ورتوں کو قادر مطلق رَبِّ ذوالجلال والاکرام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اِس اُمید کے ساتھ کہ ربِّ ذوالجلال والاکرام اِس کو شرفِ قبولیت سے نوازے گا۔ دُعا وہ رابطہ واسطہ ہے جو اِنسان کو مخلوق ہونے اور رب کے خالق ہونے کا شعور دیتا ہے۔ دُعا ن کو ربِّ صمد کی بے نیازی کے سمندر سے سیراب کرتی ہے۔ دُعا اِنسان کو اُس کی پستیوں‘ نیچائیوں سے نکال کر ہم نشینِ ملائکہ بناتی ہے۔ ربِّ صمد کی چاہت کے باعث بچھڑنے والوں کو ملانے والی دُعا ہی تو ہے۔ لکھے ہوئے کو مٹانے والی دُعا ہی تو ہے۔ یشان حال کی غم خواری کرنے والی دُعا ہی تو ہے۔ خوشیوں کو دوام بخشنے والی دُعا ہی تو ہے۔ غرض دنیا اور حیاتِ دنیا میں خوشی اور مسرتوں کی روح پھونکنے والی شے دُعا ہی تو ہے۔ یہ دُعا ہی تو تھی جو ظاہری دنیا سے تعلق کٹ جانے کے باوجود مچھلی کے پیٹ میں م دِکھا گئی۔ یہ دُعا ہی تو تھی جو زمین پر اُترنے کے بعد ملاپ کا باعث اور وسیلہ بنی۔ عا ہی تو تھی جس نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سہارا لینے کی بجائے رب کی رضا پر دکرائے رکھا۔ یہ دُعا ہی تو تھی جو جسم کے گلنے کے باوجود صحت کا ذریعہ بنی‘ یہ دُعا ہی ہے جو چور کو قطب بنا دیتی ہے۔ یہ دُعا ہی ہے جو سطحِ زمین پر اَولاد کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ دُعا ہی ہے جو فوت شدہ لوگوں کے لئے درجات کی بلندی کا واسطہ بنتی ہے۔

الغرض دُعا ہی تو ہے جو آفت میں جنت کے درجات عطا کرے گی۔

دُعا جو کہ اتنا وسیع وعریض مفہوم رکھتی ہے آج کے اِنسان کے لئے کون سی چیز شجرِ ممنوعہ بنی ہوئی ہے کہ وہ دُعا کی طرف مائل اور راغب نہیں۔ جبکہ اِضطراب' پریشانیاں' مصائب' پسماندہ حالات اور تکالیف یہ تمام اپنے عروج پر ہیں۔ دُعا ہوتے ہوئے بھی اِس کا استعمال نہ ہو تو اِس کا کیا مطلب؟ ہاں! ایک بات سمجھ آتی ہے کہ جب اِنسان پریشان حال بھی ہو' پریشانیاں اور مصائب اِس کو اندر ہی اندر سے ختم کرتے چلے جارہے ہوں' اِس حالت میں دُعا سے اِجتناب' اِحتراز' اِعراض' بے رغبتی اور بے توجہی کا سبب صرف اور صرف اِس کی اہمیت' افادیت' عدمِ واقفیت اور اِس کے ثمرات کا علم نہ ہونا ہے۔ تو واقعی ضرورت اِس بات کی تھی کہ بے چین' پریشان حال اِنسان کو پریشانیوں کا حل اور دلی چین مل سکے۔ اِنسان کے دُکھوں' تکالیف اور پسماندہ حالات کا علاج کیا جاسکے۔ اِس ضرورت کو سمجھتے ہوئے بلا مبالغہ جناب پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سیّدی ومرشدی منیر احمد یوسفی صاحب کی یہ کتاب جاں افزاء عنوان ''آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت'' کے نام سے موسوم نظروں سے گزری تو خوشی اور سرور کی ایک کیفیت وجود میں سرایت کی گئی۔

تو ضرورت واقعی اِس بات کی تھی کہ اِن تمام مصائب کا علاج کیا جائے تو اِس کا علاج کرتے ہوئے جناب حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب نے اِس کتاب کو بیسیوں حوالہ جات سے مزّین کر کے انبیاء کرام علیہم السّلام اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اَفعال واَقوال سے دُعا کرنے کا طریقہ اُس کی قبولیت کے اَفعال اور لاتعداد فوائد کے ساتھ اُمّتِ مسلمہ کے سامنے پیش کیا۔

میری التجا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جناب سیّدی ومرشدی حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی علیٰ راسنا کی اِس عظیم محنت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور تمام انسانوں کو اِس سے اِستفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سیّدی ومرشدی حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کے علم وعمل میں برکت اور عمر خضری عطا فرمائے۔ آمین!

احقر العباد: محمد آصف یوسفی عفی عنہ

تقاضائے فطرت

دُعا اِنسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اِنسان مادی ترقی اور دُنیاوی خوش حالی کی بنا
کثر اپنے رَبّ سے دور ہو جاتا ہے **اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰه**۔ غفلت، گناہ اور نسیان کے
کتنے بھی دبیز پردے اِس کے دل پر پڑ جائیں لیکن جب اِنسان مصائب، مشکلات،
معاشی، معاشرتی، خاندانی الجھنوں اور انفرادی پریشانیوں میں پھنستا ہے تو اُس کے
تھ دُعا کے لئے بارگاہِ الٰہی میں بے اختیار اُٹھ جاتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے اِس فطری
ضے کو کئی جگہ بیان فرمایا ہے مثلاً سورۂ یونس کی آیت نمبر ۱۲ میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:
ذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ج ''اور
جب اِنسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں لیٹے، بیٹھے، اور کھڑے پکارتا ہے''۔ دوسری
جگہ اِرشاد فرماتا ہے۔ **وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا
يْهِ**.... (الزمر:۸) ''اور جب اِنسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رَبّ کی طرف جھکا
اپکارتا ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار ومشرکین کا حال ایسا ہی بیان کیا ہے کہ
: دی تکلیف، تنگ دستی اور بیماری وغیرہ میں اپنے جھوٹے معبودوں کو بھول کر وہ ربِّ
ئنات، خالقِ ارض وسما کے حضور دُعا کرتے تھے۔ کفار، انبیاء کرام علیہم السلام سے
رمشرکین مکہ مکرمہ قحط سالی اور بیماری سے نجات کے لئے، رسولِ کریم رؤف ورحیم
ﷺ سے دُعائیں کروایا کرتے تھے اور جب انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولِ کریم
ف ورحیم ﷺ سے دُعاؤں کی برکت سے کفار ومشرکین کو نجات ملتی تو وہ اللہ
رک وتعالیٰ کو بھی بھول جاتے اور پھر شرک کرنے لگتے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ

www.seedharastah.com

اِرشادفرماتاہےوَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ''اورجب اِسے (یعنی اِنسان کو) تکلیف پہنچتی ہےتو لمبی چوڑی دُعائیں کرتا ہے''۔اورجب اِس کی تکلیف دورہوجاتی ہے (تو اِرشادِباری تعالیٰ ہے) ''اورجب ہم اِنسان پر اِحسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اوراپنی طرف دورہٹ جاتا ہے''۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشادفرماتا ہے:-ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ o ''پھرجب وہ اِنہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ عطافرماتا ہے جبھی اِن میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے''۔اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ یونس کی آیت نمبر۱۲ میں ناشکرے انسان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اِرشادفرماتا ہے:-فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط..... ''پھرجب ہم اِس کی تکلیف کوُدورفرماتے ہیں (دُعا کی وجہ سے یا اپنے فضل وکرم سے) تو چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف پہنچنے پرہمیں پکاراہی نہ تھااور تکلیف کا زمانہ بھول جاتا ہے''۔ ربِّ ذوالجلال والاکرام نے اِنسان کی عجیب حالت بیان فرمائی ہے کہ جب اِنسان کوکوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے، ہماری بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اورجب تکلیف دُورہوجاتی ہے اور اِسے کوئی نعمت عطافرماتا ہوں تو قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ط ''کہتا ہے یہ مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے''۔یعنی دولت مندی میری ہنرمندی کی وجہ سے ہے اور کبھی کہتا ہے: هٰذَا لِيْ لا ''یہ میراحق ہے''۔(حٰمٓ السجدۃ:۵۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ محولہ بالا آیاتِ مبارکہ میں مشرکین اور کفار کے حالات بیان فرماتا ہے عالمی سروے اور حالات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ یہی حالت اکثر کلمہ پڑھنے والوں کی بھی ہے۔ مصیبت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور لمبی چوڑی دُعائیں کرتے ہیں اور جب مصائب دُورہوجاتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں انسانی حقیقت کیسے خوبصورت الفاظ میں بیان کی گئی ہے: **لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ز وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ○** (حٰمٓ السجدۃ:۴۹) ''آدمی بھلائی مانگنے سے اُکتاتا نہیں اور کوئی بُرائی پہنچے تو نا اُمید آس توڑ بیٹھتا ہے''۔ اور کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ نا اُمید اِنسان خودکشی کر لیتے ہیں اور کئی لوگ اپنے حق میں بری دُعائیں کرتے ہیں۔ چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ط وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ○** (بنی اسرائیل:۱۱) ''اور اِنسان بُرائی کی دُعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور اِنسان بڑا ہی جلد باز ہے''۔

دُعا دراصل بے چارگی اور درماندگی کی حالت میں مجبور اور لاچار کی پکار ہے جو اطمینانِ قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ ہر اِنسان پریشانیوں، خطرات اور مصائب میں نیازمندی سے اپنی حاجات اور ضروریات اپنے پروردگار کی جناب میں پیش کرتا ہے، ہر شخص کو اِصلاح وفلاح کی ضرورت ہوتی ہے، اِنسان اپنی اصلاح و فلاح کے لئے دُعا کرتا ہے۔ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں اِس کی ترغیب، تاکید اور آداب کی تفصیل موجود ہے۔ جس شخص کو دُعا کی توفیق ملتی ہے اُس کے لئے قبولیت کے دروازے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، قضاء اور بلا ٹل جاتی ہے۔ دُعا نازل شدہ بلا کے لئے بھی نافع ہوتی ہے اور اُس بلا کے لئے بھی، جو ابھی نازل نہیں ہوتی اور کبھی بلا نازل ہو رہی ہوتی ہے اور دُعا اُس کو روک دیتی ہے۔

اِنسان کو دُعا کرتے رہنا چاہئے' اِس کی برکت سے مصیبت نہیں آتی اور کبھی اِس کی وجہ سے مصیبت ٹل جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک دُعا کی بڑی قدرومنزلت ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں جس کو یہ بات پسند ہو کہ سختیوں کے وقت اُس کی دُعا اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائے اُس کو چاہئے کہ خوشی اور عیش کے وقت خوب دُعا کرے۔ دُعا مسلمان کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے۔

دُعا کرنے سے بندے کا ربِّ کریم سے خاص تعلقِ بندگی قائم ہوتا ہے۔ جب بارگاہِ الٰہی میں دُعا قبول ہو جاتی ہے تو بڑی سعادت اور خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے۔ اگر اِنسان کو بظاہر دُعا قبول ہوتی نظر نہ آئے تب بھی یہ بہت بڑی سعادت ہوتی ہے کہ دُعا کی برکت سے خالق و مالکِ حقیقی سے مناجات اور سرگوشی کی نعمت حاصل رہتی ہے۔ خوشخبری ہو اُس اِنسان کو جو اپنے پروردگار کے حضور ہر حال میں دُعا کرتا رہتا ہے۔ دُعا کے نتیجے میں بندۂ مومن کی روح کو تسکین اور دِل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اکثر اَوقات دیکھا جاتا ہے کہ دُعا کرنے والوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے **اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ** ''جب دُعا کرنے والا دُعا کرتا ہے تو میں اُس کی دُعا کو قبول کرتا ہوں''۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان کوئی ایسی دُعا کرتا ہے جس میں گناہ اور صلہ رحمی کا منقطع کرنا نہ ہو، تو یقیناً ایسے دُعا کرنے والے کو تین چیزوں میں سے ایک چیز حاصل ہوتی ہے' اُس کی دُعا قبول کر لی جاتی ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ بنالی جاتی ہے یا اُس سے اِس حیثیت کی بُرائی دُور کر دی جاتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ زندہ حقیقی اور فضل و کرم والا ہے جب کوئی بندہ اُس کی بارگاہ میں دستِ سوال پھیلاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیاء فرماتا ہے۔ البتہ بعض اوقات، قبولیت میں تاخیر رونما ہونا یا دُعا کا مستجاب نہ ہونا یا تو کسی حکمت کے تحت ہوتا ہے یا دُعا کی قبولیت میں کسی وجہ کا حائل ہونا پایا جاتا ہے یا دُعا کرنے والے سے ناراضگی کے لئے ہوتا ہے جبکہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔

التجا ہے! ہم سب اپنے رب کے حضور دُعا و مناجات میں مصروف رہیں اور اپنے رَبِّ حقیقی کی یاد سے دِلوں کو آباد رکھیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلیں اور اُن آداب سے آگاہ رہیں جو آداب، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں

ہمیں مستجاب الدعوات کر دیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندۂ ناچیز کی اِس نامکمل سعی کو قبولِ عام عطا فرمائے اور یہ کتاب ''آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت'' لوگوں کے لئے باعثِ نفع ہو۔ آخر میں ناچیز اُن اَحباب کا جنہوں نے اِس کتاب کی تالیف کے لئے خواہش کا اِظہار فرمایا، خصوصاً حاجی شیخ حمید فاضل چشتی صاحب (نیشنل بیٹری والے) کا شکر گزار ہوں۔ علاوہ ازیں پیاری بیٹی کنیز فاطمہ پرنسپل جامعہ یوسفیہ برائے طالبات، چائنہ سکیم وشاد باغ لاہور' خلیفہ مجاز چوہدری رشید احمد جنجوعہ یوسفی' امیر الدین قریشی یوسفی' شیخ فہد احمد یوسفی' صاحبزادہ حافظ علامہ خلیل احمد یوسفی' علامہ محمد آصف یوسفی اور محمد سلمان خان' علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی صاحبان کا بھی، جنہوں نے خصوصی طور پر پروف ریڈنگ اور اَشاعت کے مراحل میں بھرپور محبت کا اِظہار فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ اِن تمام اَحباب کو دین ودُنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

کتاب کی صحت کے لئے اِنسانی کوشش کی گئی ہیں۔ اِس کے باوجود اگر قارئین کرام کو کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو ازراہِ شفقت مؤلفِ کتاب کو آگاہ فرما کر مشکور ہوں۔ جزاک اللہ!

طالب دُعا

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم
ایک شخصیت ایک تحریک

از قلم: حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را رہنما

داتا کی نگری شہر لاہور:

جنے لاہور نئیں ویکھیا، اوجمیا ای نئیں، پنجاب میں یہ مقولہ ضرب المثل بن چکا ہے یعنی وہ شخص تو پیدا ہی نہیں ہوا جس نے لاہور نہیں دیکھا۔

یقیناً یہ مقولہ لاہور کی شان وشوکت، قدرومنزل اور خصوصی محبوبیت و مقبولیت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر آپ خود ہی تصور فرمایئے کہ جو واقعتاً اِس شہرِ نامدار میں پیدا ہوا ہو آخر اس کی بھی تو کوئی شان ہوگی؟

مگر نہ جانے اِس عالمی اہمیت کے حامل شہر جسے تاریخ نے مختلف اَسمائے وصفیہ سے نوازا، کبھی ''مدینۃ الاولیاء'' سے یاد کیا تو کبھی ''مدینۃ العلماء العلوم'' سے پکارا، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ''مدینۃ الاقطاب والارشاد'' سے موسوم فرمایا۔ عشاق اولیاء نے ''داتا کی نگری'' سے تعبیر کیا، ساجدین نے ''مدینۃ المساجد'' کی نسبت دی، جمالیات کے دلدادگان نے ''مدینۃ الحدائق'' باغوں کا شہر قرار دیا، فاتحین نے ''مدینۃ السلاطین'' بلکہ ''سلطان المدائن'' سے موصوف کیا، الغرض لاہور ہر فن، ہر علم اور ہر عمل کا حسین گلدستہ ہے۔ اِسے جس سمت سے بھی دیکھا جائے دلکش، دلربا، دلفریب اور پیارا لگتا ہے۔ اِس وسیع وعریض سمندر میں نہایت

خوبصورت لوٗلوٗ اور مرجان پائے جاتے ہیں، البتہ اِن سے اِستفادہ کے لئے محنتِ شاقہ، طویل جدو جہد اور بھرپور غواصی کی ضرورت ہے۔

نہ جانے "مدینۃ الانس" لاہور میں کتنے چھوٹے، بڑے، کبیر، فقیر، امیر، شاہ وگدا پیدا ہوئے اور گم نامی کے بحرِ جانستان میں غرق ہو گئے۔ تاہم بیسیوں ایسے نامی گرامی اِنسان بھی جلوہ گر ہوئے۔ جو آسمانِ شہرت پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے، نجوم وکواکب تو قطار اندر قطار دِکھائی دیتے ہیں۔ تو ارِیخ لاہور میں اِنسانی ستاروں اور سیاروں کے تو جمگھٹے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن اِن میں سے صرف علوم وفنونِ اسلامیہ سے مرصع شخصیات ہی کو لیا جائے تو اُن کا شمار بھی ممکن نہیں۔ پھر اُن میں سے اولیائے کرام، علمائے ملت، مشائخ اُمّت کی گنتی مطلوب ہو تو

؎ ایں خیال است و محال است جنوں

کے مترادف ہے۔ اگر انہیں تاریخ ماضیہ کا قصہ پارینہ سمجھ کر صرف نظر بھی کر دیں تو زمانہ حال میں اِس شہرِ علمستان کے مشائخ عظام، علمائے کرام، حفاظ وقراء موذنین واصفیاء کا شمار نہیں مگر اِس کثرت میں شہرت ونا موری کی دولت چند شخصیات نے سمیٹ رکھی ہے۔ جن کا حال خوب اور مستقبل محبوب ہے۔ اِن میں ایک معروف نام حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کا بھی ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مذہبِ حق اہلسُنّت کی تعمیر وترقی کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس خوش بخت اِنسان نے خدمتِ دینیہ کو اپنا شعار بنایا وہ قوم کی آنکھوں کا تارا ثابت ہوا، لوگوں نے اِس کی گردِ راہ کو سرمہ بنا لیا، اور پھر اپنا راہبر وراہنما تسلیم کیا۔ پھر جیسے جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِسے محبوبیت ومقبولیت سے نوازا، ویسے ویسے وہ عاجزی، انکساری اور تواضع کو اختیار کرتا گیا۔

؎ نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

دراصل وہ راہِ طریقت پر گامزن ہو جاتا ہے کیونکہ خدمتِ شریعت و انسانیت ہی کا دوسرا نام طریقت ہے۔ بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، بھی راہ طریقت وحقیقت کے مسافر ہی نہیں بلکہ شناسائی کا ملکہ بھی رکھتے ہیں۔ بناء علیہ موصوف اُمّتِ مصطفوی ﷺ کے اَسلاف کے طریق پر رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

راقم السطور پانچ صد (۵۰۰) سے زائد شخصیات اسلامیہ پر لکھنے کی سعادت سے بہرہ مند ہے۔ بیشتر ایسی نورانی ہستیاں ہیں جو صفحاتِ تواریخ کو منور کر رہی ہیں۔ تاہم چند ایسی بھی ہیں جو بحمدہٖ تعالیٰ بقیدِ حیات ہیں۔ جن کی اسلامی، دینی، تحقیقی، تاریخی، مسلکی، سیاسی ومذہبی خدمات سے متاثر ہو کر مجھے کچھ لکھنے کا موقع میسر آیا اور پھر اِن کے مقدس احوال وآثار سے میرے قلم وقرطاس کی قدر ومنزلت میں بے حد اضافہ ہوا۔

مجھے خوشامد سے اِنتہائی نفرت ہے، تصنع سے عار، اور حق وصداقت کے اِظہار سے محبت ہے، پیار ہے۔ خوشامد کی لعنت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلہ سے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ الحمد للہ علی منہ وکرم تعالیٰ اِس نعمت پر میں جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ راقم جو کچھ بھی ضبطِ تحریر میں لاتا ہے اپنی دانست کے مطابق مبنی بر حقائق ہوتا ہے۔ مجھے ہر علم میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلیٰ اور اُس کے محبوب وحبیب ﷺ کی رضا وخوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ بندۂ ناچیز کو حمدِ باری تعالیٰ ونعتِ مصطفیٰ ﷺ تو لکھنے کا کوئی سلیقہ نہیں البتہ مقبولانِ بارگاہ کے اَحوال وآثار قلم وقرطاس کے ذریعے پیش کر کے من وجہ حمد ونعت ہی کی ایک شق کو بجالانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ کیونکہ اِس سے مصنوع کے اَوصاف کا بیان حقیقتہً صانع کے اَوصاف وکمالات ہی کا اِظہار ہے۔ انبیاء ومرسلین علیہم السّلام، صدیقین وشہداء، صالحین واَصفیاء، اَولیاء وعلماء کے محامد ومحاسن اور قصائد ومناقب، کرامات وکمالات کا بیان حقیقت میں احسن الخالقین، اللہ

رَبّ العالمین جَلَّ مجدہٗ العظیم کی حمد وثناء ہی تو ہے جس نے اِن بلند ترین ہستیوں کو تخلیق فرمایا اور جہانوں کا رہنما بنایا۔

یوں ہی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خلفاء، صحابہ، اہلِ بیت، تابعین وتبع تابعین، آئمہ کرام، اولیائے عظام، علمائے ملّت، شہدائے اُمّت کے اَحوال وتذکار دراصل نعتِ مصطفیٰ ﷺ ہی تو ہیں جن کے وسیلہ جلیلہ سے ایسے ایسے صاحبانِ اوصاف وکمالات وحاملانِ کرامات سے اُمّتِ محمدیہ کونوازا گیا ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد☆ کا نور ہے

بقول حضرت جامی علیہ الرحمہ:۔

ہم از لوح و قلم تا عرش و کرسی
ازاں نور است گر تحقیق پرسی

اِس طویل مگر ضروری تمہید کے بعد آمدم برسرِ مطلب!

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کی حیاتِ مبارکہ کا خاکہ پیش کرنے کی سعی کرتا ہوں۔ جن کی بے لوث دینی، مذہبی، اِسلامی، تحقیقی، تاریخی، روحانی، عرفانی، قلمی اور لسانی خدمات سے زمانہ مستفیض ہورہا ہے۔

ولادتِ باسعادت:

حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی ظہورِ پاکستان سے تقریباً دوسال قبل یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مدینۃ الاولیاء والعرفان لاہور کے ایک معروف علاقہ مصری شاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد میاں محمد رفیق صاحب اور والدہ ماجدہ بی بی زینب صاحبہ کے نام نامی اِسم گرامی سے علاقہ بھر میں جانے پہچانے جاتے تھے، جن کی شرافت کی شہادت مصری شاہ کے درودیوار سے آج بھی سنائی دے رہی ہے۔ دونوں شخصیتیں اِس دارفانی سے راہی بقا ہوچکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ، اعلیٰ علیین

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

میں مقامِ ارفع سے شاد کام فرمائے۔ آمین! وہ بڑے خوش نصیب تھے جنہوں نے قوم کو ایک قابلِ فخر اور لائقِ ذکر فرزند عطا فرمایا۔

تعلیم وتربیت:

لاہور جدید وقدیم علوم کا مرکز چلا آرہا ہے۔ یہاں کا پیدا ہونے والا بچہ جونہی اِس جدید وقدیم علوم کے سمندر میں آنکھیں کھولتا ہے تو بلا تکلف، ''مرج البحرین'' کے حسین اِتصال سے جدید وقدیم لؤلؤ ومرجان کی غواصی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جب لاہور کی فضاء درس وتدریس، تعلیم وتعلم سے ہی معمور ہے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ صاحبِ شعور اور شریف گھرانے میں پیدا ہونے والا فرزند، علوم وفنون کے حصول کی طرف راغب نہ ہو۔ چنانچہ اِس بابرکت مصری جیسے میٹھے اسم با مسمّٰی علاقے مصری شاہ کے ایک پرائمری سکول جہانگیر آباد، چوک ناخدا میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۷ء تک پرائمری کی تعلیم میں مصروف رہے۔ بعدہ علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۲ء میں میٹرک کی سند حاصل کی۔ ۱۹۶۴ء میں دیال سنگھ کالج لاہور سے ایف۔ اے اور ۱۹۶۷ء میں اسلامیہ کالج سول لائن لاہور سے بی۔ اے کی ڈگری لی۔ پھر آپ نے ایم۔ اے پولیٹیکل سائنس کی سند پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۶۹ء میں حاصل کی۔

تحصیلِ علوم دینیہ:

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، جدید علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ علومِ دینیہ کی طرف بھی تسلسل سے منہمک رہے۔ قسمت نے یاوری کی، مقدر کا ستارا چمکا، تو باقاعدگی سے علوم وفنون اِسلامیہ کی تحصیل کا عشق دل ودماغ پر قابض ہو گیا۔ والدین کی دُعائیں رنگ لائیں اور آپ جامعہ نگینہ پیلے گوجراں شریف، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد، پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علم لدُّنی، عاشقِ رسول مدنی (صلی اللہ علیہ وسلم)، حاجی حرمین شریفین حضرت علامہ مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ پھر اِن سے شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے جام پینے لگے۔ ایک عرصہ تک آپ نے اِنہیں سے علم کے نگینے سمیٹے، بعدہ آپ نے لاہور مراجعت فرمائی اور درج ذیل قابل قدر علمی شخصیات سے علوم وفنون دینیہ اور مسائل شرعیہ کی دولت لازوال سے دامن مراد کو پُر کیا۔

حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، بانی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

حضرت مولانا محمد علی صاحب نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی مدظلہ[1] ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت علامہ حسن الدین ہاشمی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

حضرت علامہ مولانا مقصود احمد صاحب قادری[2] خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور۔

شادی خانہ آبادی اور اَولاد:

اِنسانی عظمت کا نشان ظاہری و باطنی پاکیزگی اور طہارت سے وابستہ ہے۔ جسے نکاح سے منسلک کردیا گیا ہے۔ کھانے پینے کی طرح نکاح کرنا بھی دین سے ہے کیونکہ دین میں اِنسان کو بقاء کی ضرورت ہے جس طرح زندگی اور بقاء بلا کھانے پینے سے محال ہے، اِسی طرح آدمی کو جنس اور نسل کی بقاء کی بھی حاجت ہے اور یہ بغیر نکاح کے ممکن نہیں۔ اِس لئے نکاح اصل وجود کا سبب اور طعام بقائے وجود کا وسیلہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس لئے نکاح کو مباح ٹھہرایا، شہوت کے لئے نہیں بلکہ شہوت کی تخلیق کا مقصد بھی یہی ہے کہ اِنسان نکاح کا متقاضی ہو اور لوگ اپنی زندگی کو پاکیزہ بنانے کے لئے نکاح کریں۔ نیز صراطِ مستقیم پر چلنے والے پیدا ہوں۔

خالقِ اَقدس نے تمام جن وانس کو دین کے لئے ہی پیدا فرمایا۔ چنانچہ اِرشاد فرمایا:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ ”میں نے نہیں

[1] رحمہ اللہ تعالیٰ۔ [2] سابق۔

پیدا کیا جن وانس کو مگر یہ کہ وہ عبادت کریں‘‘۔

پھر جیسے اِنسانوں کی کثرت ہوگی اتنے ہی صاحبان ذکر واذکار اور عبادت گزار زیادہ ہوں گے۔ سیّد الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا نکاح کرو، اِس طرح اُمّت بڑھے گی اور قیامت کے دن میں دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السّلام پر اپنی اُمت کی اکثریت کے باعث فخر کروں گا۔

نکاح، اِمام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی سُنّت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ ’’جو میری سُنّت سے اعراض کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں‘‘۔ نکاح، اِنسان کی اِیمانی صلاحیتوں کو جلا بخشنے میں اکسیر ہے۔ اِس میں مخلوقِ ربِّ ذوالجلال کی خدمت کا جذبہ، اِیثار وقربانی کی حد تک کارفرما ہوتا ہے۔ مرد وزن کی پیدائش، بچپن، جوانی بڑھاپے تک کی تمام تر کیفیات میں بتدریج ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اِرشادِ ربانی ہے:۔ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ ’’ہم ضرور (اَے اِنسان) تجھے منزل بہ منزل ترقی عطا فرمائیں گے‘‘۔

وہی اِنسان جو کل تک بچہ تھا، بالغ ہوا نکاح کیا تو خاوند کہلایا، اولاد ہوئی تو باپ بنا، بہن بھائی ملے تو برادر پکارا گیا۔ یہی کیفیت عورت کی ہے، جسے کل تک بچی کہا جاتا تھا بالغہ ہوئی، نکاح کے بندھن میں آئی تو بیوی کہلائی، اولاد ہوئی تو ماں کا درجہ پایا۔ اِس منزل پر قدم رکھا ہی تھا کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کی طرف سے بشارت سے شاد کام ہوئی۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ ’’جنت ماؤں کے قدموں میں ہے‘‘۔

پھر میاں، بیوی، اپنے اپنے منصب پر فائز رہتے ہوئے بچوں کی پرورش، نگہداشت قیام وطعام، لباس، تعلیم وتربیت وغیرہ لوازمات ضروریہ سے عہدہ برآ ہونا عملاً ان امور کا بجا لانا، مخلوقِ ربِّ کریم کی خدمت کا طریقہ سکھایا جارہا ہے۔ جسے طریقت میں عظیم ترین درجہ حاصل ہے۔ نیز اولاد کے دل میں والدین کی قدر ومنزلت، رفعت ووقعت، ادب واحترام اور محبت وانس کو یہ فرما کر راسخ کیا جارہا ہے کہ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور والدین کی خدمت کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہیں،

کسی بھی دینی دنیوی امر میں اُن کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ تکلیف دہ کلمات سننے کے باوجود انہیں ''اُف'' تک نہ کہیں۔

مختصر یہ کہ ان تمام نعمتوں کا دارومدار نکاح پر موقوف ہے۔ جب اِنسان اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگا تب ہی اولاد جیسی عظیم نعمت سے سرفراز ہوگا۔

چنانچہ اِس اہم ترین اِسلامی، دینی فریضہ سے حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، ۱۴ جولائی ۱۹۷۸ء میں عہدہ برآ ہوئے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی سے خانہ آبادی کا سامان مہیا فرمایا۔ مولانا منیر احمد یوسفی کے بڑے صاحبزادے عزیز القدر مولانا بشیر احمد یوسفی زید مجدہٗ ہیں۔ جو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ میں ایم۔سی۔ایس (M.C.S) کی ڈگری رکھتے ہیں۔ نیز جامع مسجد نگینہ گوجر پورہ چائنہ سکیم، لاہور میں خطابت کے فرائض باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔

اِن سے چھوٹے صاحبزادے عزیز القدر حافظ خلیل احمد یوسفی زید علمہ وعملہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں زیرِ تعلیم ہیں۔ حسنِ اِتفاق کہ موصوف کی علمی نگہداشت کا اوّلین فریضہ راقم السطور نے ادا کیا ہے۔ اب تیسرے سال میں علم کے نور سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔[۳] دورانِ سال اِنہیں ایک خطرناک حادثہ سے دوچار ہونا پڑا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اِس ذاتِ کریم نے اپنے فضل وکرم سے اُن کو محفوظ رکھا اور اب بحمدہٖ تعالیٰ روبصحت ہیں، دُعا ہے ربِّ جلیل، عزیزم خلیل احمد یوسفی کو صحت کاملہ عاجلہ کی خلعت سے بہرہ مند فرمائے۔ نیز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشاد کے مطابق ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ'' کا مصداق بنائے آمین۔

عزیز القدر خلیل احمد یوسفی زید علمہ کے سب سے چھوٹے بھائی عرصہ نو سال سے بیمار چلے آرہے ہیں مولیٰ تعالیٰ اُنہیں بھی صحت وتندرستی کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

اہل اللہ اور صاحبانِ طریقت ایسے امتحانات سے ہمیشہ دوچار ہوتے رہتے

---

[۳] درسِ نظامی مکمل فرمالیا ہے۔

ہیں۔ کیونکہ ایسی آزمائشوں کے سوا وہ صابرین کا مقام نہیں کر پاتے۔ میرا اِیقان ہے کہ علامہ منیر احمد یوسفی ایسے ہی صابرین کی جماعت کے فرد ہیں۔ جو ایک عرصہ سے بچے کی طویل ترین علالت کی تکلیف دیکھ کر صبر و شکر کا وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔

وفا کی راہ میں کانٹے ہی کانٹے
ہر لمحہ ہر قدم پر امتحان ہے

علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک صاحبزادی بھی عطا فرمائی ہے جس نے میٹرک کرنے کے بعد جامعہ یوسفیہ برائے طالبات میں (۲۰۰۱ء۔۲۰۰۲ء) عالمہ فاضلہ کورس برائے خاصہ کا امتحان اپنے مدرسے میں پہلی پوزیشن کے ساتھ مکمل کیا ہے۔؎ اور علمی قابلیت اور اہلیت اور دسترس کی بدولت جامعہ یوسفیہ برائے طالبات میں صدر معلّمہ کے فرائض انجام دے رہی ہیں اور ۲۰۰۳ء میں عربی فاضل کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کی صاحبزادی کو عظیم مبلغہ اور معلّمہ اسلام بنائے اور خواتین اِسلامیہ کی اِصلاح وفلاح کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ آمین!

بیعت وخلافت:

شریعتِ مصطفیٰ ﷺ میں بیعت وخلافت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کوئی بھی اِنسان ارادت وعقیدت کے بغیر صلاح وفلاح نہیں پا سکتا، جب تک جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اہلِ حق اِسی راہ پر گامزن رہے۔ صالحین وعارفین نے بیعت وخلافت کی سُنّت مستمرہ کو زندہ و پائندہ رکھا، اولیائے کرام نے اِسے حرزِ جان بنایا، اُمّتِ حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء اِس پر عمل پیرا ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ نے روحانیت کی منازل طے کرنے کے لئے ۱۹۶۹ء میں پیر طریقت امینِ علم لدُنی الحاج حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دی اور اُن سے بیعت وخلافت کا شرف

؎ مزید برآں یہ کہ عالیہ اور عالمیہ کے امتحانات بھی پاس کر لئے ہیں۔

حاصل کیا۔ نیز ۱۹۷۰ء سے مسلسل اُن کی خدمت اَقدس میں حاضر رہ کر رموزِ معرفت اور قواعد وضوابطِ طریقت کا درس لیا، پھر جب پیر طریقت رہبر شریعت حضرت محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے نگاہِ فراست اور بنظرِ بصیرت دیکھا تو عرفان و اِستحسان کی دولت اِبدی سے نوازتے ہوئے چہار سلسلہ ہائے طریقت (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ حضرت کے اِرشاد کے مطابق آپ اِس روحانی دولت کو بڑی فیاضی سے تقسیم فرما رہے ہیں اِس وقت تک سینکڑوں مرید آپ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ نیز عقیدت مندوں کا تو شمار ہی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سایہ اہلِ محبت پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین!

پسندیدہ دینی شخصیات:

یوں تو ہر مسلمان کا اکابرین اِسلام اور بلند ترین شخصیات سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق پیار، محبت اور لگاؤ ہوتا ہے مگر عموماً پسندیدہ شخصیات سے مراد وہ ہستیاں ہوتی ہیں۔ جنہیں اِنسان اپنی زندگی میں دیکھتا ہے اور اُن سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ راقم السطور علیٰ حیاتِ مستعار میں کثیر شخصیات سے متاثر ہے، جن کے احوال وافعال، خصائل وشمائل، مضامین ومقالات اور عملی احوال وآثار نے دل میں گھر کیا ہوا ہے۔ میرا دِل چاہتا ہے اُن کا تفصیلی تذکرہ کروں مگر یہ مضمون اِس کا متقاضی نہیں البتہ ''منازلِ حیات'' جو میری زندگی پر مشتمل یادداشتوں کا مجموعہ ہے اِس میں تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔ یہاں تو علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی، اپنی مبارک زندگی میں جن شخصیات سے متاثر ہوئے اور انہیں اپنے قلب وجگر میں جگہ دی اُن کے اسمائے گرامی سے اِس مختصر تحریر کو زینت دی جاتی ہے۔ (موصوف کے پیر ومرشد اور اساتذہ کرام کے نام پہلے آ چکے ہیں)۔

فخرِ سادات پیرِ طریقت سیّد علی اصغر شاہ صاحب علیہ الرحمہ علی پور سیدان

غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی صاحب علیہ الرحمہ ملتان

فقیہہ اعظم حضرت علامہ الحاج ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی اشرفی صاحب علیہ الرحمہ بصیر پور

مناظرِ اِسلام الحاج علامہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ، لاہور

مناظرِ اِسلام علامہ مولانا عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمہ سانگلہ ہل

(استاذ العلماء حضرت مولانا) محمد منشاء تابش قصوری مرید کے

حضرت علامہ قاضی محمد مظفر اقبال صاحب رضوی، لاہور

حضرت مولانا مفتی محمد رمضان صاحب علیہ الرحمہ

حضرت مولانا شرف الدین صاحب

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبداللطیف مجددی صاحب لاہور

حضرت پیر طریقت سیّد غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ، چورہ شریف

حضرت پیر طریقت خورشید عالم صاحب علیہ الرحمہ، چورہ شریف کے خلیفہ

حضرت پیر سیّد باقر علی شاہ صاحب، کیلیانوالہ شریف

حضرت پیر طریقت علی حسین حسینی صاحب، چورہ شریف

حضرت پیر طریقت فاروق الاسلام صاحب، چورہ شریف ؎۵

پسندیدہ دینی مصنفین:

حضرت اِمامِ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، بریلی شریف

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، گجرات

علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب علیہ الرحمہ، لاہور

علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ، لاہور

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ، لاہور

(علامہ مولانا) محمد منشاء تابش قصوری، مرید کے

محترم جناب اوصاف علی صاحب

(بعض مزید حضرات بھی ہیں مگر اِختصار ملحوظ ہے)

؎۵ شہیدِ اِسلام حضرت ڈاکٹر مفتی علامہ محمد سرفراز نعیمی علیہ الرحمہ۔

تحقیقی کاوش:

اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ اِنسان کو نعمتوں سے نوازتا ہے تو اِس میں دوسروں کا حصہ بھی ودیعت فرما دیتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص میں تقسیم کی سپرٹ نہیں ہوتی، بعض تو سب کچھ پانے کے باوجود بخیل ہوتے ہیں۔ محض مال ودولت اور اشیائے دنیویہ ہی تقسیم سے عبارت نہیں، بلکہ علمی وروحانی دولت بھی قابلِ تقسیم ہے۔ مادی اشیاء جسم کے لئے تقویت کا باعث ہیں تو روحانی نعمت روح کی طاقت بڑھاتی ہے۔ بناء علیہ میرے ممدوح علامہ منیر احمد یوسفی ہر دو نعمتوں کے امین ہیں، طب وحکمت سے بھی آراستہ ہیں اور علم ومعرفت سے بھی پیراستہ ہیں۔ ایک طرف جسمانی امراض میں مبتلا لوگوں کی مسیحائی کے لئے کمر بستہ ہیں تو دوسری طرف روحانی طالبان کی حاجت برآری میں محو رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ علومِ قرآن وحدیث سے دینی تبلیغ کا بھی فریضہ سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اِس وقت تک آپ نے علمی، تحقیقی، تحریری شعبہ کو تابناک بنانے کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔ جنہیں جدید طریقہ تحقیق کے باوجود، دقیق ترین مسائل کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی آپ نے طرح ڈالی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

تصانیف مستطاب:

اِیصالِ ثواب، قل شریف کیا ہے؟، داتا کون کون، اذان، آدابِ تلاوتِ قرآنِ مجید، فضائلِ دُرود شریف، نماز وضمنی مسائل، نورانی سُنّتیں، آخری چہار شنبہ اور حقائق، وسوسہ اور حضرت اِنسان، احتکار کیا ہے؟، خطبہ جمعہ اور احکام ومسائل، تحریکِ ختم نبوت کے بانی، نمازِ تراویح، حدیثِ قسطنطنیہ اور یزید، کل نفس ذائقۃ الموت، مریدین کی تربیت، سورۃ الفاتحہ کی تفسیر، واقعہ اُفک کیا ہے؟ لباس اور آدابِ لباس، نماز باجماعت، اعتکاف اور مسائلِ اعتکاف، پانچ نوری بیان، غزوۂ بدر، صدقہ فطر، مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری، مشاہدات معراج النبی ﷺ،

نگاہِ نبوت ﷺ میں مقام صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ،قوامون کے کیا معنی ہیں؟، مصافحہ، پوجا اور پکار، قربانی اور مسائل، اہل بیت کون؟، گیارہویں شریف؟، عید میلا د النبی ﷺ ، شفاعت کیا ہے، شعبان المعظم، خاتم النبیین ﷺ ، اِمام حسین رضی اللہ عنہ اَحادیث کے آئینے میں، دُرودِ ابراہیمی کی اقسام، تسبیح تراویح کی تحقیق، فجر کی سنتیں، علاماتِ قیامت، کفن میّت، غسل میّت، نکاح نصف دین ہے، نمازِ مترجم، آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں، حج وعمرہ وزیارۃ، آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت، عظیم قرآنی دُعائیں، اچھے میاں بیوی، حقوقِ فوت شدگان، مجھے نماز سے پیار ہے اور چالیسواں کیا ہے؟ وغیرہ۔

اِن گرانقدر تصانیف وتالیفات کے علاوہ اخبارات ورسائل میں مقالاتِ عالیہ کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۷۸ء سے بدستور قائم ہے۔ گویا کہ عرصہ چوبیس سال سے بذریعہ اخبارات ورسائل تحریری تبلیغ کا مہتمم بالشان فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

ماہنامہ ’’سیدھا راستہ‘‘ لاہور:

سُنی ’’رسائل‘‘ دُنیا میں کبھی نہ ہونے کے برابر تھے، پاک وہند میں چند ایک ماہوار رسالے شائع ہوتے رہے جن میں ’’رضوان، سالک، ماہِ طیبہ، سوادِ اعظم، رضائے مصطفیٰ (ﷺ)، نورِ اسلام، السعید‘‘ پاکستان سے اور ’’نوری کرن، پاسبان، استقامت، جام نور، اعلیٰ حضرت‘‘ ہندوستان سے نکلتے رہے، بعدہٗ ’’انوار الصوفیہ، نوروظہور اور الحبیب‘‘، مطلع صحافت کا دینیہ پر نمودار ہوئے پھر یہ آہستہ آہستہ کاہلی اور سستی کا شکار ہوتے گئے۔ پاکستان بھر میں ہمارا ایک بھی کتب خانہ نہیں تھا کہ جس کا فخر سے تو کیا اجمالی طور پر ہی تذکرہ کیا جاسکے۔ ہمارے اہلِ علم وقلم نہ ہونے کے مترادف تھے، اگر کوئی صاحب علم کسمپرسی کے عالم میں کوئی کتاب تصنیف بھی کرڈالتا تو اُس کے پاس مالی وسائل ہی نہیں تھے کہ اُسے مارکیٹ میں لاسکتا، الغرض سُنی اشاعت وطباعت کے محاذ سے بے خبر تھے۔ کہ رحمت الٰہیہ جوش زن ہوئی اور نوجوان علماء نے

اِس دشوار گزار راستے پر چلنے کی ہمت کی، قلم کو سنبھالا، اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر کمر بستہ ہوئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے برصغیر پاک وہند میں سُنی رسائل وجرائد اور کتب خانوں سے صرف نظر کرتے ہوئے راقم السطور حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ، کی ہر محاذ پر مثبت مساعی جمیلہ کو خراج عقیدت ومحبت پیش کرتا ہے جنہوں نے خداداد علمی وروحانی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کامیابی وکامرانی کے پرچم لہرا دیئے ہیں۔

آپ کی دیگر قلمی خدمات کے ساتھ ساتھ ہر ماہ مؤقر جریدہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا اجراء ۱۹۹۰ء سے لے کے آج تک جس پابندی سے شائع ہو رہا ہے اِس کی مثال نہیں ملتی۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت صاحب کو مزید استقامت کی کرامت سے بہرہ ور فرمائے اور یہ ''سیدھا راستہ'' اِسلام وسُنّیت کی بیش از بیش خدمات سرانجام دیتا رہے۔ اِس وقت بے شمار سنی رسائل میں ''سیدھا راستہ'' نورالحبیب، النظامیہ، نورِ اِسلام، ضیائے حرم اور ماہِ طیبہ خصوصیت سے قابلِ ذِکر ہیں جو مضامین کے اِعتبار سے لائقِ مطالعہ اور قابلِ تحسین ہیں، گولڑہ شریف سے ''طلوعِ مہر'' کی تو بات ہی کچھ اور ہے لیکن ''سیدھا راستہ'' میں بھی مضامین کو بڑی عرق ریزی سے زینتِ قرطاس بنایا جاتا ہے حوالہ جات کی کثرت محققین کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ O

درس وتدریس:

تبلیغِ اِسلام کا مرکزی اور اساسی شعبہ درس وتدریس ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ علم ایک ایسا وسیع سمندر ہے جس سے اگر ہم تین دریا نکالیں تو انہیں یہ نام دیئے جاسکتے ہیں۔

’’درس وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتقریر‘‘:

بلا مبالغہ علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ نے اِن تینوں دریاؤں میں ہاتھ ڈال رکھا ہے۔ جس سے جتنا چاہتے ہیں انسانی نہروں کو اُتنا ہی مستفید فرما دیتے ہیں۔ اِن دریاؤں کو موسم کی تبدیلی کا کوئی خطرہ نہیں، بہار ہو کہ خزاں، گرمی ہو یا سردی، دن ہو یا رات، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتقریر کے یہ دریا جاری وساری رہتے ہیں۔ یہ دنیوی دریا، نہریں اور ڈیم نہیں جو موسمیات کی تبدیلی سے خشک ہو جائیں، ان کے سَوتے مدینہ منورہ سے پھوٹتے ہیں جنہیں علیم وخبیر رحمٰن نے معلم قرآن سیّد الانس والجان ﷺ کے قبضہ واختیار میں دے رکھا ہے جن کی نورانی انگلیوں سے چشمے بہہ نکلے تھے، آج بھی وہی یداللہ کی شان والی ذات کریم ﷺ اِنہیں چلا رہی ہے۔ فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

نیز اِس اِیمان اَفروز شعر سے بھی اپنے اِیمان واِیقان کی دولت میں اضافہ کیجئے۔

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سلسلۂ تقاریر:

پند ونصائح اور وعظ تبلیغ، انبیاء مرسلین علیہم السلام کی سُنّت متواترہ ہے جسے سیّد العالمین جناب سرکارِ کائنات حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ نے عروج وکمال کی بلندیوں پر پہنچایا۔ صحابہ کرام و اولیاء عظام نے ہر زجاں بنایا، جن کی مساعی جمیلہ سے قرآن

وسُنّت کی بہاریں قائم و دائم ہیں۔

دُنیائے اِسلام میں بڑے بڑے قادر الکلام مقررین، واعظین اور خطباء نے اپنی فصاحت و بلاغت اور خداداد تاثیر سے یگانوں اور بیگانوں کو اِس انداز سے متاثر کیا کہ وہ اِسلام اور بانی اِسلام ﷺ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شیدائی اور فدائی بنے، جنہیں تاریخ نے خوب پذیرائی بخشی اور صفحاتِ دہر میں اُن کا نام زندہ و پائندہ ہے۔

مگر اب لسانی مواعظ و تبلیغ کا دائرہ نئی جہت اختیار کر چکا ہے۔ عمومی اور روایتی جلسے، جلوسوں، خطباتِ جمعہ اجتماع کی قدیم حیثیت کے ساتھ ساتھ اب براڈ کاسٹنگ یعنی ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور انٹرنیٹ کا دَور ہے۔ اِس سے قطعاً اعراض نہیں کیا جاسکتا۔ اِس کا دائرہ کار آفاقی و عالمی ہے، جس کے ذریعے اپنی بات پوری دُنیا میں پہنچائی جاسکتی ہے۔ غیر کا اِس پر بھی زیادہ غلبہ ہے۔ تاہم بعض اوقات پاکستانی ریڈیو، ٹیلی ویژن پر ہمارے علماء و خطباء کی تقریریں نشر ہوتی رہتی ہیں۔ اب یہ موثر ترین ذرائع علامہ الحاج منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی اِیمان افروز، روح پرور تقاریر سے بھی مستفیض ہونے لگے ہیں۔ ریڈیو پاکستان لاہور نے ۱۹۹۰ء سے آپ کی تقریریں نشر کرنے کی سعادت حاصل کی جب کہ ۱۹۹۸ء سے ٹیلی ویژن سے بھی آپ کو نشری تبلیغ کا موقعہ فراہم ہے۔ اِس فیلڈ میں آپ کو اِختصاص حاصل ہے۔ علاوہ ازیں لاہور کی مشہور ترین نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور اور جامع مسجد فردوس غلام حسین پارک شاد باغ لاہور میں عرصہ دراز سے خطباتِ جمعہ سے ہزاروں لوگوں کو نواز رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ شب و روز درسِ قرآنِ مجید و حدیثِ مبارکہ کا سلسلہ مختلف مقامات و مساجد میں بڑے التزام و اہتمام سے جاری و ساری ہے۔

جامع مسجد نگینہ، جامع مسجد فیضان نگینہ، جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جامعہ یوسفیہ برائے طالبات، جامعہ یوسفیہ برائے طلباء، نگینہ ماڈل سکول نیز نگینہ ہسپتال کی تعمیر بھی آپ کی تاریخی حسنات میں شمار ہے۔ اِس عدیم الفرصتی کے باوجود

آپ پاکستان بھر میں بیانات وخطبات کے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ

آدابِ دُعاواوقاتِ قبولیت:

علامہ منیراحمد یوسفی مدظلہ کے تعارفی خاکہ کے بعد آپ کی نہارت عمدہ، تحقیقی اور اِصلاحی تصنیفِ لطیف، ''آدابِ دُعاواوقاتِ قبولیت'' ہے۔ جس پر نقد وتبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں، حسبِ معمول اِسے بھی آپ نے بیسیوں حوالہ جات سے آراستہ پیراستہ کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ جوآپ کے ذوقِ مطالعہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ نے خصوصی طور پر ''الدعاء والدعوت'' کلمہ مصدر کو موضوعِ قلم بنا کر اِس مصدر سے جتنے صیغے قرآن وحدیث میں آئے ہیں اُن پر بڑی تفصیل سے بحث کرتے ہوئے مسلکِ حق اہلِ سُنّت وجماعت کے مؤقف ونظریئے کو اِسلامی روح کے مطابق منور و روشن کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ جولائق مطالعہ اور قابلِ عمل ہے۔

حقیقت ہے دُعا، اللہ ورسول (جل وعلیٰ و ﷺ) کو محبوب ومرغوب ہے، بندہ جب اِنتہائی عاجزی، اِنکساری اور تواضع سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اپنی بے بسی اور لاچاری کا اِظہار کرتا ہے تو رحمتِ خداوندی جھوم جھوم جاتی ہے۔ ربِّ کریم جَلَّ مجدُہٗ العظیم از خود فرشتوں کو فرماتا ہے۔ دیکھو دیکھو! میرا بندہ! میرے حضور کس لجاجت، نیازمندی اور بے چارگی سے عرض گزار ہے! دیکھو توسہی، اِس کی آنکھیں دِل کی تفسیر بن چکی ہیں۔ اِس کے رخساروں پر بہتے آنسو میری قبولیت کو آواز دے رہے ہیں۔ اب سوائے اس کے میں اور کچھ نہیں کہتا!

اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اِس کی دُعا کو قبولیت کی دولت عطا فرمائی، کیونکہ میرا بندہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا اِس کا کوئی نہیں جو حقیقی چارہ ساز ہو۔

قرآن وحدیث میں دُعائیہ کلمات بار بار آئیں ہیں۔ جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جن کلمات کو از خود رب العالمین جل وعلیٰ، اپنے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تعلیم فرمائے۔ بندہ جب اُنہیں کلمات کو بطورِ درخواست وعرضی خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔تو یقین جانئے وہ کبھی نامنظور نہیں فرماتا۔طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو بہت کچھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا۔قارئین کرام آپ کے ذوق طبع کے لئے ایک حکایت پر اِس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ ''وھو ھذا''

چار دُعائیں:

بیان کرتے ہیں کہ حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے، سامعین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر چار روپے (درہم) طلب کئے۔آپ نے حاضرین سے فرمایا جو کوئی اِسے چار روپے دے گا، میں اُس کے لئے چار دُعائیں کروں گا، یہود کا ایک غلام کھڑا ہوا اور اُس نے چار روپے دیتے ہوئے کہا، میرے لئے یہ دُعائیں فرمایئے!

میں غلام ہوں، مجھے آزادی ملے، فقیر ہوں تو نگری حاصل ہو، گنہگار ہوں، مغفرت کی درخواست کریں، میرا غیر مسلم آقا، اِسلام لے آئے۔

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اُس کے لئے دُعا فرمائی۔ جب وہ گھر واپس لوٹا تو مالک نے پوچھا۔تو نے دیر کیوں لگائی؟ وہ کہنے لگا میں حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کا وعظ سننے لگا اور میں نے چار روپے صدقہ میں چار دُعائیں حاصل کی ہیں۔

ایک اپنی آزادی کے لئے تھی، مالک بولا! اچھا! جاؤ پھر میں نے تمہیں آزاد کیا، دوسری دُعا یہ تھی کہ میری محتاجی دُور ہو، تو اُس کے آقا نے یہ سنتے ہیں چار ہزار درہم دے دیئے اور ایک دُعا یہ تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے اِسلام کی دولت عطا فرمائے یہ سنتے ہی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

چوتھی دُعا میرے اور تیرے لئے مغفرت و بخشش کی تھی، وہ کہنے لگا یہ میری قدرت سے باہر ہے! رات کو اُس نو مسلم نے خواب میں سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے جو کچھ تمہاری قدرت میں تھا وہ تو نے کیا اور جو ہماری قدرت میں ہے وہ ہم کرتے ہیں۔ لہٰذا سنئے ہم نے تجھے، تیرے غلام، واعظ اور تمام سامعین وحاضرین کو اپنی مغفرت و بخشش سے نواز دیا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ سراجاً منیرا ﷺ کے صدقے، علامہ منیر احمد یوسفی مدّ ظلہ کے فیوض و برکات سے ہمیشہ ہمیشہ زمانہ مستفیض ہوتا رہے اور آپ قدم قدم پر حسنِ عمل و خلوص کے موتی بکھیرتے رہیں۔ آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلیٰ کے حضور ناچیز کی تمنا ہے!

ہو تابشؔ خاتمہ عشقِ نبی پر
میسر ہو مجھے یوں شاد کامی

طالبِ دُعا

محمد منشاء تابش قصوری

خطیب مرید کے (شیخوپورہ)

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

آدابِ دُعا

دُعا:

دُعا کے دو معنی ہیں۔
ایک لغوی معنی اور دوسرے شرعی

لغوی معنی:

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا، بلانا، التجا، درخواست، عرض، چھوٹے کا اپنے سے بڑے سے اظہارِ عجز کے ساتھ مانگنا۔

معاملہ فہمی

اللہ تبارک وتعالیٰ کا پکارنا یا بلانا:

سورۃ البقرۃ میں ہے:۔

وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ بِاِذْنِہٖ ج.... (البقرہ:۲۲۱)

’’اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے‘‘۔

اسی طرح سورۂ یونس میں ہے:۔

وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ط (یونس:۲۵)

’’اور اللہ (جل جلالہ) سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے‘‘۔

اللہ عزوجل اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا، بلانا:

سورۃ الانفال میں ارشادِ الٰہی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ

لِمَا يُحْيِيكُمْ ج ..... (الانفال:۲۴)

''اے ایمان والو اللہ (عزوجل) اور رسولِ (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پکارنے پر حاضر ہو جب (رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں اُس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والے، بلانے والے:

سورۃ الاحزاب میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا ٥ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ٥ (الاحزاب:۴۵،۴۶) ''اے غیب کی باتیں بتانے والے (محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاضر وناظر، خوش خبری دینے والے، ڈر سنانے والے، اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف، اللہ (جل جلالہ) کے حکم سے بلانے والے اور چمکا دینے والے آفتاب (بنا کر) بھیجا ہے''۔

بیٹوں اور عورتوں کو بلانا، پکارنا:

سورۂ آلِ عمران میں ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:۔ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ٥ (آل عمران:۶۱) ''تو (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اُن سے فرمائیں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو پکارتے ہیں اور تمہارے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو، اور تمہاری جانوں کو، پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت ڈالیں''۔

غزوۂ اُحد میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پکارنا:

غزوۂ اُحد کے حالات بیان کرتے ہوئے اللہ عزوجل اِرشاد فرماتا ہے:۔

”بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تم سے وعدہ سچا کر دکھایا جب کہ تم اُس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تم نے پست ہمتی اِختیار کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی اور اِس کے بعد کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں تمہاری خوشی کی بات (کفار کی شکست) دکھا چکا تھا۔ تم میں سے کوئی دُنیا چاہتا تھا۔ (کہ مرکز چھوڑ کر مالِ غنیمت کے لئے چلا گیا) اور تم میں سے کوئی آخرت چاہتا تھا۔ (جو اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی جگہ پہاڑی پر قائم رہ کر شہید ہو گیا) تمہارا منہ اُن سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اُس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمایا اور تمہیں معاف فرما دیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِیمان والوں پر بڑا فضل فرماتا ہے“۔ پھر فرمایا: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ... (آل عمران:۱۵۳) ”جب تم منہ اُٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور (اللہ جل جلالہ کے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پیچھے تمہیں پکار رہے تھے (بلا رہے تھے)“۔

سورۃ المؤمنون میں اللہ تبارک وتعالیٰ، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہا ہے: وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (المؤمنون:۷۳) ”اور یقیناً آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اُنہیں سیدھی راہ کی طرف پکارتے ہیں“۔

ایک دوسرے کو پکارنا:

سورۃ النور میں ہے: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ؕ..... (النور:۶۳) ”رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بلانے یا پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرالو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے یا پکارتے ہو“۔

ربِّ کائنات کی طرف بلانا:

دعوت وتبلیغ کے اُصول بیان فرماتے ہوئے اِرشاد ہوا: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ

رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط ..... (النحل:۱۲۵) ''اپنے رب کی طرف پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے پکاریں اور اُن سے اِس طریقہ سے بحث کریں جو سب سے بہتر ہو''۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانا، پکارنا:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا، وہ بچیاں جب گھر واپس آئیں تو اپنے والدِ گرامی حضرت شعیب علیہ السلام کو بکریوں کو پانی پلانے والا واقعہ بیان کیا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اُنہیں بلا کر لاؤ۔ چنانچہ اُن میں سے ایک بچی شرم وحیاء سے چلتی ہوئی آئی اور

قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ..... (القصص:۲۵)

''کہنے لگی میرے والد (گرامی) آپ کو بلاتے ہیں۔(پکارتے ہیں)''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مُردوں کو پکارنا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے حضور خواہش ظاہر کی کہ اے میرے پروردگار مجھے دِکھا تو مُردے کیسے زندہ فرمائے گا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا یقین تو ہے مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے (تو ربِّ کائنات نے) فرمایا چار پرندے لے کر ہلا لے (مانوس کر لے) پھر اُن کو ذبح کر کے ٹکڑے کرڈالو اور ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دو (مطلب یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف پہاڑوں پر اُن کے اجزاء باہم ملا کر رکھ دیں)۔

.....ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (البقرة:۲۶۰) ''پھر اُنہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے، حکمت والا ہے''۔(ترجمہ محمد جونا گڑھی غیر مقلد چھاپہ سعودی عرب) اِس ترجمہ سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ مُردوں کو پکارنا شرک نہیں اگر شرک ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کرنے کے لئے نہ فرماتا۔

گھڑت جھوٹے معبودوں کو باطل کہا گیا ہے۔
واضح بات ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو "یا رسول اللہ" صلی اللہ علیک وسلم کہتا ہے، یہ پکار رسول (ﷺ) سمجھ کر ہے۔ الٰہ سمجھ کر نہیں ہے "یارسول اللہ" کے معنی ہیں "اے اللہ عزوجل کے رسول" اور رسول ﷺ حق ہیں۔ اور حق کے ساتھ آئے ہیں جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ.... (یونس:۱۰۸) "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) فرمادیں کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رَبّ کی طرف سے حق پہنچ چکا ہے"۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ..... (النسآء:۱۷۰) "اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے رسولِ (کریم رؤف و رحیم ﷺ) حق لے کر آ گئے"۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جیسی تمام آیاتِ مبارکہ کی تشریح وہ آیاتِ مبارکہ ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ..... (الشعراء:۲۱۳)

"پس تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو"۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ قف... (القصص:۸۸)

"اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ پکارنا، کیونکہ بجز اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے اور کوئی معبود نہیں"۔

رَبِّ ذوالجلال والاکرام کے فرمانے کا اصل مقصد و مدّعا یہ ہے کہ اُس کی ذات کے سوا یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اُس کے سوا کسی کو بھی معبود جان کر پکارنا شرک ہے۔ ایسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنا بھی شرک ہے۔

شرک کیا ہے؟ شرک یہ ہے کہ کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا معبود مانا جائے یا معبود سمجھ کر پکارا جائے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا مُردوں کو پکارنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○ (الروم:۲۵) ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک پکارے گا تو صرف ایک بار کی پکار سے تم سب زمین سے باہر نکل آؤ گے''۔

قرآنِ مجید کی محولہ بالا آیاتِ مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دُعا کے مطلقاً معنی ''پکارنا'' اور ''بلانا'' بھی آتے ہیں جو مسلّمہ ہیں، ایسی اور بھی کئی آیاتِ مبارکہ ہیں۔

مذکورہ بالا تمام آیاتِ مبارکہ میں غیر اللہ کو پکارا اور بلایا گیا ہے۔ بعض حضرات قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ کے ذریعے ہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس:۱۰۶)

''اور مت پکارو اللہ کے سوا کسی کو''۔

.....وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ..... (الحج:۶۲)

''اور اُس کے سوا جسے بھی پکارتے ہیں وہ باطل ہے''۔

ایسی تمام آیات میں، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں یدعون، تدعون کے معنی پکارنا نہیں، بلکہ یدعون بمعنی یعبدون یعنی ''عبادت'' کے ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے، اگر کسی نے اپنی ذہنی اختراع سے کسی کو معبود بنا رکھا ہے تو یہ معبودِ باطل ہے۔ یہاں لکڑی پتھر کی مورتیوں کو اور من

جن آیاتِ مبارکہ میں ایسا ذکر آتا ہے اُن میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں۔

مثلاً:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ٥ (النحل:۲۰) ''اور جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں''۔ [۱]

.....اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط .... (الحج:۷۳) ''بے شک جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اِس پر اکٹھے ہوجائیں''۔ [۲]

.....وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ٥ (فاطر:۱۳) ''اور جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو وہ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں''۔ [۳]

بعض لوگ اِن اور ایسی آیاتِ مبارکہ کو انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر چسپاں کرتے ہیں۔ حالانکہ اِن تمام آیاتِ مبارکہ میں اور اِن جیسی دیگر آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح فرمایا ہے جن کو تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا پوجتے ہو وہ کسی چیز کے خالق نہیں، مُردے ہیں، بے جان ہیں۔ یعنی لکڑی، پتھر، لوہے، تانبے، سونے اور چاندی کے بت۔

مشرکین لات ومنات، ہبل اور بعل بت کی پوجا کرتے تھے اور اِن بتوں کو

---

[۱] تفسیر ابن عباس ۱۶۸' البیضاوی جلد ۱ص ۲۶۳' جلالین جلد ۲ص ۲۸۶' روح المعانی جز ۱۴ص ۱۰۸' تفسیر روح البیان جلد ۵ص ۲۳' ابن جریر جز ۱۴ص ۹۳' شاہ ولی اللہ صاحب، امام احمد رضا خان صاحب بریلوی اور اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی۔ [۲] تفسیر ابن عباس ص ۲۱۱' روح البیان جلد ۲ص ۲۱' ابن جریر جز ۱۷ص ۲۰۳' جلالین جلد ۲ص ۱۰۳' شیخ سعدی شیرازی، امام احمد رضا خان، شاہ عبدالقادر، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی۔ [۳] تفسیر ابن عباس ص ۲۷۰، مدارک جلد ۳ص ۳۳۷' ابن جریر جز ۲۲ص ۱۲۵' روح البیان جلد ۷ص ۳۳۲' جلالین جلد ۲ص ۲۹۰' مظہری جلد ۸ص ۵۰' شیخ سعدی شیرازی، شاہ ولی اللہ، امام احمد رضا خان بریلوی۔

اِلٰـہ جان کر پکارتے تھے۔ مسئلہ واضح ہے بت کی پوجا کرنا، بت کو پکارنا دینِ اِسلام میں کسی طرح سے بھی جائز نہیں جب کہ انبیاء کرام علیھم السّلام اور اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ اور دیگر اِنسانوں کو اِنسان سمجھ کر پکارنے کی کسی آیت پاک میں ممانعت نہیں۔

مسجدوں میں ''یارسول اللہ یا علی یا غوث اعظم'' کے نعروں اور پکارنے سے روکنے کے لئے بعض لوگوں نے ایک آیتِ مبارک کا سہارا لیا ہوا ہے اور اپنے نظریہ کو سکون دینے کے لئے ایک آیتِ مبارک پڑھتے ہیں بلکہ کئی مساجد کے دروازوں پر یہ آیتِ مبارک لکھ دی گئی ہے اور ساتھ ہی اپنی مرضی کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے۔ آیت اور مرضی والا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۙ (الجن:۱۸)

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی ہیں۔ لہٰذا اِن میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو''۔

ایسا ترجمہ بعض لوگوں نے قرآنِ مجید میں بھی گھسیڑ دیا ہے۔ جن لوگوں نے ایسا ترجمہ کیا ہے اُن میں سے بعض کے نام ملاحظہ فرمائیں: شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، ثناء اللہ امرتسری، محمود الحسن، احمد علی لاہوری، ڈپٹی نذیر احمد، عبدالماجد دریا آبادی، عبداللہ یوسف علی، محمد جوناگڑھی، صفی الرحمان مبارک پوری وغیرہ۔

حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہے ''اور یہ کہ مسجدیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کی ہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو''۔

صحیح تراجم ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ بُنِیَتْ لِذِکْرِ اللّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا (فلا تَعْبُدُوْا) مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (فِی الْمَسَاجِدِ) (تفسیر ابن عباس ص ۴۷۰)

''یعنی مساجد اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ذکر کے لئے ہیں اِن میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو''۔

(۲) فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا فِی الْمَسَاجِدِ لِاَنَّھَا خَالِصَۃٌ لِّلّٰہِ

وَلِعِبَادَتِهٖ (مدارک جلد۲ص ۷۳۶)

(۳) فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (فَلَا تَعْبُدُوْا فِيْهَا غَيْرَهٗ)

(البیضاوی جلد۲ص ۵۳۵)

(۴) وآنکہ مسجد ہا مخصوص برائے خداست پس عبادت مے کنید بخدای یک را

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

(۵) ''جتنی مسجدیں ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو''۔ (اشرف علی تھانوی)

(٦) اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو''۔(اِمام احمد رضا خان بریلوی)

(7) All the Mosques are places of worship belong to Allah., Therefore do not worship anyone besides Allah. (M.Ahmad Sufi)

علاوہ ازیں دیکھیں: ابنِ جریر جز ۲۹ ص ۲۲۹' تفسیرِ ابوسعود جلد۸ص ۲۷۱' تفسیرِ کبیر جلد۸ص ۲۲۹' صلاح الدین ص ۵۸۰' فتح القدیر جلد۵ص ۳۷۳' درمنثور جلد ۸ ص ۳۰٦' ابن کثیر جلد۴ص ۳۷۷' تفسیرِ قرطبی جلد۱۰ جز ۲۰ص ۱۵' تفسیرِ مظہری جلد۱۰ص ۹۲' ضیاء القرآن جلد۵ص ۳۹۳۔

سعودی عرب سے چھپنے والے اردو ترجمہ قرآن کے ساتھ حافظ صلاح الدین یوسف نے تفسیر لکھی ہے اور مفسر صاحب نے خوب گڈھ مڈھ کر کے اصل مقصد کو دھندلا کر کے آیتِ قرآنیہ کے معنی اپنی فرقہ وارانہ سوچ میں بدلنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

''مسجد کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں۔ سجدہ بھی چونکہ رکنِ نماز ہے اِس لئے نماز پڑھنے کی جگہ کو مسجد کہا جاتا ہے۔ آیت کا مطلب واضح ہے کہ مسجدوں کا مقصد صرف ایک اللہ کی عبادت ہے۔ اِس لئے مسجدوں میں کسی اور کی عبادت، دُعا و مناجات اور استغاثہ واستمداد جائز نہیں۔ یہ امور ویسے تو مطلقاً ممنوع ہیں اور کہیں بھی غیر اللہ کی

عبادت جائز نہیں۔ لیکن مسجدوں کا بطورِ خاص اِس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ اِن کے قیام کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے اگر یہاں بھی غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا گیا تو یہ نہایت ہی قبیح اور ظالمانہ حرکت ہوگی۔ لیکن بد قسمتی سے نام نہاد مسلمان اب مسجدوں میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ بلکہ مسجدوں میں ایسے کتبے آویزاں کئے ہوئے ہیں۔ جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے استغاثہ کیا گیا ہے"۔ (تفسیر احسن البیان ص ۱۳۵۱ چھاپہ سعودی عرب ریاض)

صاحبِ تفسیر نے کس طرح آیتِ مبارک کی تفسیر اپنی فرقہ واریت کے زہریلے قلم سے تحریر کی ہے' پوجا اور پکار کے معنی یکسر گڈ مڈ کر دیئے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ "یا رسول اللہ" کہنا حرام اور کفر سمجھتے ہیں لہٰذا اِنہوں نے اپنے باطنی ناپاک پروگرام کو قرآنِ مجید کی تفسیر میں داخل کر کے اپنے سوا دوسرے لوگوں پر نام نہاد مسلمان ہونے کا لیبل چسپاں کر دیا ہے۔ حالانکہ اِن کی اپنی نام نہاد فکری صلاحیتیں حقیقت کو جاننے اور ماننے سے بالکل عاری ہیں۔ مسجدوں میں نمازی نماز پڑھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور اپنی قولی' مالی' بدنی عبادات پیش کرتے ہوئے چودہ سو سال سے پڑھتے چلے آرہے ہیں:۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

یعنی "اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ اپنی کل عبادات کا ذکر کرنے اور اظہارِ بندگی کے ساتھ جنابِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں پروانۂ سلام بایں الفاظ پیش کرتے ہیں، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (یعنی یا نبی سلام علیک)، ممکن ہے یہ حضرات التحیات بھی نہ پڑھتے ہوں۔ جو لوگ قرآنِ مجید کے معنوں اور مقاصد میں تحریف کر لیتے ہیں اُن سے کیا بعید ہے جو چاہیں قلم و عمل کے ظلم دکھائیں۔

ویسے یہ لوگ خود بھی مساجد میں ہی لوگوں سے، (غیر اللہ سے) امداد مانگتے ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے قدموں کی برکت سے ساری زمین مسجد

ہے۔ جب ساری زمین مسجد ہے اور بمطابق "تفسیر احسن البیان" مسجدوں میں غیر اللہ سے مدد مانگنی ناجائز ہے تو اِس فقرے کی زد میں ناشرین خود بھی آتے ہیں کیونکہ یہ امریکہ سے مدد مانگتے ہیں۔ اِن کے طرزِ عمل سے پتا چلتا ہے کہ اِنہیں مخاصمت ہے تو صرف رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے۔ اِنہوں نے اِس مخاصمت میں اِسلام کے حلیے اور نظام کو بگاڑنے کی پوری پوری کوشش کی ہے مگر اِن کے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کے خلاف نامناسب اور غلط نظریات کی بیخ کنی تو ہوتی رہتی ہے لیکن وہ اَحادیث مبارکہ کے خلاف نامناسب اور غلط نظریات کی حفاظت کے لئے فرقہ وارانہ وفاداریاں نبھا رہے ہیں۔ کچھ واقعات اور حالات ملاحظہ ہوں تاکہ ایسے لوگوں کے من گھڑت نظریات سے آگاہی حاصل ہو سکے۔

سرکارِ کائنات ﷺ کو وصالِ مبارک کے بعد حرف ندا "یا" کے ساتھ امداد کے لئے پکارنا، مصیبت کے وقت پکارنا، بروایت سندِ صحیح ثابت ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہوا، ایک صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کی۔ **یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ اللّٰہَ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا** "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی اُمّت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پانی مانگئے وہ ہلاک ہوتی جارہی ہے۔" **فَاَتَی الرَّجُلُ فِی الْمَنَامِ** "تو ایک مردان (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) کی خواب میں آئے۔ (الاستیعاب جلد۲ ص ۴۶۴) میں ہے۔

"فَاَتَاہُ النَّبِیُّ ﷺ فِی الْمَنَامِ" اُس کی خواب میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: **اِئْتِ عُمَرَ فَاَقْرِئْہُ السَّلَامَ، فَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَسْقِیَ لِلنَّاسِ فَاَنَّھُمْ سَیُسْقَوْنَ وَقُلْ لَہٗ عَلَیْکَ الْکَیْسَ فَاَتَی الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَہٗ قَالَ فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ یَارَبِّ لَا آلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْہُ**[۱]

"(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (بن خطاب رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ (اور

---

[۱] فتح الباری جلد۲ ص ۶۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص ۴۸۲، الاستیعاب جلد۲ ص ۴۶۴۔

اُن کو سلام کہو) اور اُنہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دُعا کریں، اُنہیں بارش دی جائے گی اور اُنہیں کہو اِحتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو، وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ (راوی) کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رو دیئے عرض کیا یا اللہ (جل جلالہ) میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا"۔

اِسی طرح مصیبت اور تکلیف میں "غیر اللہ" کو پکارنے کے بارے میں اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے "الادب المفرد" میں زیرِ عنوان "**بَابُ مَا یَقُولُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ** یعنی (باب جب کسی آدمی کا پاؤں سُن ہو جائے تو وہ کیا کہے) میں لکھا ہے: **خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْكَ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ** ۵

یعنی "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک آدمی نے اُنہیں کہا کسی ایسے اِنسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو اُنہوں نے پکارا۔ "یا محمد" (صلی اللہ علیک سلم) تو اُن کی تکلیف دُور ہو گئی۔ کیا عجیب معاملہ ہے ایک وہ مسلمان ہے جو "یا محمد" (صلی اللہ علیک وسلم) کہے تو اُس کی تکلیف دُور ہو جاتی ہے اور ایک وہ کلمہ پڑھنے والا ہے جس کو "یا محمد صلی اللہ علیک وسلم" کا مقدس کلمہ سن کر اور لکھا ہوا دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ بھی ایک مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں لکھا ہے کہ جس کے پاؤں کو تکلیف ہو وہ "یا محمد" (صلی اللہ علیک وسلم) کہے تو اُس کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے۔ کیا اِمام بخاری علیہ الرحمہ نام نہاد مسلمان اور مشرک ہیں؟

دُعا کے شرعی معنی:

شرعی معنوں میں دُعا کرنا، عبادت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:۔

۵ الادب المفرد ص ۱۴۲ سطر نمبر ۱۵ (چھاپہ بیروت) ص ۲۵۰ (چھاپہ سانگلہ ہل)، تحفۃ الذاکرین للشوکانی ص ۲۶۷ (چھاپہ بیروت)۔

www.seedharastah.com

دُعا عبادت ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ** [٦] ”دُعا عبادت ہے“۔

قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ.... [٧] ”تمہارا پروردگار فرماتا ہے تم میری عبادت کرو میں قبول کروں گا“۔

دُعا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز بھی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ** [٨] ”دُعا عبادت کا مغز ہے“۔

اللہ جلَّ شانہ، کے ہاں پسندیدہ چیز!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مقدس ہے:۔

لَيْسَ شَىْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِنَ الدُّعَآءِ [٩] ”اللہ جل

---

٦ ابوداؤد جلد۱ ص ۲۱۵، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۷۷، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۱۰ ص ۲۰۰، مسند احمد جلد۴ ص ۲۷۱، ترمذی جلد۲ ص ۱۷۵، موارد الظمان حدیث نمبر ۲۳۹۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، طبرانی صغیر جلد۲ ص ۹۷، طبری جز۲۴ ص ۵۱، قرطبی جلد۱ جز۲ ص ۳۰۹، جلد۸ جز۱۵ ص ۲۱۳، حلیۃ الاولیاء جلد۸ ص ۱۲۰، کتاب الاذکار ص ۳۴۰۔۳۳۳، ابن ماجہ ص ۲۸۰، الادب المفرد ص ۱۰۵ (بیروت)، ص ۱۸۵ (سانگلہ ہل)، فتح الباری جلد۱۱ ص ۱۱۳۔ ٧ مدارک جلد۲ ص ۴۸۴، معالم وخازن جز۶ ص ۸۵، مستدرک حاکم جلد۲ ص ۲۷۵، ابن جریر جز۲۴ ص ۷۸، روح البیان جلد۸ ص ۲۰۰، مظہری جلد۸ ص ۲۶۸، جلالین جلد۲ ص ۱۸، مسند احمد جلد۴ ص ۲۶۷، فتح الباری جلد۱۱ ص ۱۱۳۔ ٨ ترمذی جلد۲ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، کنز العمال جلد۲ ص ۶۲، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۸۲۔ ٩ ابن ماجہ ص ۲۸۰، مسند احمد جلد۲ ص ۱۰۵ (بیروت) ص ۱۸۵ (سانگلہ ہل)، ترمذی جلد۲ ص ۱۷۵، کنز العمال جلد۲ ص ۶۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، مسند احمد جلد۲ ص ۳۸۲، شرح السنۃ جلد۳ ص ۱۶۰، قرطبی جلد۱ جز۱ ص ۱۰۳، کتاب الاذکار ص ۳۳۳، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۷۸۔

www.seedharastah.com

شانہ کے نزدیک دُعا سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں“۔

دُعا نہ کرنے والے سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ یَدْعُ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ [10] ”جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا نہ کرے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس سے ناراض ہوتا ہے“۔

اِس حدیث پاک کی شرح میں وحیدالزماں صاحب (غیر مقلّد) نے لکھا ہے:

”بعض اولیاء اللہ جو دُعائیں نہیں کرتے، اِس کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل دُعا نہیں کرتے۔ تمام انبیاء اور اولیاء نے دُعا کی۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مالک کی مرضی جب تک نہیں پاتے، دُعا نہیں کرتے۔ جب اُس کی مرضی دُعا میں پاتے ہیں تو فوراً دُعا کرتے ہیں“۔ (ابن ماجہ مترجم جلد ۳ ص ۳۳۳ حاشیہ نمبر ا من وعن)

افضل دُعا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

اَفْضَلُ الدُّعَآءُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ [11] ”تمام دُعاؤں سے افضل دُعا ”الحمد للہ“ ہے“۔

دُعا تقدیر بدل دیتی ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف

---

[10] ابن ماجہ ص ۲۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۲۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، الادب المفرد ص ۲۷، (بیروت) ص ۱۷۱، (سانگلہ ہل)، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۶۰، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵، (باختلاف الفاظ)۔ [11] الترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶، مشکوٰۃ ص ۲۰۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۵، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶۷۶، درمنثور جلد ۱ ص ۳۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۰۰، ابن حبان حدیث نمبر ۲۳۲۶۔

ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یُرَدُّ الْقَضَآءُ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ ۱۲؎
''قضا نہیں ٹلتی مگر (جب) دُعا (ہوتی ہے) تو قضا ٹل جاتی ہے اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر کونہیں بڑھاتی''۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں **لَا یُرَدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ** (یعنی تقدیر نہیں بدلتی مگر دُعا سے) کے الفاظ ہیں۔۱۳؎

دُعا بلا کو ٹالتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلُ فَعَلَیْکُمْ عِبَادُاللّٰہِ بِالدُّعَآءِ ۱۴؎ ''دُعا نازل شدہ آفت میں بھی نفع دیتی ہے اور اُس بلا میں بھی جو نہ اُتری ہو۔ اے اللہ (عزوجل) کے بندو! دُعا کو مضبوطی سے پکڑو''۔

(یعنی دُعا کے دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اِس کی برکت سے آئی بلا ٹل جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ آنے والی بلا رُک جاتی ہے۔ لہٰذا ہر وقت دُعا مانگنی چاہیے، شاید کوئی بلا آنے والی ہو اور اِس دُعا سے رُک جائے۔ ڈھال ہتھیار کا وار روک لیتی ہے، پانی پیاس بجھا دیتا ہے ایسے ہی دُعا آئی بلا کا وار روک لیتی ہے)۔

ہر نبی علیہ السلام کی ایک دُعا ضرور قبول ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ رسولِ کریم رؤف

۱۲؎ ترمذی جلد۲ حدیث نمبر ۲۱۳۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ ص ۲۵۱۔ ۱۳؎ مستدرک حاکم جلد۱ ص ۶۷۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۲۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۳۹، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۲۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۲۳۳، مسند احمد جلد۵ ص ۲۷۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ ص ۱۰۰، جلد۶ ص ۲۵۱۔
۱۴؎ مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی جلد۲ ص ۱۹۵، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۸۰۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِي دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ ۱۵

"ہر نبی (علیہ السلام) کے لئے ایک دُعا ہوتی ہے۔ جو وہ دُعا مانگتے ہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کو ضرور قبول فرماتا ہے اور میں چاہتا ہوں اپنی دُعا کو چھوڑے رکھوں اور قیامت کے دن اپنی اُمّت کی شفاعت کے لئے وہ دُعا کروں"۔

حضرت معتمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا اور اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤَالًا أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۶

"ہر نبی (علیہ السلام) نے (ربِّ کائنات سے) ایک ایک سوال کیا ہے۔ یا ہر نبی (علیہ السلام) نے ایک ایک دُعا کی ہے جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے قبول فرمایا اور میں نے اپنی یہ دُعا (جس کا قبول ہونا یقینی ہے) قیامت کے دن تک اپنی اُمّت کی شفاعت کے لئے چھوڑ رکھی ہے"۔

---

۱۵ بخاری جلد۲ ص۹۳۲، مسلم جلد۱ ص۱۱۳، شرح السنۃ جلد۳ ص۶۱، حلیۃ الاولیاء جلد۷ ص۲۵۹، مسند احمد جلد۲ ص۴۸۶۔ ۱۶ بخاری جلد۲ ص۹۳۲، فتح الباری جلد۱۱ ص۱۱۵، مسلم جلد۱ ص۱۱۳، مسند احمد جلد۶ ص۳۹۶۔

آدابِ دُعا کی تفصیل

۱۔ دُعا باوُضو کرنا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: **دَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ** ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وُضو فرمایا، پھر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے'' اور دُعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ** ''یا الٰہی عبید ابو عامر کی بخشش فرما''۔ تو راوی فرماتے ہیں، میں نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بارگاہِ ربِّ ذوالجلال والاکرام میں عرض کیا: **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ** [۱] ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اِس کی قدر ومنزلت کثیر مخلوق میں بلند فرما''۔ (اِس حدیث شریف میں دُعا سے پہلے وُضو کرنے کا ذکر ہے)۔

۲۔ اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دُعا:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا، وہ کہہ رہا تھا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ [۲]

''اے میرے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) میں تیری بارگاہ میں (تیری ذات کے وسیلہ

---

[۱] بخاری جلد۲ ص۹۴۴، فتح الباری جلد۱۱ ص۲۲۴، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۳ ص۱۲، تفہیم البخاری جلد۹ ص۶۶۱۔ [۲] شرح السنۃ جلد۳ ص۸۷، الترغیب والترھیب جلد۲ ص۴۸۵۔

سے) سوالی ہوں۔ بے شک تو اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) ہے ایک ہے بے نیاز ہے وہ ذات جو نہ کسی سے پیدا ہوئی اور نہ جس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ کوئی اُس کا شریک ہے"۔

فَقَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ بِالْاِسْمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ "فرمایا تم نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے وہ نام لے کر سوال کیا ہے جب کوئی یہ نام لے کر اُس سے مانگتا ہے تو وہ دیتا ہے اور جب کوئی نام لے کر دُعا کرتا ہے تو قبول فرماتا ہے"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا، وہ دُعا میں اِس طرح کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ [۳]

"اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے سوالی ہوں اِس وسیلہ سے کہ تمام تعریفیں تیری ہیں، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو واحد ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو اِحسان فرمانے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والا ہے۔ اے حقیقی جلالت والے اور اے حقیقی کرم فرمانے اور بخشش فرمانے والے"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ** "اُس شخص نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے سوال کیا ہے تو جب کوئی اِس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) دیتا ہے تو جب کوئی اِس کے وسیلہ سے دُعا کرتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) قبول فرماتا ہے"۔

۳۔ دُعا سے پہلے ذکرِ اِلٰہی اور دُرود شریف:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسولِ

[۳] ابن ماجہ ص ۲۸۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۷۷، ابن حبان حدیث نمبر ۲۳۸۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۶۔

کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا، اُس نے نماز پڑھی اور (نماز کے فوری بعد) دُعا کی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ''یاالٰہی میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما''۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ ''اے نمازی تو نے بہت جلد بازی کی ہے''۔ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمِدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ ''جب تو نماز پڑھے، تو پھر بیٹھے، تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تعریف کر، جیسے اُس کے لائق ہے اور مجھ پر دُرود شریف بھیج، پھر دُعا کر''۔ روای کہتے ہیں پھر ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھی، نماز پڑھنے کے بعد اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حمد وثناء کی جیسے کرنی چاہئے تھی اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ دُرود شریف پیش کیا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ ؎ ''اے نمازی دُعا کر تیری دُعا قبول ہے''۔

حدیثِ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّکَ ﷺ ؎

''بے شک دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اِس میں کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود شریف نہ پڑھا جائے''۔

حدیثِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے

؎ ابوداؤد جلد ١ ص ٢١٥' ترمذی جلد ٢ ص ١٨٥' الترغیب والترھیب جلد ٢ ص ٤٨٧' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ١٨ ص ٣٠٨' مجمع الزوائد جلد ١٠ ص ١٥٥' مشکوٰۃ ص ٨٦' نسائی جلد ١ ص ١٨٩' کنز العمال جلد ٢ ص ١٢٩' شرح السنۃ جلد ٢ ص ٢٧٩۔ ؎ جلاءُ الافہام ص ٢٩' شرح السنۃ جلد ٢ ص ٢٧٩۔

روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ دُعَآءٍ اِلَّا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ حِجَابٌ حَتّٰی تُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ﷺ اِنْحَرَقَ الْحِجَابُ وَاسْتُجِیْبَ الدُّعَآءُ وَاِذَا لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ لَمْ یُسْتَجَبِ الدُّعَآءُ [۶]

''جو بھی کوئی دُعا ہے اُس میں اور آسمان میں حجاب ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب حضرت محمد ﷺ پر دُرود شریف بھیجا جاتا ہے تو حجاب اُٹھ جاتا ہے اور یہ دُعا درجۂ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے اور اگر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ پر دُرود شریف نہ پڑھا جائے تو دُعا قبولیت کا درجہ نہیں پاتی''۔

۴۔ دُعا سے پہلے اَللّٰھُمَّ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا کہنا:

لفظ ''اللہ'' اسمِ ذات ہے اس کی نہ جمع ہے اور نہ تانیث چونکہ جمع اور تانیث توحید کے منافی ہے۔ لہٰذا اِس اسمِ پاک کو اِن سے پاک رکھا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِسمِ ذات زبان پر آتے ہی تمام صفاتِ الٰہیہ اور صفاتی اسماء حسنیٰ خود بخود چشمِ تصوّر میں پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ (یعنی ۲۶۹۷ بار) آیا ہے۔

دُعا میں **اَللّٰھُمَّ** (یعنی اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ) کا لفظ کثرت سے وارد ہوا ہے۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی سینکڑوں دُعائیں **اَللّٰھُمَّ** سے شروع ہوتی ہیں۔ کبھی **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا** اکٹھے بھی فرمایا گیا ہے۔

ایسی ایک مثال قرآنِ مجید میں بھی ہے:۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ ہمارے لئے آسمان سے پکا پکایا کھانا اُتارے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس وقت جو دُعا فرمائی وہ اِس طرح تھی:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ... (المائدۃ: ۱۱۴)

---

[۶] جلاء الافہام ص ۱۱، الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۶، قاضی محمد سلمان قصوری۔

"اے اللہ ہمارے رب ہمارے لئے آسمان سے خوان اُتار"۔

اِس کی مثال حدیث شریف سے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں دُعا فرماتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۷ "اے اللہ ہمارے رب ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا"۔

۵۔ دُعا سے پہلے رَبَّنَا کہنا:

قرآنِ مجید میں جس قدر دُعائیں آئی ہیں وہ اکثر و بیشتر رَبّ یا رَبَّنَا کے کلمہ سے شروع ہوتی ہیں اور اِس کا فلسفہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دُعا کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کی صفتِ ربوبیت کو قبولیتِ دُعا کے لئے بطورِ وسیلہ پیش کرتا ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **اِذَا قَالَ الْعَبْدُ یَا رَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ قَالَ اللّٰہُ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ سَلْ تُعْطَ** ۸ "جب بندہ یارب یارب یارب کہتا ہے تو اللہ (عزوجل) فرماتا ہے اے میرے بندے لبیک، مانگ کیا مانگتا ہے تاکہ تجھے عطا فرمایا جائے"۔

بار بار رَبَّنَا کہنے سے دُعا کا قبول ہونا:

سورۂ آلِ عمران میں اِرشاد ہے۔ جو لوگ کھڑے، بیٹھتے اور کروٹ پر لیٹے اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں:۔

---

۷ بخاری جلد۲ص ۹۴۵، مسند احمد جلد۳ص ۱۰۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ص ۵۶، کتاب الاذکار ص ۱۶۵۔ ۸ الترغیب والترھیب جلد۲ص ۱۸۸، مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۱۵۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۳۲۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ (آل عمران:۱۹۱تا۱۹۴)

’’(۱) اے ہمارے رَبّ تونے یہ بے کار پیدا نہیں کیا، تو بڑی شان والا ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ (۲) اے ہمارے پالنے والے جسے تو نے دوزخ میں داخل فرمایا اُسے ضرور تو نے ذلیل کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (۳) اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کرنے والے کی منادی کو سنا کہ وہ ایمان کے لئے بلاتا ہے کہ تم اپنے رَبّ پر اِیمان لاؤ تو ہم اِیمان لائے۔ (۴) اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری بُرائیاں مٹادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کردے اور (۵) اے ہمارے رَبّ ہمیں وہ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں (علیہم السّلام) کے ذریعے وعدہ فرمایا اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا، بے شک تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا‘‘۔

جب اُنہوں نے بار بار رَبّنا کہہ کر بارگاہِ الٰہی میں التجا کی تو رَبِّ کائنات نے فرمایا: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ .... (آل عمران:۱۹۵) ’’تو اُن کے رب نے اُن کی دُعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے ہر عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا خواہ مرد ہو یا عورت‘‘۔

۶۔ دُعا میں تکلف کرنا منع ہے:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو سنا وہ کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْقَصْرَ الْاَبْیَضَ عَنْ یَّمِیْنِ الْجَنَّةِ اِذَا

دَخَلْتُهَا ''اے میرے اللہ (سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی) میں تجھ سے سفید محل مانگتا ہوں جو جنت کے دائیں طرف ہو جب میں اُس میں داخل ہوں''۔ تو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سَلِ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ وَعُذْبِہٖ مِنَ النَّارِ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ''۔ کیونکہ میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: سَیَکُوْنُ قَوْمٌ یَّعْتَدُوْنَ فِی الدُّعَآءِ ٩ ''قریب ہے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دُعاؤں کو حد سے بڑھائیں گے''۔

حضرت ابنِ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دُعا کی جسے اُنہوں نے سنا، دُعا اِس طرح کی تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعِیْمَھَا وَبَھْجَتَھَا وَکَذَا وَکَذَا اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِھَا وَاَغْلَالِھَا وَکَذَا وَکَذَا

''یا اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) میرا، تیری بارگاہ میں سوال ہے، مجھے جنت عطا فرما اور اُس کی نعمتیں اور اُس کی لذّتیں فلاں اور فلاں عطا فرما اور میں پناہ چاہتا ہوں تجھ سے جہنم کی اور اُس کی زنجیروں کی اور طوقوں کی اور اُس کی فلاں فلاں بلاؤں کی''۔ تو میرے والد صاحب نے فرمایا میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو دُعا میں مبالغہ کرے گی۔ تو تو کبھی کہیں اُن لوگوں میں سے نہ ہو جائے اور فرمایا:

اِنَّکَ اِنْ اُعْطِیْتَ الْجَنَّۃَ اُعْطِیْتَھَا وَمَا فِیْھَا مِنَ الْخَیْرِ وَاِنْ اُعِذْتَ مِنَ النَّارِ اُعِذْتَ مِنْھَا وَمَا فِیْھَا مِنَ الشَّرِّ ١٠ ''یعنی جب تجھے جنت ملے گی تو اُس میں جو جنتی نعمتیں اور لذّتیں ہیں سب مل جائیں گی اور اگر جہنم میں پہنچے گا تو اُس کی سب آفتوں سے عذاب دیا جائے گا''۔

---

٩ ابن ماجہ ص ٢٨٣، قرطبی جلد ٤ جزء ٧ ص ١٤٤، تلخیص الحبیر جلد ١ ص ١٤٤، کنز العمال حدیث نمبر ٣٢٩٥، ابو داؤد حدیث نمبر ١٤٨٠، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ٧ ص ٦٥۔ ١٠ ابو داؤد جلد ١ ص ٢١٥، تلخیص الحبیر جلد ١ ص ١٤٤۔

۷۔ رزقِ حلال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) طیّب ہے اور طیّب مال قبول فرماتا ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مسلمانوں کو اُس چیز کا حکم فرمایا جس کا حکم انبیاءِ کرام (علیہم السّلام) کو فرمایا کہ اے انبیاء کرام (علیہم السّلام) طیّب اور لذیذ چیزیں کھاؤ اور نیک اَعمال کرو اور ربِّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: اے اِیمان والو! ہماری دی ہوئی طیّب اور لذیذ چیزیں کھاؤ۔ اِس اِرشاد کے سنانے کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ:۔

يُطِيلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَارَبِّ يَارَبِّ مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ [۱]

''وہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے گرد آلود اُس کے بال ہیں، آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر (دُعا کرتا ہے) اور کہتا ہے یا ربّ یا ربّ مگر اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور حرام کی ہی غذا پاتا ہے۔ تو اِن وجوہ سے دُعا کیسے قبول ہو؟''۔

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ہمارے نزدیک حلال وحرام کا تصوّر جانوروں کے گوشت تک محدود ہو کر رہ گیا ہے ہم کوّے اور چیل کو اِس لئے نہیں کھاتے کہ یہ حرام ہیں اور خنزیر کا نام سن کر تھوکنے لگتے ہیں۔ مگر ہم رشوت اور سود کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر لیتے ہیں۔ غیبت کو قرآنِ پاک نے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے اور ہماری محافل غیبت کے بغیر جمتی اور سجتی ہی نہیں۔

ہمارے اَسلاف اکلِ حلال کا بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ وہ بزرگ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ حلال کھانے سے روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور کیف

---

[۱] الترغیب والترہیب جلد۲ص۵۴۵' درمنثور جلد۱ص ۱۶۸' جلد۸ص ۱۰ کتاب الاذکار ص ۳۵۱' مسلم جلد۱ص ۳۲۶' مصنف عبدالرزاق جلد۵ص ۱۹' مشکوٰۃ ص ۲۴۱۔

وجذب کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک بار مستجاب الدعوات، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے سعد اپنے رزق کو پاک رکھ تیری دُعا ہمیشہ قبول ہوگی۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس آدمی کے پیٹ میں ایک نوالہ بھی حرام کا ہوگا۔ چالیس روز تک اُس کی دُعا قبول نہ ہو سکے گی۔

۸۔ قبلہ شریف کی طرف رُخ کر کے دُعا کرنا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ عیدگاہ میں نمازِ استسقاء پڑھنے (اور پانی مانگنے) کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے پانی مانگا۔ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِدَائَهُ [۱۲] "پھر آپ ﷺ نے قبلہ شریف کی طرف چہرۂ مبارک کیا اور اپنی چادر شریف اُلٹی"۔

حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث شریف لکھی ہے، فرماتے ہیں:۔ رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلاثَةٌ لَا یُسْتَجَابُ دُعَاؤُهُمْ اٰکِلُ الْحَرَامَ وَمُکْثِرُ الْغِیْبَةَ وَمَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ غِلٌّ اَوْ حَسَدٌ لِّلْمُسْلِمِیْنَ [۱۳]

"نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی (۱) حرام خور کی (۲) کثرت سے غیبت کرنے والے کی اور (۳) مسلمانوں کے حق میں کینہ اور حسد رکھنے والے کی"۔

۹۔ لوگوں کی طرف منہ کر کے دُعا کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک مرتبہ نبی کریم رؤف

---

۱۲ بخاری جلد۲ ص ۹۳۹' تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۳۴' فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۷۳' عمدۃ القاری جلد ۱ جز۲ ص ۳۰۱' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۱۵۱۔ ۱۳ تفسیر قرطبی سورۃ الفلق جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۷۷۔

ورحیم ﷺ جمعۃ المبارک کے دن خطبہ اِرشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دُعا فرمائیے" اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہم پر بارش برسائے۔ آپ (ﷺ) نے دُعا فرمائی۔ آسمان پر بادل چھائے اور پانی برسنے لگا۔ لوگوں کو گھر تک پہنچنا مشکل ہو گیا اور دوسرے جمعۃ المبارک تک یکساں بارش برستی رہی۔ پھر دوسرے جمعۃ المبارک میں وہی شخص یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا فرمائیے یہ بارش موقوف کرے (یعنی بارش رُک جائے)، ہم لوگ تو ڈوب گئے ہیں تو آپ (ﷺ) نے یوں دُعا فرمائی:۔ **اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ یَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِیْنَۃِ وَلَا یُمْطِرُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ** [۱۴] "یا الٰہی ہمارے اِردگرد برسا، ہم پر نہ برسا۔ اُسی وقت اَبر پھٹ گیا اور مدینہ شریف کے اِردگرد ہو گیا اور مدینہ شریف والوں پر بارش موقوف ہو گئی"۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قبلہ کے علاوہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بھی دُعا کی جا سکتی ہے۔ جب لوگوں کی طرف منہ کر کے دُعا کی جا سکتی ہے تو سرکارِ کائنات ﷺ کے روضۂ مبارک کی طرف منہ کر کے بھی دُعا کی جا سکتی ہے۔ اِس کی کسی حدیث شریف میں ممانعت نہیں۔ لہٰذا جب مدینہ منورہ، دربارِ رسالت مآب ﷺ پر حاضری کا موقع نصیب ہو تو سرکارِ کائنات ﷺ کی طرف منہ کر کے ربّ کائنات کے حضور دُعا کریں اور اگر کوئی بے علم اُلجھے تو درگذر کریں۔

---

[۱۴] بخاری جلد۲ص۹۳۹' تیسیر الباری جلد۸ص۲۳۵' فتح الباری جلد۱۱ص۱۷۲' عمدۃ القاری جلد۱۱ جز۲۲ص۳۰۱' تفہیم البخاری جلد۹ص۶۲۴' ابن ماجہ ص۹۱' مسند احمد جلد۳ص۱۰۴' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۳ص۳۵۶_۳۵۵_۳۵۴_۳۵۳' درمنثور جلد۲ص۲۸' الادب المفرد ص۹۰ (بیروت) ص۱۶۰ (سانگل ہل)' نصب الرایۃ جلد۲ص۲۳۹' کتاب الاذکار ص۱۵۵' مشکوۃ حدیث نمبر۵۹۰۲' شرح السنۃ جلد۴ص۴۱۴' مصنّف عبدالرزاق جلد۳ص۹۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۰ ص۲۱۹_۳۴۶' جلد۱۱ص۸۴۱' کنز العمال جلد۸ص۸۳۳' شرح معانی الآثار جلد۱ص۳۲۲' البدایہ والنہایہ جلد۳ص۱۰۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ص۳۴۶۔

سمجھانے کی طاقت ہو تو محبت سے سمجھائیں وگرنہ دِل میں دُعا کریں۔

۱۰۔ یقینِ قبولیت اور حضورِ قلب:

دُعا میں اِخلاص کے ساتھ قلبی توجہ بھی ضروری ہے، جو دُعائیں بے توجہی اور غیر شعوری طور پر مانگی جاتی ہیں اُن کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُّوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَآءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ** ۱۵ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا کرو اور یقین رکھو کہ تمہاری دُعا قبول ہوگی اور جان لو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) غافل اور کھیلتے ہوئے دِل والوں کی دُعا قبول نہیں فرماتا''۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب درخواست دینے والا خود بے توجہی سے کام لے تو حاکم کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اُس کی درخواست پر توجہ دے۔

۱۱۔ دُعا کے لئے عزم بالجزم:

جب بھی دُعا کی جائے تو مایوسی سے نہیں بلکہ یقین سے کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْئَلَۃَ وَلَا یَقُوْلَنَّ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّہٗ لَا مُسْتَکْرِہَ لَہٗ** ۱۶

''جب کوئی تم میں سے دُعا کرے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے قطعی طور پر مانگے (کہ یہ چیزیں مجھے عطا فرما) یوں نہ کہے اگر تو چاہے تو عنایت فرما۔ اِس لئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر کوئی زبردستی نہیں کرسکتا''۔

---

۱۵ الترغیب والترہیب جلد۲ص ۴۹۲' مشکوٰۃ ص ۱۹۵' میزان الاعتدال حدیث نمبر ۴۷۹۳' در منثور جلد۱ص ۱۹۵' کنزالعمال جلد۲ص ۷۲۔ ۱۶ بخاری جلد۲ص ۹۳۸' مسلم جلد۲ص ۳۹۲' مسند احمد جلد۳ص ۱۰۱۔

اِسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے یوں دُعا نہ کرے۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ لِیَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُکْرِهَ لَهٗ** ۱۷؎ ''یا اللہ (جل جلالہ) اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے یا اللہ (عزوجل) اگر چاہے تو مجھ پر رحم کر بلکہ قطعی طور سے سوال کرے کیونکہ اللہ (جل جلالہ) پر کسی کا زور تھوڑا ہے''۔

۱۲۔ دُعا کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے:

دُعا کرنے والے کو دُعا کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ جب تک دُعا قبول نہ ہو، دُعا کرتے رہنا چاہیئے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَّا لَمْ یَعْجَلْ یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ ۱۸؎ ''تم میں سے ہر ایک کی دُعا تب قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔ یوں نہ کہے میں نے دُعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی''۔

(یعنی نا اُمیدی کا کلمہ منہ سے نہ نکالے اور اللہ جَلَّ شانہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ دُعا کرنے سے بھی نہ اُکتائے)۔

۱۷؎ بخاری جلد۲ص ۹۳۸' تیسیر الباری جلد۸ص ۲۳۱' ابو داؤد جلد۱ص ۲۱۵' مشکوٰۃ ص۱۹۴' ترمذی جلد۲ص ۱۸۷' ابن ماجہ ص۲۸۲' مصنف عبدالرزاق جلد۱۰ص ۴۴۱' مسند احمد جلد۲ص ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۴۸۶۔ ۵۰۰۔ ۵۳۰' کنزالعمال جلد۲ص ۹۴' فتح الباری جلد۱۱ص ۱۶۸' عمدۃ القاری جلد۱۱ جز۲۲ص ۲۹۹' تفہیم البخاری جلد۹ص ۶۲۰' مسند احمد جلد۳ص ۱۰۱' مسلم جلد۲ص ۳۴۲' (۳ سندیں) الادب المفرد ص۹۰ (بیروت) (باختلاف الفاظ)۔ ۱۸؎ درمنثور جلد۱ص ۱۹۵' قرطبی جلد۱ جز۲ص ۳۱۱' الترغیب والترھیب جلد۲ص ۴۹۰' بخاری جلد۲ص ۹۳۸' فتح الباری جلد۱۱ص ۱۶۹' عمدۃ القاری جلد۱۱ جز۲۲ص ۲۹۹' تیسیر الباری جلد۸ ص۲۳۲' تفہیم البخاری جلد۹ص ۶۲۱' مسلم جلد۲ص ۳۵۲' ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۲' ترمذی جلد۲ص ۱۷۶' ابن ماجہ ص۲۸۲' مسند احمد جلد۲ص ۳۹۶۔ ۴۸۷' مصنف عبدالرزاق جلد۱۰ص ۴۴' مشکل الآثار جلد۲ص ۳۷۴۔ ۳۷۵' کنزالعمال جلد۲ص ۷۹ حدیث نمبر ۳۲۲۲' الادب المفرد ص۹۶ (بیروت) ص۱۷۰ (سانگلہ ہل) باب من قال یستجاب للعبد مالم یعجل مشکوٰۃ ص۱۹۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یُسْتَجَابُ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِکَ وَیَدَعُ الدُّعَآءَ ۱۹

''ہمیشہ بندہ کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا ناطہ توڑنے کی دُعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جلدی کے کیا معنی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہے کہ میں نے دُعا کی، میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہو پھر ناامید ہو جائے اور دُعا چھوڑ دے (یہ بات اللہ تبارک وتعالیٰ کو ناگوار ہوتی ہے) پھر وہ قبول نہیں کرتا، بندے کو چاہئے کہ اپنے مالکِ (حقیقی) سے ہمیشہ فضل و کرم کی اُمید رکھے اگر (دُعا) دُنیا میں قبول نہ ہوگی تو آخرت میں اس کا صلہ ملے گا)

۱۳۔ بزرگوں سے دُعا سیکھنا:

آدابِ دُعا میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ بزرگانِ دین سے دُعا کرنے کا طریقہ سیکھا جائے یا جو دُعا بزرگ سکھائیں اُس کو ترجیح دی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک دُعا ایسے سکھاتے تھے جیسے قرآنِ مجید کی کوئی سورت سکھاتے ہیں۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ۲۰ ''اے میرے اللہ (عزوجل) میں تیری پناہ میں آتا

---

۱۹ مسلم جلد ۲ ص ۳۵۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۵۳۔

۲۰ موطا امام مالک، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۹۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۹۸۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۵۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۴۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۴۶، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۵۰۔

ہوں، عذابِ دوزخ اور عذابِ قبر سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے"۔

۱۴۔ بزرگوں سے دُعا کروانا:

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں' حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (حضرت) اَنس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دُعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ [۲۱]

"یا اللہ (جل جلالہ) اِس (انس رضی اللہ عنہ) کو بہت مال و دولت اور اَولاد عطا فرما اور جو تو عطا فرمائے اُس میں برکت دے"۔

اِس حدیث شریف کی شرح میں وحید الزماں صاحب (غیر مقلّد) نے لکھا ہے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ بڑے مالدار اور صاحب جائیداد ہوئے، ایک سو بیس بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ننانوے یا ایک سو تیس سال عمر ہوئی۔ آگے لکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا کیا پوچھنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی دُعاؤں میں اللہ نے بڑے بڑے اثر دیئے ہیں"۔ "حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بنئے سے ایک پیسہ قرض لے کر اپنے پیر و مرشد بابا فرید گنج شکر قدس سرہ کو کھانا کھلایا۔ اُس وقت حضرت نظام الدین اولیاء کے پاس بجز ایک کہنہ ازار اور ایک بوسیدہ عمامہ شریف کے کرتا تک نہ تھا۔ حضرت بابا فرید نے کھانا کھا کر فرمایا نظام الدین کیا خوش ذائقہ کھانا تو نے کھلایا۔ حالانکہ اُس میں سوائے ترکاری کی جڑوں اور نمک کے کچھ نہ تھا۔ بھلا ایک پیسہ میں کیا کھانا ہوتا۔ پھر فرمایا جا نظام الدین تیرے دستر خوان پر دو وقتہ چار ہزار آدمی کھانا کھائیں گے، ایسا ہی ہوا۔ اُن کو دہلی میں

---

[۲۱] شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۵۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۴' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۳ ص ۹۲' ترمذی حدیث نمبر ۳۸۲۹' مسلم جلد ۲ ص ۲۹۸' بخاری جلد ۱ ص ۲۶۶۔

بے شمار فتوحات حاصل ہوئیں اور ہر روز دو وقتہ چار ہزار فقراء اور مساکین کو عمدہ عمدہ کھانے کھلایا کرتے“۔ (تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۲۸ من وعن)

۱۵۔ نیک لوگوں سے دُعا کروانا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- **اَنَّ رَجُلًا یَاْتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ لَّا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ کَانَ بِهٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضَعَ الدِّیْنَارِ اَوِالدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ** [۲۲]

”تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں (حضرت) اُویس (قرنی رضی اللہ عنہ) کہا جاتا ہے اُنہیں یمن میں صرف اُن کی والدہ ہی روکے ہوئے ہے اُن کو برص کی سفیدی تھی تو اُنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ دُور کردی سوائے دینار درہم کے برابر، تو تم میں سے جو اُن سے ملے، وہ اُن سے اپنے لئے دُعا کروائے“۔

انبیاءِ کرام علیہم السّلام سے دُعائیں کروائی گئیں:

قرآنِ مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے کہ **اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ** یعنی ”میں قبول فرماتا ہوں پکارنے والے کی پکار (دُعا کرنے والے کی دُعا) جب وہ پکارتا ہے، دُعا کرتا ہے“۔

اِس آیتِ مبارک اور اِرشادِ باری تعالیٰ پر اِیمان والے کا عقیدہ ہے اور انبیاءِ علیہم السّلام اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی اِس حقیقت کو جانتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے لیکن جب کوئی انبیاءِ کرام علیہم السّلام اور خود رسولِ کریم رؤف

---

۲۲ مشکوٰۃ ص ۵۸۱، مسلم جلد۲ ص ۳۱۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۸۲۴ ـ ۳۴۰۵۴، حلیۃ الاولیاء جلد۲ ص ۷۹۔

ورحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آکر دُعا کرواتا تو آپ ﷺ یا دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کسی سے نہ فرماتے کہ تم خود ہی دُعا کرو اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے۔ اُن کے قول وعمل سے پتا چلتا ہے کہ یہ عقیدہ ہونے کے باوجود کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے، بزرگوں سے دُعائیں کروانا شرک وبدعت نہیں، جو لوگ بزرگوں سے دُعائیں کروانے کو شرک وبدعت کہتے ہیں وہ قابلِ رحم ہیں لیکن جب اُنہیں بھی آفت وبلا یا مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو وہ بھی بزرگوں کو تلاش کر کے دُعائیں کرواتے ہیں۔

قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ اور سُنّتِ مقدسہ سے آگاہ لوگ یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ نہ تو بزرگوں کے پاس جانا شرک وبدعت ہے نہ ہی اُن سے دُعائیں کروانا شرک وبدعت ہے بلکہ عینِ اسلام اور عینِ توحید ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فہم عطا فرمائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا اور قوم کا واقعہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ ... (الاعراف:۱۳۳-۱۳۴)

”پھر ہم نے اُن پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے، سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ دراصل تھے ہی جرائم پیشہ اور جب اُن کو عذاب واقع ہوتا تو (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یوں) عرض کرتے ’اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے اپنے رَب سے اِس بات کی دُعا کر دیجئے جس کا اُس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے“۔ پھر وہ لوگ یہ بھی عرض کرتے ”اگر آپ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اِس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے پر اِیمان لے آئیں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ

www.seedharastah.com

کے ہمراہ کر دیں گے"۔

۱؎ یعنی ایک عذاب آتا تو اُس سے تنگ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے اُن کی دُعا سے وہ ٹل جاتا تو ایمان لانے کی بجائے پھر اُسی کفر و شرک پر جمے رہتے، پھر عذاب آتا ہر بار دُعا کرواتے، آپ کبھی بھی نہ فرماتے میں تمہارے لئے دُعا نہیں کر سکتا تم خود ہی دُعا کر لو۔ کیونکہ ربِّ کائنات جَلَّ جلالہٗ سب کی سنتا ہے جب انبیاء کرام علیہم السّلام جو معصوم عنِ الخطا ہیں ایسا نہیں فرماتے تھے تو ہمیں بھی جو پُر خطا ہیں قطعاً ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ لہٰذا دُعائیں خود کریں یا بزرگوں سے کروائیں ہر طرح سے جائز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اُویس رضی اللہ عنہ سے دُعا کروائی:

حضرت اَسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس، یمن سے لوگ آتے تو آپ اُن سے پوچھتے کیا تمہارے درمیان حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ رہتے ہیں یہاں تک کہ (امیر المؤمنین) حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود حضرت سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا کیا تمہارا نام اُویس بن عامر (رضی اللہ عنہ) ہے؟ اُنہوں نے کہاں ہاں! کیا آپ (شہرِ) قرن میں رہتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں! پوچھا تم کو برص کی تکلیف تھی؟ فرمایا ہاں! مگر وہ اچھا ہو گیا ہے اور درہم برابر باقی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری والدہ ہے؟ اُنہوں نے کہا ہاں! تب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:۔

یَاتِی عَلَیْکُمْ اُوَیْسُ ابْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَھْلِ الْیَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ کَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضَعَ دِرْھَمٍ لَّهٗ وَالِدَةٌ ھُوَ بِھَا بِرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ یَّسْتَغْفِرُلَکَ

فَافعَل فَاستَغفِرلِی فَاستَغفِرلَهُ ۲۳ ''تمہارے پاس (حضرت) اُوَیس بن عامر (رضی اللہ عنہ) آئیں گے، یمن کی اِمدادی فوج کے ساتھ، اُس کا تعلق مراد قبیلے سے ہے، جو قرن کی شاخ ہے۔ اُس کی والدہ ہے، اُس کا یہ حال ہے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو سچا فرما دے، پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اپنے لئے دُعا کروانا، (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا اُوَیس قرنی رضی اللہ عنہ کو دُعا کے لئے کہا) تو حضرت سیّدنا اویس (قرنی رضی اللہ عنہ) نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (بن خطاب رضی اللہ عنہ) کے لئے بخشش کی دُعا کی''۔

اِس واقعہ میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اچھے اور نیکو کار لوگوں سے دُعائے خیر طلب کرنی چاہئے اگرچہ طالبِ دُعا مرتبہ کے لحاظ سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔

دُعا کروانے کے بارے میں حدیثِ مبارک:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو گرم ریت پر پیٹھ اور پیٹ کے بل لَوٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا 'اے نفس! رات کو سونا اور دن کو خرافات میں مبتلا ہونا اور تو پھر بھی جنت کی اُمید کرتا ہے۔ جب وہ شخص اپنے کام سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کو لو اور اُس سے دُعا کراؤ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے اُس سے کہا۔ اُدعُ اللّٰهَ لَنَا یَرحَمُکَ اللّٰهُ ''ہمارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کرو اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے''۔ اُس شخص نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں ہدایت کے اَمر پر جمع فرمائے، ہم نے کہا اور زیادہ دُعا فرمایئے تو اُس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا ٹھکانہ جنت بنائے، ہم نے کہا اور زیادہ دُعا کرو تو اُس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے تقویٰ میں اضافہ فرمائے۔ ۲۴

---

۲۳ مسلم جلد ۲ ص ۳۱۱، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۴۵۶، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۳۷۷۔۳۷۶۔ ۲۴ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۸، المعجم الکبریٰ للطبرانی جلد ۲ ص ۲۱۲۔

۱۶۔ دُعا اپنی ذات سے شروع کرنا:

حضرت اِمام ابن ماجہ قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الدُعا'' سنن ابنِ ماجہ میں باب باندھا ہے۔

بَابُ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَاءْ بِنَفْسِہٖ (جب کوئی تم میں سے دُعا کرے تو پہلے اپنی ذات سے شروع کرے۔) یہ باب باندھ کر ایک حدیث شریف لکھی ہے جس میں باب کے مطابق طریقہ دُعا درج کیا گیا ہے:۔ **اِذَا ذَکَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَہٗ بَدَاءَ بِنَفْسِہٖ** [۲۵] ''نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ جب کسی کا ذکر کر کے اُس کے لئے دُعا فرماتے تو پہلے اپنی ذاتِ مقدسہ سے دُعا شروع فرماتے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **یَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاَخَاعَادَ** [۲۶] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) رحم فرمائے ہم پر اور (ہمارے) بھائی حضرت ہود علیہ السلام پر''۔

۱۷۔ چھوٹوں سے اپنے لئے دُعا کروانا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عمرہ کرنے کے لئے اِجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور ساتھ ہی اِرشاد فرمایا: **لَا تَنْسَنَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَائِکَ فَقَالَ کَلِمَۃً مَّا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِھَا الدُّنْیَا** [۲۷]

''اے میرے بھائی مجھے اپنی دُعا میں نہ بھولنا (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) سو ایسا کلمہ (کہ مجھے دُعا میں نہ بھولنا) فرمایا جس سے مجھے اِتنی خوشی ہوئی کہ اگر ساری دُنیا مل جاتی تو اِتنی خوشی نہ ہوتی''۔

۲۵۔۲۶؎ ابن ماجہ ص ۲۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۹۸، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۳۔
۲۷؎ کتاب السنی ص ۱۳۷، السنن الکبریٰ للبیقھی جلد ۵ ص ۲۵۱، ابوداؤد جلد ا ص ۲۱۷، کتاب الاذکار ص ۱۸۷۔۳۴۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ابن ماجہ ص ۲۱۳۔

۱۸۔ کسی کی عدم موجودگی میں اُس کے لئے دُعا کرنا:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُّوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ** [۲۸] ''مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے اُس کی پسِ پشت دُعا ضرور قبول ہوتی ہے اُس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ جب اپنے بھائی کے لئے دُعائے خیر کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور (کہتا ہے) تجھے بھی ایسا ہی ملے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَآءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ** [۲۹] ''بہت جلد قبول ہونے والی دُعا، غائب (مسلمان) کی دُعا ہے جو (اپنے) غائب (مسلمان بھائی) کے لئے کی جائے''۔

۱۹۔ ایسی دُعا کرنا جو اللہ (جل جلالہ) کے محبوب بندوں کی ہو:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ اِذْ دَعَاهُ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، فَاِنَّهٗ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ** [۳۰]

---

[۲۸] مسلم جلد۲ ص ۳۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۴، مرآۃ جلد۳ ص ۲۹۳، تلخیص الحبیر جلد۲ ص ۹۵، ابن ماجہ ص ۲۱۳۔ [۲۹] ترمذی جلد۲ ص ۱۹۵، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، مرآۃ جلد۳ ص ۲۹۹، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۸۴۔ [۳۰] الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۸۸، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۶۸۴، البدایہ والنہایہ جلد۱ ص ۲۳۶، جلد۲ ص ۲۳۷۔۴۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۵، مسند احمد جلد۱ ص ۱۷۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ ص ۳۵۵، کتاب الاذکار ص ۱۰۳۔

''حضرت ذوالنون (یعنی حضرت سیّدنا یونس علیہ السلام) نے جو دُعا مچھلی کے پیٹ میں پڑھی، جو کوئی مسلمان اُن کلمات سے دُعا کرے گا اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی دُعا قبول فرمائے گا''۔ وہ دُعا یہ ہے:-

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○

''تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں تو پاک ومنزہ ہے۔ بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں''۔

۲۰۔ اپنے اور اپنی اَولاد و مال کے لئے بددُعا نہ کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً یُسْئَلُ فِیْهَا عَطَاءً فَیَسْتَجِیْبُ لَكُمْ** [۳۱]

''نہ اپنی جانوں پر بددُعا کرو اور نہ اپنی اولاد پر اور نہ اپنے مالوں پر، ایسا نہ ہو کہ اتفاقاً وہ ایسی گھڑی ہو جس میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے جو مانگا جائے وہ ملے اور تمہاری یہی دُعا قبول جائے''۔

ماں کی بددُعا اور واقعہ جُریج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی بچہ بجز حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور جُریج والے بچہ کے اپنے پالنے میں نہیں بولا، لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جُریج والا بچہ کون ہے؟ فرمایا جُریج ایک بڑا زاہد آدمی تھا جو اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا ایک گائے چرانے والا اُس کی خانقاہ کے نیچے ٹھہرا کرتا تھا۔ گاؤں میں ایک عورت تھی جو اُس چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ جریج

[۳۱] مسلم جلد۲ص ۴۱۶' مشکوٰۃ ص ۱۹۴' مرآۃ جلد۳ص ۲۹۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۳۲۔

(نفل) نماز پڑھ رہا تھا کہ اُس کی ماں آ گئی اُس نے پکارا ''یا جُریج'' (اے جُریج) جُریج نے دِل میں سوچا ایک طرف ماں اور دوسری طرف نماز، اُس نے نماز کو ترجیح دی۔ ماں نے دوبارہ پکارا ''یا جُریج'' (اے جُریج) جُریج نے دِل میں کہا کہ نماز ہے اور ماں ہے۔ پھر اُس نے نماز کو ترجیح دی۔ ماں نے تیسری مرتبہ پکارا ''یا جُریج'' (اے جُریج) اُس نے پھر نماز کو ترجیح دی اور ماں کو جواب نہ دیا۔ تو اُس کی ماں نے کہا **لَا اَمَاتَکَ اللّٰہُ یَا جُرَیْجُ حَتّٰی تَنْظُرَ فِی وَجْہِ الْمُوْمِسَاتِ ثُمَّ انْصَرَفَتْ** (اے جُریج۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے موت نہ دے جب تک کہ تو بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھے) یہ کہہ کر جُریج کی ماں واپس چلی گئی۔ اِس کے بعد ہوا یہ کہ اُس عورت کو جو چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی اُسے بادشاہ کے پاس لایا گیا کہ اُس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کس کا بچہ ہے؟ اُس نے کہہ دیا جُریج کا، بادشاہ نے کہا خانقاہ والے جُریج کا۔ اُس نے کہا ہاں، اُس نے کہا جُریج کی خانقاہ توڑ دو اور اُس کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے پھاوڑے سے جُریج کی خانقاہ توڑ کو منہدم کر دیا اور جُریج کو خوب مارا پیٹا، لوگوں نے جُریج کا ہاتھ رسی سے اُس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا اور لے کر چلے۔ جب لوگ رنڈیوں کے پاس سے گزرے تو جُریج نے کسبیوں کو دیکھا اور مسکرائے، رنڈیاں بھی جُریج کو دیکھنے لگیں۔ بادشاہ نے کہا یہ رنڈیاں کیا کہتی ہیں؟ جُریج نے کہا کیا کہتی ہیں؟ بادشاہ نے کہا یہ کہتی ہیں کہ اِس عورت کا بچہ تجھ سے ہوا ہے؟ کسبیوں سے جُریج نے پوچھا کیا تم یہی کہتی ہو؟ اُنہوں نے کہا ہاں! تو جُریج نے کہا' وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا جو عورت تم پر الزام لگا رہی ہے اُس کی گود میں ہے، وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا اور بچہ سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بولا گائے کا چرواہا۔ جب بادشاہ کو حالات سے آگاہی ہوئی۔ بادشاہ نے کہا' کیا میں خانقاہ سونے کی بنوا دوں؟ جُریج نے کہا نہیں، کہا چاندی کی بنوا دوں، کہا نہیں، پھر کیا کروں؟ کہا جیسی تھی ویسی بنوا دو۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کسبیوں کو دیکھ کر تم کیوں مسکرائے تھے؟ جُریج نے کہا ایک بات تھی جسے میں جانتا ہوں۔ یہ میری ماں کی بددُعا کا

نتیجہ تھا جو مجھے لگ گئی تھی پھر اُنہوں نے لوگوں کو پورا قصہ سنایا۔ ۳۲

نتیجہ نمبر ۱: اُس پارسا درویش کے خلاف بھی والدہ کی وہ بد دُعا اپنا اثر ظاہر کر گئی اگرچہ عنداللہ اُس کی پاکدامنی مسلم تھی مگر ایک بدکارہ فاحشہ عورت کی صورت دیکھنے کی نوبت آ گئی۔

نتیجہ نمبر ۲: ماں باپ کو جذبات کی رَو میں بہہ کر اَولاد کے حق میں بد دُعا نہیں کرنی چاہیئے اور اَولاد کو بھی ماں باپ کے اَدب و احترام اور اُن کے حقوق کی پاسداری کا خیال رکھنا چاہیئے تاکہ بد دُعائیہ کلمات کی فائرنگ کی نوبت نہ آئے۔

۲۱۔ عذاب کے لئے دُعا نہیں کرنی چاہیئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری سے چوزے کی طرح ہو گیا تھا (یعنی بہت ضعیف اور ناتواں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **هَلْ كُنْتَ تَدْعُوْا بِشَيْءٍ اَوْ تَسْأَلُهُ اِيَّاهُ** یعنی کیا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے کچھ دُعا کیا کرتا تھا یا اللہ تبارک وتعالیٰ سے کچھ سوال کیا کرتا تھا؟ اُس نے عرض کیا' جی ہاں! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں یہ عرض کیا کرتا تھا' یا اللہ (جل جلالک) تو مجھے آخرت میں جو عذاب دینے والا ہے، دُنیا ہی میں دے لے۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهٗ اَوْ لَا تَسْتَطِيْعُهٗ اَفَلَا قُلْتَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهٗ فَشَفَاهُ** ۳۳ ''سبحان اللہ تجھے اِتنی طاقت کہاں یا ہمت کہاں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا عذاب اُٹھا سکے۔ تو نے یہ کیوں نہ عرض کیا! کہ یا اللہ مجھے دُنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور مجھے دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

۳۲۔ الادب المفرد ص ۸ (بیروت)' ص ۱۹' (سانگلہ ہل) بخاری جلد ۱ ص ۴۸۹' مسلم جلد ۲ ص ۳۱۳۔ ۳۳۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۰' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۷' کتاب السنی ص ۹۶' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۵۷' مسلم جلد ۲ ص ۳۴۳۔

پھر آپ ﷺ نے اُس کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں دُعا فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے شفاء عطا فرمادی"۔

لہٰذا کسی دنیوی پریشانی، فقر وفاقہ، مال اور اَولاد کی طرف سے تکلیف، مصیبت یا جسمانی بیماری کی وجہ سے تنگ آکر اپنے اور مال واَولاد کے خلاف دُعائیں کرنی چاہیئے۔ شرعاً اِس کی اِجازت نہیں البتہ اگر کسی دینی فتنہ میں مبتلا ہونے کا اَندیشہ ہوتو اپنے دین واِیمان کے تحفظ کے پیشِ نظر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشاد کے مطابق یوں دُعا کی جاسکتی ہے: **اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحِیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ** ۳۴ "اے اللہ (جل جلالک) مجھے زندگی عطا فرما جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھے موت دے جب کہ موت میرے لئے بہتر ہوگی"۔

۲۲۔ دُعا میں عافیت مانگنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔

مَنْ فُتِحَ لَہٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَآءِ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ وَمَا سُئِلَ اللّٰہُ شَیْئًا یَعْنِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یُّسْئَالَ الْعَافِیَۃَ ۳۵

"تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھولا جائے تو اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ عافیت سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے نہ مانگی گئی ہو جو اُسے زیادہ پیاری ہو"۔ (یعنی جسے بروقت' ہر حال میں دُعائیں کرنے کی توفیق ملے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اللہ کریم اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دے)۔

۳۴ مسند احمد جلد۳ ص۱۰۴' البدایہ والنہایہ جلد۱ ص۲۱۹۔ ۳۵ ترمذی حدیث نمبر ۳۵۴۸' مشکوٰۃ ص۱۹۵' مرآۃ جلد۳ ص۲۹۷' مستدرک حاکم جلد۱ ص۶۷۵' الترغیب والترھیب جلد۲ ص۴۷۹' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۵۲۔ ۳۱۳۰۔

۲۳۔ دوسروں کے لئے نام لے کر عدم موجودگی میں دُعا کرنا:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: مَنْ خَصَّ اَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ (آدمی اپنے سوا دوسرے بھائی کے لئے دُعا کرسکتا ہے)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ ۳۶ ''نبی (کریم رؤف و رحیم) ﷺ نے فرمایا: اے اللہ (جل جلالک) عبید ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرما۔ اے اللہ (جل جلالک) عبداللہ بن (رضی اللہ عنہ) قیس کے گناہ معاف فرما''۔

۲۴۔ خوش حالی میں دُعا کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَآءَ فِی الرُّخَآءِ ۳۷ ''جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سختیوں اور تکلیفوں میں اُس کی دُعائیں قبول فرمائے تو اُسے چاہئے کہ خوش حالی اور راحت کے دَور میں بکثرت دُعا کرتا رہے۔'' (وہ شخص عقلمند ہے جو فراخی ہو یا تنگ دستی، ہر حال میں اپنے رَبّ تعالیٰ سے دُعا اور طلب کا سلسلہ بدستور جاری رکھے)۔

۲۵۔ جامع دُعا کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ

۳۶ تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۲۵، بخاری جلد۲ ص ۹۳۷، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص ۳۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۲۵۶۔ ۳۷ ترمذی جلد۲ ص ۱۷۵، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۷۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۰، کتاب الاذکار ص ۳۳۳۔

وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ ۳۸

''رسول اللہ ﷺ جامع دُعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور جو دُعا جامع نہ ہوتی اُس کو چھوڑ دیتے''۔ جامع دُعا وہ ہوتی ہے جس کے اَلفاظ تھوڑے ہوں اور معنی وسیع ہوں جیسے: **رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ** ''اے ہمارے رب ہمیں دُنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا''۔

۲۶۔ قطع رحمی کی دُعا نہ کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: **مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْعُوْا بِدُعَآءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهٗ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحْمٍ** ۳۹ ''جب کوئی اُس سے (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے) مانگتا ہے تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اُس دُعا کرنے والے کو عطا فرماتا ہے جو وہ دُعا کرتا ہے یا اُس کے برابر اُس کی بُرائی کو معاف فرما دیتا ہے۔ جب تک کسی گناہ یا ناطہ کاٹنے کے لئے دُعا نہ کرے''۔

۲۷۔ درمیانی آواز سے دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، دُعا درمیانی آواز سے کرنی چاہئے۔ کیونکہ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ ۴۰

یہ آیتِ مبارک دُعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی ''دُعا درمیانی آواز

---

۳۸ ابو داؤد جلد۲ ص ۲۱۵، کنز العمال جلد۷ ص ۳۷، حدیث نمبر ۱۸۰۲۱، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، کتاب الاذکار ص ۳۳۳۔ ۳۹ ترمذی جلد۲ ص ۱۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، درمنثور جلد۱ ص ۱۹۶۔ ۴۰ تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۲۲، بخاری جلد۲ ص ۹۳۶، عمدۃ القاری جلد۱۱ جز۲۲ ص ۲۹۲، فتح الباری جلد۱۱ ص ۱۵۸، تفہیم البخاری جلد۹ ص ۶۰۸، قرطبی جلد۵ جز۱۰ ص ۲۲۲۔

سے کرو، نہ بہت اُونچی اور نہ بہت آہستہ"۔ دُعا کرتے وقت ہیبت اور آواز سے تذلل کا اِظہار ہونا چاہئے نہ بہت زیادہ چیخ کر دُعا کی جائے اور نہ ہی بالکل خاموشی اِختیار کرنی چاہئے، دُعا میں زیادہ چلّانا خلافِ اَدب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے۔

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o

(الاعراف:۵۵) "اپنے رَبّ سے دُعا کرو گڑگڑاتے اور چھپا کر اور وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔

علامہ ابوالبرکات نسفی اپنی تفسیر مدارک شریف میں لکھتے ہیں، ابن جُریج سے روایت ہے اِيْصَاحُ فِي الدُّعَاءِ مَكْرُوْهٌ وَبِدْعَةٌ [۴۱] (دُعا میں چیخنا اور چلّانا مکروہ اور بدعت ہے)۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَآ اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْنَهٗ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ [۴۲] "اے لوگو! تم نہ تو بہرے کو پکارتے ہو اور نہ اُس کو پکارتے ہو جو غائب ہے بلکہ جس کو پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے پاس ہے"۔

یعنی جسے تم پکارتے ہو وہ اِنسانی جہتوں کے لحاظ سے دُوری اور نزدیکی میں ایک جیسا سنتا ہے۔ اِس لئے چلانے کی کیا ضرورت ہے؟ مناسب حد تک آواز کے ساتھ دُعا کرنے میں حرج نہیں تاکہ سننے والے آمین کہہ سکیں۔

۲۸۔ دُعا میں گڑگڑانا (تضرع):

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عاجزی اور اِنکساری کے ساتھ اپنی درخواست پیش کرنا، کوئی حاجت پیش کرنا' یا گناہوں کی معافی مانگنا' تضرع اور عجز کہلاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:- وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا

---

[۴۱] تفسیر مدارک جلد۱ ص ۱۴۷' روح المعانی جلد۸ ص ۱۳۹۔ [۴۲] بخاری، مسلم جلد۲ ص ۳۴۶' ابوداؤد جلد۱ ص ۲۲۰' مسند احمد جلد۴ ص ۴۰۳' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۲ ص ۱۸۴' کتاب السنی ص ۱۸۲۔

وَّ خِیفَۃً... (الاعراف:۲۰۵) ’’اور اپنے رَبّ کو دِل میں یاد کرو عاجزی اور ڈر سے‘‘۔

پس دُعا کرنے والے کو چاہیئے اپنی دُعا میں سوز وگداز، عاجزی و نیاز مندی، عاجزی و بے چارگی، بے بسی اور بے کسی کا اِظہار کرے۔ حتیٰ کہ شکل وصورت کا انداز بھی عاجزانہ اور بے چارگی اور بے بسی والا ہو۔ محض سوال و دُعا کے الفاظ پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ زبان و دِل، حال کے صحیح ترجمان ہوں۔ ایسا اَنداز دُعا اور عاجزی و اِنکساری کا اِنعام، اللہ والوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۹۔ تین بار دُعا اور استغفار:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُعْجِبُہٗ اَنْ یَّدْعُوَ ثَلَاثًا وَیَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا [۴۳] ’’یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار دُعا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا‘‘۔

۳۰۔ دُعا میں سجع قافیے سے پرہیز کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْہُ [۴۴] ’’دیکھو دُعا میں سجع اور قافیہ بندی سے پرہیز رکھو‘‘۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی فرماتے ہیں‘ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے وہ اِس سے پرہیز کرتے تھے۔ (سیدھی سادھی اور بلا تکلف دُعا فرماتے) ’’اگر بلا قصد دُعا سجع ہو جائے تو قباحت نہیں‘‘۔

(تیسیر الباری جلد۸ص ۲۳۰)

---

[۴۳] ابوداؤد جلد ۱ص ۲۲۰‘ کتاب الاذکار ص ۳۴۲‘ مسند احمد جلد ۱ص ۳۹۴۔۳۹۷‘ کتاب السنی ص ۱۳۲‘ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ص ۱۹۷‘ کنز العمال جلد ۷ص ۸۰۔ [۴۴] بخاری جلد ۲ص ۹۳۸‘ فتح الباری جلد ۱۱ص ۱۶۶‘ تفہیم البخاری جلد ۹ص ۶۱۷‘ عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲۲ص ۲۹۸‘ تیسیر الباری جلد ۸ص ۲۳۰۔

چنانچہ سرورِ کائنات ﷺ کی چند دُعاؤں میں کلمات موزونہ منقول و ماثور ہیں لیکن اُن دُعاؤں میں قافیہ بندی کا قصد نہیں کیا گیا۔

ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب آپ ﷺ تہجد کی نماز سے فارغ ہوتے تو اِس طرح دُعا فرماتے:

(۱) اَللّٰھُمَّ ذَا الْحَبلِ الشَّدِیْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِیْدِ اَسْئَلُکَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ وَالْجَنَّۃَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّھُوْدِ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ وَالْمُوْفِیْنَ بِالْعُھُوْدِ اِنَّکَ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ وَاَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ [۴۵] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) مضبوط رسی والے اور صحیح حکم والے، وعید کے دن اَمن کا طالب ہوں اور خلود کے دن جنت اور تیرے مقربین کی رفاقت سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہوں جنہوں نے تیری گواہی دی، تیرے لئے رکوع و سجود کو شعار ٹھہرایا۔ اپنے عہد کو پورا کیا۔ اے پروردگار تو رحیم اور محبت والا ہے اور تو جو چاہے کر سکتا ہے''۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعاؤں میں یہ دُعا بھی تھی:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَعَمَلٍ لَّا یُرْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَدُعَآءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ [۴۶] ''اے اللہ (جل جلالک) میں اُس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے اور ایسے عمل سے جو تیری بارگاہ میں مقبول نہ ہو اور ایسے دِل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسی دُعا سے جو مقبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی نہ بھرے''۔

قافیہ بندی بے تکلف اور آمد کے طور پر ہو تو جائز ہے۔

---

[۴۵] المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۸۴' حدیث نمبر ۱۰۶۶۸' ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۹' صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۱۶۷۔ [۴۶] ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۵۹' مسلم حدیث نمبر ۲۰۸۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۵۵' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۸' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۴۳' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۲۴۔

۳۱۔ جذبۂ معافی اور در گزر:

ہماری دُعاؤں کا ایک بنیادی مقصد اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخشش طلب کرنا ہے۔ جب ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے مہربانی اور عفو کے امیدوار ہیں تو ہمیں خود بھی دوسروں کے ساتھ رحم و مروّت کا سلوک کرنا چاہیئے جب ہم کسی بھائی کی ذرا سی لغزش معاف نہیں کرتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے کس منہ سے بخشش طلب کر سکتے ہیں۔

ہمیں چاہیئے کہ دوسروں پر اِحسان کرکے، اِسی عمل کو وسیلہ بنا کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی بخشش کی دُعا کریں۔ جو برتاؤ ہم اَوروں سے چاہتے ہیں وہی ہم اُن کے ساتھ بھی کریں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ عظیم ہے:-

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النور:۲۲) ”اور چاہیئے کہ معاف کریں اور در گزر کریں کیا تم اِسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہاری بخشش فرمائے؟ اور اللہ (جل شانہ) بخشش فرمانے والا بڑا مہربان ہے“۔

۳۲۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

اِسلام میں دین و دُنیا کی تفریق نہیں۔ اِس لیے ہر مسلمان پر نیکی کرنے اور بُرائی سے لوگوں کو باز رکھنے کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔ اُمّتِ محمدیہ ﷺ پر ہی تمام اُمتوں کی قیادت فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ..... (آل عمران:۱۱۰) ”تم سب اُمتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو“۔

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں ”قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے (دو باتوں میں سے ایک ضرور ہوگی) یا تو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے (یا)

عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کرو گے اور تمہاری دُعا قبول نہ کی جائے گی۔

موجودہ دَور میں ہماری دُعاؤں کے قبول نہ ہونے کی ایک وجہ ہمارا اِس فریضے سے تغافل بھی ہے۔ آج کل ایک نیک اور شریف آدمی کو بُرا کہہ دینا بڑا آسان ہے مگر بُرے کو بُرائی سے روکنا بڑی ہمت کی بات ہے۔

۳۳۔ دُعا میں ہاتھ اُٹھانا:

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: **دَعَا النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ وَرَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْهِ** [۴۷]

"نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ نے دُعا کی تو دونوں ہاتھ اِتنے اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھی"۔

۲۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب بنی خذیمہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

رَفَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَیْهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ [۴۸] "نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ نے دونوں نورانی ہاتھ مبارک اُٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: اے اللہ (جل جلالک) میں خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے کام سے بیزار ہوں"۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمر الدوسی رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) قبیلہ دوس نے نافرمانی اور اِنکار کر دیا ہے۔ آپ

---

[۴۷] مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۱۰ ص ۳۷۹۔ ۳۴۶، تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۶ (عن انس رضی اللہ عنہ) بخاری جلد۲ ص ۹۳۸۔ [۴۸] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۹۷۶، تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۳۲، بخاری جلد۲ ص ۹۳۸، عمدۃ القاری جلد۱۱ جز۲۲ ص ۳۰۰، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص ۳۱۳، مصنّف عبدالرزاق جلد۵ ص ۲۲۲، حدیث نمبر ۹۴۳۵، جلد۱۰ ص ۱۷۴، حدیث نمبر ۱۸۷۲۱، کنز العمال جلد۱ ص ۳۱۷، حدیث نمبر ۱۴۸۹، مسند احمد جلد۲ ص ۱۵۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۱۱۵، مشکل الآثار جلد۴ ص ۲۵۴، قرطبی جلد۴ جز۷ ص ۲۲۴، فتح الباری جلد۱۱ ص ۱۷۱۔

ﷺ اُن پر بددُعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے قبلہ کی طرف رُخِ انور فرمایا: **وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ** ۴۹؎ ''اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ اُن لوگوں کے لئے بددُعا فرمائیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ دُعا فرمائی۔ یاالٰہی قبیلہ دَوس کو ہدایت عطا فرما اور اُس کو ہمارے پاس لے آ''۔

۴۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا** ۵۰؎ ''بے شک تمہارا پروردگار شرم والا، کرم والا ہے۔ وہ حیا فرماتا ہے اِس بات سے کہ اُس کا بندہ اُس کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور وہ ہاتھ خالی پھیر دے''۔ (اِس حدیث شریف میں بھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کا ذکر ہے)

۳۴۔ دونوں ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں:

دونوں ہاتھوں کو اِس قدر اُونچا کیا جائے کہ سینے یا کندھوں کے مقابل ہو جائیں اور سینے کے قریب نہ ہوں بلکہ سامنے کی سمت بڑھے ہوئے ہوں اور ہاتھوں کو اُٹھانے کا یہی درجہ اَوسط ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دُعا کے وقت اکثر اپنے نورانی ہاتھوں کو اِتنا ہی اُٹھاتے تھے۔ باقی اَحادیثِ مبارکہ میں ہاتھوں کو زیادہ اُوپر اُٹھانا معلوم ہوتا ہے تو یہ صورت بعض حالات و واقعات پر محمول ہے یعنی جب دُعا میں

۴۹؎ مسلم فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلد۲ص ۳۰۷، مسند احمد جلد۲ص ۲۴۳، ۴۴۸، ۵۰۲، بخاری جلد۲ ص ۹۴۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۵۰، دلائل النبوۃ جلد۱ص ۷۹، الادب المفرد ص ۹۰، (بیروت) ص ۱۶۰، کنزالعمال جلد۲ص ۱۱۴، حدیث نمبر ۳۴۰۱، البدایہ والنہایہ جلد۳ص ۱۰۰، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۵ص ۳۵۹، فتح الباری جلد۱۱ص ۲۳۴، عمدۃ القاری جلد۱۲جز۲۲ص ۱۹، تیسیر الباری جلد۸ص ۲۶۶۔ ۵۰؎ ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶، ابن ماجہ ص ۲۸۴، باب رفع الیدین فی الدعاء، مصنّف عبدالرزاق جلد۲ص ۲۵۱، حدیث نمبر ۳۲۵۰، مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۱۲۹، درمنثور جلد۱ص ۱۹۵، کنزالعمال احادیث نمبر ۳۱۲۸۔ ۳۲۶۷۔ ۳۲۶۸، ترمذی جلد۲ص ۱۹۶، الترغیب والترہیب جلد۲ص ۴۸۰، مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔

بہت ہی زیادہ اِستغراق اور محویت منظور ہوتی تھی مثلاً اِستسقاء یا سخت آفات اور مصائب کے وقت دُعا کرتے تو آپ ﷺ کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُونِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوا بِظُهُوْرِهَا ۵۱ "یعنی اللہ (عزّوجلّ) سے ہتھیلیاں اُوپر اُٹھا کر دُعا کرو نہ کہ ہتھیلیوں کی پشت کے ساتھ"۔

۳۵۔ دُعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا:

(۱) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِى الدُّعَآءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى فِىْ حَدِيْثِهٖ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ** ۵۲ "رسولِ (کریم رؤف ورحیم) ﷺ جب دُعا کے لئے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے تھے تو نیچے لانے سے پہلے اپنے چہرۂ (انور) پر پھیرتے اور (حضرت) محمد بن مثنیٰ (رضی اللہ عنہ) نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ اپنے ہاتھ (مبارک) نہ لوٹاتے تھے جب تک اپنے چہرہ پر نہ پھیر لیتے تھے"۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ فَادْعُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَدْعُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ ۵۳

"جب تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا کرو تو اپنی ہتھیلیاں اُوپر رکھو اور ہاتھوں کی پشت اُوپر مت رکھو (مگر نمازِ اِستسقاء میں) جب تم دُعا سے فارغ ہو تو

---

۵۱ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ جلد ۲ ص ۲۷۲، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔ ۵۲ مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۶۔ ۵۳ مشکوٰۃ ص ۹۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۶۷، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۶۔

ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیرو“۔

(۳) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ کَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ ۵۴ ”نبی (کریم رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا فرماتے تھے تو دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے پھر دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے نورانی چہرہ (مبارک) پر پھیرتے“۔

۳۶۔ ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اَلْمَسْأَلَۃُ اَنْ تَرْفَعَ یَدَیْکَ حَذْوَ مَنْکِبَیْکَ اَوْ نَحْوَھُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ اَنْ تُشِیْرَ بِاِصْبَعٍ وَّاحِدَۃٍ وَالْاِبْتِھَالُ اَنْ تَمُدَّ یَدَیْکَ جَمِیْعًا ۵۵ ”سوال یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھایا جائے اور اِستغفار یہ ہے کہ ایک اُنگلی سے اشارہ کرے اور عاجزی اور زاری سے دُعا مانگنا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو (دُعا کرنے والا) پھیلا دے“۔

۳۷۔ آمین کہنا:

ہر دُعا کے بعد دُعا کرنے والوں اور دُعا سننے والوں، سب کو آمین کہنا چاہیے۔

(۱) حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اَمَّنَ الْقَارِی فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَامِیْنَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ۵۶ ”جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی ”آمین“ کہو اِس لئے کہ فرشتے بھی ”آمین“ کہتے ہیں۔ پھر جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر

۵۴؎ ابو داؤد جلد ا ص ۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ ۵۵؎ ابو داؤد جلد ا ص ۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ ۵۶؎ بخاری جلد ۲ ص ۹۴۷، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۶۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۸۔

جائے اُس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔ (ہر دُعا کے بعد دُعا کرنے والے اور دُعا سننے والوں، سب کا آمین کہنا مستحب ہے)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے یہ لشکر کے امیر مقرر ہوئے، سرحد پار کرنے کے بعد جب دشمنوں سے ملے تو لوگوں سے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ لوگوں سے فرماتے تھے: **لَا یَجْتَمِعُ مَلَاءٌ فَیَدْعُوا بَعْضُھُمْ وَیُؤَمِّنُ سَائِرُھُمْ اِلَّا اَجَابَھُمُ اللّٰہُ** ۵۷ ''جب کوئی جماعت جمع ہوتی ہے اور اُن کا بعض دُعا کرے اور باقی آمین کہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ضرور اُن کی دُعا قبول فرماتا ہے''۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے بددُعا فرمائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا کو قبول فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرمایا کہ تم دونوں کی دُعا قبول کر لی گئی حالانکہ **دَعَا مُوْسٰی وَاَمَّنَ ھَارُوْنُ** ''(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) دُعا فرماتے تھے اور (حضرت) ہارون (علیہ السلام) آمین کہتے تھے''۔ چونکہ آمین بھی دُعا ہے اِس لئے دُعا کی نسبت دونوں کی طرف ہوگئی۔ (**فَسَمَّا ھُمَا اللّٰہُ دَاعِیَیْنِ**) ۵۸

۳۸۔ مجلس سے اُٹھتے ہوئے دوستوں کے لئے دُعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اُٹھنے سے پہلے اَصحاب واَحباب رضی اللہ عنہم کے لئے دُعا فرماتے اور دُعا کے کلمات حسبِ ذیل ہوتے:

(اِس میں اُمت کے لئے خوب صورت تعلیم اور اندازِ دُعا کا بیان ہے)۔

---

۵۷ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۳۱، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۲۲۔ ۵۸ قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۲۴۰، فتح القدیر جلد ۲ ص ۵۸۱، البیضاوی جلد ۱ ص ۴۴۵۔

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا یُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا ۵۹

''یا اللہ (جل سلطانک) ہمارے درمیان اپنا اِتنا خوف تقسیم فرما دے جو ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمارے درمیان اپنی فرمانبرداری اِتنی تقسیم فرما دے جو ہمیں تیری جنت تک لے جائے اور یقینِ (کامل) کی نعمت اِتنی تقسیم فرما دے کہ ہم پر دُنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جب تک تو ہم کو زندہ رکھے ہمارے کانوں، آنکھوں اور قوتوں کو اِطاعت کی توفیق عطا فرما دے اور ہماری نسلوں سے ہمارا وارث فرما دے اور جو ہم پر ظلم کرے اُس پر ہمارا اِنتقام خاص کر دے اور جو ہم پر زیادتی کرے ہمیں اُس پر مدد فرما اور ہمارے دین میں ہمیں کسی مصیبت (کی آزمائش) نہ بنانا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ فرمانا جو ہم پر رحم نہ کرے''۔

بہت پیاری اور عظیم دُعا ہے جس میں درج ذیل باتوں کی تمنا کی گئی ہے اور اُمّت کو تعلیم فرمائی ہے۔

ا۔ خوفِ الٰہی:

خوفِ الٰہی سے تقویٰ اور گناہوں سے بچنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ خوفِ الٰہی کتنی عظیم نعمت ہے جسے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ اپنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہمیشہ مانگتے تھے حالانکہ کائنات میں سب سے زیادہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے قلبِ منور میں خوفِ الٰہی ہے۔

۵۹ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۵۲' کتاب السنی ص ۱۵۸' کتاب الاذکار ص ۲۵۵' مشکوٰۃ ص ۲۱۹' ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۲' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۰۰' حدیث نمبر ۵۲۸۔

ii۔ اِطاعت و فرمانبرداری کی نعمت کی طلب:

جب اِنسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے یقینِ کامل کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے کہ ایک دن تو ہم نے دُنیا سے جانا ہے تو یہ دُنیا جو دار المصائب ہے اِس میں سفر کرنا اور مصائب کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جس کو یقینِ کامل ہو جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عبادات پر ثوابِ کثیر اور اِطاعت پر اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے، اُس کے لئے ریاضاتِ شاقہ آسان ہو جاتی ہیں اور مصیبت میں صبر کرنے پر اور بڑے درجے ملنے کے یقین پر مصیبت عینِ راحت نظر آتی ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی وعید اور عذابِ قبر اور عذابِ حشر و نار کا تعین ہو جاتا ہے تو اِنسان کو گناہوں کا ترک کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

iii۔ بے قصور سے اِنتقام لینا:

اِس میں تعلیم ہے کہ بے قصور سے اِنتقام نہ لیا جائے اور ایک کی غلطی کی سزا دوسرے کو نہ دی جائے۔

iv۔ دین میں مصیبت و آزمائش سے حفاظت:

مصیبت دو طرح کی ہے ایک فقر و محتاجی یا دکھ، درد اور بیماری اور دوسری مصیبت' گناہوں اور بے ادبوں کی محبت یا رفاقت، ایسے لوگوں کی صحبت سے اِیمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور جس کا اِیمان کھو گیا اُس کی عاقبت تباہ ہو گئی۔ پس اِس سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

v۔ مذمّتِ دُنیا:

اِس بات کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ زندگی کا مقصد صرف حصول دُنیا بنایا جائے' دُنیا ملعون ہے۔ زندگی کا مقصد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اور رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِطاعت و پیروی ہونا چاہیئے''۔

۳۹۔ موت کے لئے دُعا نہ کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّیًا لِلْمَوْتِ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ [۶۰] ''اگر تم میں سے کسی پر مصیبت آئے تو وہ موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر ایسا ہی لاچار ہو تو یوں کہے یا اللہ (جل جلالک) جب تک دُنیا کی زندگی میرے حق میں بہتر ہو مجھ کو زندہ رکھ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے دُنیا سے اُٹھا لے''۔

۴۰۔ وصال شدہ کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' (حضرت) طفیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دَوس کا قلعہ بڑا مضبوط ہے' وہیں چلے چلئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس ذخیرۂ فضیلت کی وجہ سے جو انصار کے لئے مقدر ہو چکا تھا، اِنکار فرما دیا۔ اِس کے بعد (حضرت) طفیل (رضی اللہ عنہ) اور اُن کی قوم کا ایک آدمی مدینہ شریف میں ہجرت کر کے آ گیا۔ یہاں آ کر وہ آدمی بیمار پڑ گیا اور زندگی سے تنگ آ گیا (یا اِسی طرح کا کوئی لفظ راوی نے بیان کیا) وہ بڑی مدت تک زندہ رہا۔ ایک بار اُس نے چھری لی اور اپنی گردن کی دونوں رگیں کاٹ دیں اور فوت ہو گیا۔ (حضرت) طفیل رضی اللہ عنہ نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ کہا کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کے صلہ میں مغفرت ہو گئی پوچھا اور تیرے ہاتھوں کا کیا حال ہے؟ کہا کہ جو تم اپنے ہاتھوں سے بگاڑ لو۔ تو اُس کی اِصلاح نہیں ہوا کرتی۔

---

[۶۰] ترمذی حدیث نمبر ۹۸۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶۵' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۰۳۔

جو دُعائیں رد نہیں ہوتیں:

(١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثَلاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَ نْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ [٦١] ''تین اشخاص کی دُعا رد نہیں ہوتی، روزہ دار کی دُعا جب افطاری کر رہا ہو اور عدل وانصاف کرنے والے حاکم کی دُعا اور مظلوم کی دُعا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ بادلوں کے اُوپر اُٹھالیتا ہے۔ اِس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی سہی''۔

(٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ** [٦٢] ''تین دُعائیں بلاشبہ (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔ باپ کی دُعا، مسافر کی دُعا اور مظلوم کی دُعا''۔

(٣) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُّسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَآجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَفْقُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ**

---

[٦١] ابن ماجہ حدیث نمبر ١٥٧٢، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ٣ ص ٣٤٥، ترمذی حدیث نمبر ٢٥٢٦۔ ٣٥٩٨، الترغیب والترہیب جلد ٢ ص ٨٩، مشکوٰۃ ص ١٩٥۔ [٦٢] ترمذی حدیث نمبر ١٩٠٥، ابو داؤد حدیث نمبر ١٥٣٦، ابن ماجہ حدیث نمبر ٣٨٦٢، مسند احمد جلد ٢ ص ٢٥٨، شرح السنۃ جلد ٣ ص ١٦٣، قرطبی جلد ٢ جز ٣ حدیث نمبر ٢٢٣، الترغیب والترہیب جلد ٤ ص ٨٤، مشکوٰۃ ص ١٩٥۔

اَلْاَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ [۶۳] ''پانچ دُعائیں بہت قبول فرمائی جاتی ہیں، مظلوم کی دُعا جب کہ بدلہ نہ لے لے (اگر بدلہ لے یعنی زبان یا ہاتھ یا حاکم کے ہاں فریاد کر کے جس سے اُس کی مظلومیت ختم ہو جائے) حاجی کی دُعا یہاں تک کہ (گھر) لوٹ آئے اور غازی کی دُعا یہاں تک کہ جنگ بند ہو جائے، بیمار کی دُعا یہاں تک کہ تندرست ہو جائے اور مسلمان بھائی کی پسِ پشت دُعا۔ پھر فرمایا اِن سب مسلمانوں میں بھائی کی دُعا پسِ پشت زیادہ قبول ہوتی ہے''۔

۴۱۔ دُعا کے وقت بے کسی اور بے قراری کا اِظہار:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مبارک ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ..... (النمل:۶۲)

''بھلا کون ہے جو مضطر اور بے قرار کی دُعا قبول فرماتا ہے جب وہ اُس سے دُعا کرتا ہے''۔

مُضطر کی دُعا ہر حالت میں قبولیت سے نوازی جاتی ہے:

حضرت اِمام قرطبی علیہ الرحمہ مضطر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ ذُوالضَّرُوْرَةِ الْمَجْهُوْدِ [۶۴]

''(حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں، اِنتہائی ضرورت مند شخص کو (مضطر) کہتے ہیں''۔

قَالَ السُّدِّيُّ الَّذِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

''حضرت سدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ جو بے کس اور بے بس ہو۔ (جس میں نہ کوئی ہمت ہو نہ طاقت وقوت)''

وَقَالَ ذُوالنُّوْنِ هُوَ الَّذِيْ قَطَعَ الْعَلَائِقَ عَمَّا دُوْنَ اللّٰهِ

''اور (حضرت) ذوالنون (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں (مضطر) وہ ہے جو اللہ (تبارک

---

[۶۳] مشکوٰۃ ص ۱۹۶، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۰۹۔ [۶۴] قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۴۸۔

وتعالیٰ) کے سوا سب کو چھوڑ کر اپنے آپ کو صرف ایک ذات پاک کا محتاج سمجھے"۔

وَقَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ هُوَ الَّذِیْ اِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ اِلَى اللّٰهِ دَاعِیًا لَمْ یَكُنْ لَهٗ وَسِیْلَةٌ مِنْ طَاعَةٍ قَدَّمَهَا "اور (حضرت) سہل بن عبداللہ (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں (مضطر) وہ ہے جب وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سامنے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو اُس کے پاس بطورِ وسیلہ کے دربارِ الٰہی میں پیش کرنے کے لئے کوئی طاعت نہ ہو"۔

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کی خدمتِ اَقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اُس نے درخواست کی۔ **اَنَا اَسْئَلُكَ بِاللّٰهِ اَنْ تَدْعُوْنِیْ فَاَنَا مُضْطَرٌّ** "میں آپ کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے بارگاہِ الٰہی میں دُعا فرمائیے میں اِنتہائی بے قرار ہوں"۔ **قَالَ اِذًا فَاسْئَلْهُ فَاِنَّهٗ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ** [۶۵] "تو حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ نے فرمایا جب تو بے قرار ہے تو اپنے لئے خود ہی دُعا کر کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بے قرار کی دُعا قبول فرماتا ہے"۔

مُضطَر کی دُعا کا واقعہ:

حضرت اِمام زید بن عبدالواحد بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بصرہ میں ایک شخص خچر والا رہتا تھا اور لوگوں کو کرایہ پر خچر دیتا تھا۔ بڑا اِعتباری اور دیانت دار آدمی تھا جسے تاجر لوگ اپنا مال واسباب دے کر دوسرے شہروں میں تاجروں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص اُسے ملا، پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ خچر والے نے کہا کوفہ جا رہا ہوں، کہنے لگا مجھے بھی کوفہ جانا ہے مگر میں پیدل نہیں چل سکتا کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اُسے منظور کر لیا اور وہ خچر پر سوار ہو گیا راستے میں ایک دوراہہ ملا۔ سوار نے پوچھا تم کس راستے سے چلو گے خچر والے نے جس راستے کی طرف جانا تھا بتایا مگر سوار نے کہا دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لئے بھی سہولت ہے۔ اِس راہ میں سبزہ بھی

[۶۵] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۴۸۔

کافی ہوتا ہے۔ خچر والے نے کہا میں نے یہ راستہ نہیں دیکھا۔ سوار نے کہا میں نے بارہا یہ راستہ دیکھا ہے۔ خچر والے نے کہا اچھی بات ہے اِسی راستے پر چلتے ہیں، تھوڑی دُور جانے کے بعد وہ راستہ وحشت ناک جنگل پر ختم ہوگیا جہاں بہت سے مُردے پڑے ہوئے تھے، وہ شخص سواری سے اُترا اور کمر سے خنجر نکال کر خچر والے کو قتل کرنے کا اِرادہ کیا، خچر والے نے کہا کہ ایسا نہ کر یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے۔ یہی تیرا مقصود ہے، مجھے قتل نہ کر، وہ شخص نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا پھر یہ سب کچھ لے لوں گا۔ خچر والے نے بہت عاجزی کی مگر اُس ظالم نے ایک بھی نہ مانی، بے چارے خچر والے نے کہا اچھا مجھے دو رکعت زندگی کی آخری نماز پڑھ لینے دے۔ اُس نے کہا ٹھیک ہے جلدی سے پڑھ لے اور ہنسنے لگا اور تمسخر اُڑانے کے انداز میں کہنے لگا اِن مُردوں نے بھی یہی کہا تھا مگر اُن کی نماز اُن کے کچھ کام نہ آئی۔ خچر والے نے نماز شروع کی۔ الحمد شریف پڑھ کر (خوف سے) کوئی سورت بھی یاد نہ آئی بے اِختیار زبان پر یہ آیت پاک جاری ہوئی۔ **اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ** یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتی ہوئی لوہے کی ٹوپی تھی اُس نے نیزہ مار کر اُس ظالم سوار کو قتل کر دیا جس جگہ وہ ظالم گر کر مرا آگ کے شعلے اُس جگہ سے اُٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا، نماز کے بعد اُس سوار کی طرف دوڑا' اُس سے پوچھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے اِتنا تو بتا دو کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں **اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ** کا غلام ہوں اب تم مامون ہو جہاں چاہو چلے جاؤ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

مُضطَر کی دُعا کی قبولیت کی وجہ:

حضرت اِمام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے قرار کی دُعا قبول فرمانے کی ذمہ داری قبول فرماتے ہوئے اپنی طرف سے اِس کی اطلاع بھی (قرآنِ مجید) میں دے دی ہے اور اِس کا سبب یہ ہے کہ وہ بے قرار نہایت ہی اِخلاص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں

پناہ اور سہارا حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہے اور اُس کی توجہ ہر طرف سے کٹ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔

وَلِلْاِخْلَاصِ عِنْدَہٗ سُبْحَانَہٗ مَوْقِعٌ وَذِمَّۃٌ وُّجِدَ مِنْ مُّؤْمِنٍ اَوْ کَافِرٍ طَائِعٍ اَوْ فَاجِرٍ فَیُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ لِمَوَاضِعِ اِضْطِرَارِہٖ وَاِخْلَاصِہٖ [۶۷] ”اور اِخلاص کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں قدر ومنزلت اور ذمہ داری ہے خواہ اِخلاص کا مظاہرہ کرنے والا مومن ہو یا کافر، فرمانبردار ہو یا نافرمان پس اللہ عزوجل بے قرار شخص کی دُعا کو اُس کی بے قراری اور اِخلاص کی وجہ سے قبول فرماتا ہے“۔

مظلوم کی بددُعا سے بچنا:

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جو ہدایات فرمائی تھیں اُن میں سے ایک نصیحت یہ بھی فرمائی تھی کہ مظلوم کی بددُعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددُعا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے وہ قبول ہو کر رہتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ [۶۸] ”مظلوم کی (بد) دُعا سے ڈرو“۔

کسی کی چیز زبردستی نہ لے یا تعدی سے کسی کے حق کو روک کر یا کسی پر بہتان لگا کر ظلم نہ کر۔ کہیں تیرے خلاف بددُعا نہ کر ڈالے کیونکہ مظلوم کی دُعا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا یعنی مظلوم کی دُعا ظالم کے خلاف قبول کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَۃٌ وَّاِنْ کَانَ کَافِرًا

---

[۶۷] تفسیر قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۴۸' سورۃ النمل۔ [۶۸] دار قطنی جلد ۲ ص ۱۳۶' جلد ۵ ص ۴۵۵' نصب الرایہ جلد ۳ ص ۳۹۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۹۶۔

فَفُجُوْرُهٗ عَلٰی نَفْسِهٖ [۶۹] ''مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہو، اُس کی بدکاری کا وبال اُس کی ذات پر ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا فَاِنَّهٗ لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ ۰ [۷۰] ''مظلوم کی (بد) دُعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اُس کے لئے کوئی روک نہیں ہے''۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں ''مظلوم کی دُعا کو اِس لئے زیادہ قابلِ توجہ قرار دیا گیا ہے کہ جب ظلم کی آگ اُس کے اندرونی اَعضاء یعنی قلب وغیرہ کو جلاتی ہے تو نہایت عاجزی اور حاجت کے ساتھ مظلوم کی زبان سے دُعائیہ کلمات نکلتے ہیں اور اُس پر اِضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے۔ پس اُس کی دُعا کو اَجابت سے نوازا جاتا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ [۷۱] ''بھلا کون ہے، وہ جو بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دُعا کرتا ہے''۔

مظلوم کی دُعا کی قبولیت کی صورتیں:

مظلوم کی دُعا کی قبولیت کی تین صورتیں ہیں۔

حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِجَابَةُ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ بِالنُّصْرَةِ عَلٰی ظَالِمِهٖ بِمَا شَاءَ سُبْحَانَهٗ مِنْ قَهْرٍ لَّهٗ اَوْ اِقْتِصَاصٍ مِّنْهُ اَوْ تَسْلِيْطِ ظَالِمٍ آخَرَ عَلَيْهِ يَقْهَرُهٗ كَمَا قَالَ عَزَّوَجَلَّ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا (الانعام:۱۲۹)

(۱) یا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس ظالم کو مظلوم کے آگے مغلوب و مقہور کر

[۶۹] مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۷' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۱' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۸۷' مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۵۹۔ [۷۰] مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۸۸۔
[۷۱] مرقاۃ جلد ۵ ص ۴۴۲۔

دے گا۔ (۲) یا اُس ظالم سے ظلم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا۔ (۳) یا اُس ظالم پر کسی دوسرے جابر ظالم کو مسلط فرمادے گا۔ جو اُس کو ذلیل کرے گا جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے ''اور ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کے ساتھ ملا دیں گے''۔ کیونکہ

فَفُجُورُ الْفَاجِرِ وَ کُفْرُ الْکَافِرِ لَا یَعُوْدُ مِنْهُ نَقْصٌ وَلَا وَهْنٌ عَلٰی مَمْلِکَةِ سَیِّدِهٖ فَلَا یَمْنَعُهُ مَا قَضٰی لِلْمُضْطَرِّ مِنْ اِجَابَتِهٖ ۲؎

''مظلوم کی دُعا کی قبولیت میں اُس کا فسق اور کافر کا کفر مانع نہیں ہوتا کیونکہ یہ فسق وکفر مالک الملک کی مملکت عالیہ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے:

اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَی الْغَمَامِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ وَّهُوَ صَحِیْحٌ اَیْضًا ۳؎ ''مظلوم کی بددُعا سے بچو اِس لئے کہ وہ بادل پر اُٹھائی جاتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِرشاد فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد کیوں نہ ہو اور یہ حدیث بھی صحیح ہے''۔

حضرت اِمام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس حدیث شریف کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص ملائکہ کو مظلوم کی دُعا کے اِستقبال کے لئے بھیجتا ہے جو اُس دُعا کو اُٹھا کر آسمانوں پر پہنچاتے ہیں تاکہ تمام فرشتے اُس کو دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں مظلوم کی نصرت اور قبولیتِ دُعا کے لئے سفارش پیش کریں۔ اِس حدیث شریف میں ظلم سے پورے طور پر بچنے کی تاکید پائی جاتی ہے کیونکہ ظلم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی اور نافرمانی اور اُس کے حکم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا ۴؎ ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اُوپر ظلم کو حرام کر

۲؎ تفسیر قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۴۸۔۱۴۹۔ ۳؎ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۸۸، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۴۷۔۱۹۷۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۸۴۔ ۴؎ قرطبی جلد ۶ جز ۱۳ ص ۲۲۴۔

لیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کرو"۔

محولہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل لوگوں کی دُعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

(۱) روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دُعا۔ (۲) عدل و انصاف کرنے والے اِمام و حاکم کی دُعا۔ (۳) مظلوم کی دُعا۔ (۴) والدین کی دُعا۔ (۵) مسافر کی دُعا۔ (۶) حاجی کی دُعا۔ (۷) مجاہد کی دُعا۔ (۸) بیمار کی دُعا۔ (۹) مسلمان کے لئے مسلمان بھائی کی پسِ پشت دُعا۔

۴۲۔ دُعا کے لئے اچھی جگہ اور مقامِ اولیاء:

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ماں باپ جب تک زندہ رہتے ہیں تو ماں باپ ہی ہوتے ہیں اور فوت ہونے کے بعد بھی ماں باپ ہی رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد وہ جن، بھوت یا بُت نہیں ہو جاتے۔ مومن والدین کی قبریں جنت کا باغ ہوتی ہیں۔ ایسے ہی اولیاء اللہ زندہ بھی اولیاء ہوتے ہیں اور دُنیا سے جانے کے بعد بھی اولیاء اللہ ہی رہتے ہیں اور اُن کے مزارات جنت کے باغ ہوتے ہیں۔ کتنا خوش نصیب وہ شخص ہے جس کے والدین ولی اللہ بھی ہوں۔ اِس تمہید کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ ولی اللہ کے مقام کو ولی اللہ کا مقام سمجھتے ہوئے اُس کی دنیوی زندگی میں اُس کے پاس اُس کی موجودگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعا کرنا درست ہے اور وصال کے بعد اُس کے مزار شریف کے پاس بھی دُعا کرنا درست ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ولیہ کا واقعہ:

حضرت سیّدہ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدائشی ولیہ تھیں، اُن کی والدہ نے اُن کی ولادت کے بعد، اپنی نذر کے مطابق اُسے مسجدِ اقصیٰ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے اچھی طرح قبول فرما لیا یعنی باوجود لڑکی

ہونے کے اُسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے منظور فرما لیا اور اُسے اچھا پروان چڑھایا، اُسے حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام کی نگہبانی میں دیا۔ حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام، حضرت سیّدہ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالو بھی تھے۔ آپ بڑی شفقت سے حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش فرمانے میں مشغول ہو گئے۔ ایک دن حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام حضرت سیّدہ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لائے تو نیا رزق پایا۔ آپ نے پوچھا: **یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ** ”اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں اللہ عزوجل کی طرف سے آیا ہے“۔ جب حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام نے حضرت سیّدہ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اللہ عزوجل کی اِس عنایت کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے وہیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بایں انداز دُعا فرمائی:...... **قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ج اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ٥** (آل عمران: ۳۸)

”عرض کیا: اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے سُتھری اَولاد عطا فرما' بے شک تو ہی دُعا سننے والا ہے“۔ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں اِس یقین اور اِعتقاد کے ساتھ دُعا کی کہ جو قادرِ مطلق رَب بے موسم کھانے اور پھل وغیرہ عنایت فرمانے والا ہے وہی بڑھاپے کے عالم میں عورت کے بانجھ ہونے کے باوجود بھی اَولاد دینے پر قادر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قیادت میں فرشتوں کی ایک جماعت بھیجی جس نے حضرت سیّدنا زکریا علیہ السلام کو فرمایا:...... **اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ٥** (آل عمران: ۳۹) ”بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مژدہ سناتا ہے، جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق فرمائے گا وہ (قوم کا) سردار (ہوگا) اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور ہمارے خاص نبیوں میں سے ہوگا“۔

اِس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ اللہ والوں کے مقامات پر دُعا کرنا اور اللہ تبارک

وتعالیٰ سے اَولاد اور وہ بھی بیٹے مانگنا شرعاً ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ مانگنے والے انبیاء کرام علیہم السّلام یا اولیاء عظام رضی اللہ عنہم ہی ہوں۔ حضرت سیّدہ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ولیہ ہیں جب کہ حضرت سیّدنا زکریا، نبی علیہ السلام ہیں، نبی اللہ علیہ السلام نے ولیہ کے مقام پر بارگاہِ الٰہی میں اَولاد کے لئے دُعا کی ہے۔ قرآنِ مجید کے اِس عظیم واقعہ سے یہ بات عیاں ہورہی ہے کہ اولیاء اللہ کے مقامات پر، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعائیں کرنا، کائنات کی عظیم کتاب قرآنِ مجید' جو عظیم آفاقی نسخہ ہے، کے عین مطابق ہے اور توحید کے اُصولوں کی آئینہ دار ہے۔ اولیاء اللہ کے مقامات پر جا کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعائیں کرنے والوں پر طعن و تشنیع دین سے مکمل طور پر آگاہ نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ بعض نادان اور ناسمجھ لوگ اولیاء اللہ کی درگاہوں کو شرک کے اڈے کہتے ہیں جبکہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم، اولیاء اللہ اور اِیمان والے عوام النّاس کی قبور یا مزارات کو جنت کے باغ فرماتے ہیں۔ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لَدُنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

گل مَن یوسفؔ دی اے واعظ ایہہ سب نے ٹکڑے جنت دے
ایہہ روضے والیاں جنیاں وی دھرتی تے تھاواں ہوندیاں نیں

۴۳۔ دُعا میں نیک اَعمال کو وسیلہ بنانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین (نیک) آدمی کہیں جارہے تھے (راستہ میں) اُنہیں بارش نے آلیا۔ (وہ طوفان باد وباراں سے بچنے کے لئے) پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاقاً ایک پتھر پہاڑ سے گرا اور غار کے منہ پر آرہا اور غار کا منہ بند ہوگیا۔ اُنہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ اَب کیا کریں۔ ایک نے کہا اپنے نیک اعمال کا ذکر کرو جو خالصتاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوں۔ اُن کے ''وسیلہ'' سے دُعا کرو شاید وہ اِسے کھول دے (تم کو نجات دلوائے)۔ اُن میں سے ایک نے کہا! اے میرے اللہ (جل جلالک) تو جانتا ہے میرے ماں

باپ دونوں بوڑھے تھے اور میرے بچے بھی چھوٹے چھوٹے تھے، میں اُن کی پرورش کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا، جب شام کو گھر آتا اور دُودھ دھوتا تو پہلے اپنے والدین کو دُودھ پلاتا پھر اپنے بچوں کو۔ ایک دن ایسا ہوا کہ جانور چرنے کے لئے بہت دُور نکل گئے اور میں دیر سے شام کو گھر آیا، جب دیکھا تو والدین سو چکے تھے۔ میں نے حسبِ عادت دُودھ دھویا اور دُودھ لاکر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور اُن کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ اُن سے پہلے بچوں کو دُودھ پلاؤں۔ گو رات بھر بچے میرے پاؤں کے پاس روتے رہے، دُودھ مانگتے رہے۔ (مگر میں نے اُنہیں دُودھ نہ دیا) حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ (اِس مذکورہ شخص نے اپنے نیک عمل کا وسیلہ لے کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا کی) اور عرض کیا: **فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰی مِنْهَا السَّمَآءَ** ''یا اللہ (جل جلالک) تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام خالص تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے کچھ راستہ کھول دے تاکہ اِس سے ہم آسمان دیکھیں۔ (اُس نیک عمل کے وسیلہ سے مذکورہ شخص کی دُعا قبول ہوئی) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس (پتھر) میں اِتنا سوراخ کر دیا کہ آسمان کو اُس میں سے دیکھنے لگے۔

دوسرے شخص نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا' اے میرے اللہ (جل سلطانک) میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اُس کو بہت چاہتا تھا جیسے لوگ اپنی بیویوں سے محبت کرتے ہیں۔ (ایک دن) میں نے اپنے (فاسد) اِرادے کا اِظہار کر کے اُسے علیحدگی کے لئے کہا۔ اُس نے سو دینار طلب کئے۔ میں نے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کئے اور اُس کے پاس گیا۔ جب میں اُس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اُس نے کہا اے اللہ (جل جلالک) کے بندے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈر اور خلافِ شرع اِس مہر کو نہ کھول۔ میں یہ سن کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ (اُس مذکورہ شخص نے اِس واقعہ کو بیان کر کے اِس واقعہ کے وسیلہ سے بارگاہِ ایزدی میں دُعا کی) اے میرے اللہ تبارک وتعالیٰ تو جانتا ہے۔ اگر میں تیری رضا کے لئے بُرائی سے بچ گیا تو ہمارے لئے

پتھر سے راستہ کھول دے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے اِس عمل کے وسیلہ سے دُعا قبول فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے لئے پتھر اور کھول دیا۔

اب تیسرے شخص نے کہا' اے میرے اللہ جل جلالک میں نے ایک شخص کو ایک خرق (یعنی آٹھ سیر غلہ) کے عوض مزدوری پر لگایا تھا۔ جب اُس نے کام پورا کر لیا تو مجھے کہا میرا حق دو۔ میں نے اُس کا حق پیش کر دیا۔ اُس نے اُس کو ترک کر دیا اور اپنا حق لینے سے اِنکار کر دیا۔ اُس کے (چلے جانے کے) بعد میں اُس کے پیسوں سے کاشت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اُس کے (نفع میں) سے میں نے بیل گائے اور اُن کے چرانے والا خرید لیا۔ پھر (ایک مدت کے بعد) وہ مزدور آیا اور کہنے لگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈر مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے واپس کر دے۔ میں نے کہا' جا وہ سب گائے بیل اور چرواہے لے لے، تیرے ہی ہیں۔ وہ کہنے لگا بھلے آدمی اللہ (جل شانہ) سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ یہ بیل گائے اور چرواہے تیرے ہی ہیں، لے جا۔ آخر وہ سب لے کر چل دیا۔ تیسرے شخص نے عرض کیا' اے میرے اللہ (جل شانک) میں نے یہ کام اگر خالصتاً تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے تو جو راستہ باقی رہ گیا ہے وہ بھی کھول دے۔ جب اُس تیسرے شخص نے اپنے نیک عمل کو بیان کر کے اپنی دُعا کا وسیلہ بنایا تو اللہ ربُّ العزت نے اُس عمل کے وسیلہ سے کی گئی دُعا قبول فرمائی اور اُن کے آگے سے سارے پتھر کو ہٹا دیا (اور وہ تینوں غار سے باہر نکل آئے)۔ ۵ے

نوٹ: مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ دُعا کرتے ہوئے نیک

۵ے بخاری جلد۲ص۸۸۳' جلد۱ص۲۹۴_۳۱۳_۴۹۳' "باب اجابۃ من بر والدیہ" (جو ماں باپ سے نیکی کرے اُس کی دُعا کا قبول ہونا یعنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کے وسیلے سے قبولیت دُعا)' تیسیر الباری جلد۸ص۳' جلد۴ص۵۱۷' جلد۳ص۲۷۵_۳۶۹' تفہیم البخاری جلد۳ص ۴۵۱_۵۷۰' جلد۵ص۳۴۰' فتح الباری جلد۱۰ص۴۹۵' عمدۃ القاری جلد۶ جزء۱۲ص۲۳_۱۷۱' جلد۸ جز۱۶ص۵۱' جلد۱۱ جز۲۲ص۵۷' شرح السنۃ جلد۱۲ص۱۸' الترغیب والترہیب جلد۳ص۳۲۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص۱۱۷' مسند احمد جلد۲ص۱۱۶' کنز العمال حدیث نمبر۲۲۷۲_۲۳۳۳۴' ۵۹۵۴' قرطبی جلد۱ جز۲ص۲۰۰' جز۵ص۱۲۷' جلد۶ جز۷ص۱۲۷' جلد۴ جلد۶ جز۱۱ص۳۲۔

اَعمال کا وسیلہ لیا جاسکتا ہے۔ مگر یہاں اِس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ نیک اَعمال کا اپنا کوئی وجود نہیں کسی صاحبِ ایمان کے کرنے سے اُن کا وجود عمل میں آتا ہے۔ صاحبِ ایمان ہوا تو عمل ہوا۔ لہٰذا صالح عمل کا وسیلہ لینا بالواسطہ طور پر نیک عمل کرنے والے کا وسیلہ ہے۔ فرقۂ غیر مقلّدین کے اِمام وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵ حاشیہ نمبر ا پر اِس حقیقت کو بایں اَلفاظ سے تسلیم کیا ہے۔

''اَعمالِ صالحہ سے توسُّل اِس حدیث سے اور نیز آیتِ قرآنی **وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ** سے ثابت ہے''۔۔۔ اِمام جزری علیہ الرحمہ نے ''حصن حصین'' کے شروع میں لکھا ہے۔ ''**وَاَنْ یَّتَوَسَّلَ اِلَی اللّٰهِ بِاَنْبِیَائِهٖ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِهٖ**'' اور ایک جماعت اہل حدیث اِس کے جواز کی طرف گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں جب اصل توسل جائز ہوا تو وہ اموات اور احیاء سب کو شامل ہوگا۔ احیاء کی تخصیص تو کوئی دلیلِ شرعی نہیں ہے۔ اِس کے سوا انبیاء تو اپنی قبور میں احیاء ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔

اِنہی صاحب نے اپنی کتاب تیسیر الباری کی جلد ۲ ص ۸۴ پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دُعائے بارش کرنے کے ضمن میں لکھا ہے:۔

''اِس حدیث شریف سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلِ بیت کا توسُّل کیا کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پانی برساتا۔ اِس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منع تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دُعا سکھائی اُس میں یوں ہے: **یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ** اور اُن صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ دُعا دوسروں کو سکھلائی''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۲)

اِنہی صاحب نے مزید لکھا ہے ''ہمارے اَصحاب میں سے اِمام ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء اور اولیاء کے وسیلہ کے عدمِ جواز کی طرف گئے

ہیں۔ جب کہ اکابر محدثین اور علماء نے ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم سے اِختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ اموات واحیاء سے اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۸۵، جلد۸ص ۸۶)

۴۴۔ دُعا میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وسیلہ لینا:

اپنی دُعاؤں میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وسیلہ لینا تعلیم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہے اور دُعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدُہُ الکریم) سے دُعا فرمائیے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دور ہو جائے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دُعا فرماؤں اور اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اُس نے عرض کیا آپ ﷺ دُعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اچھی طرح سے وُضو کر اور اِن کلمات کے ساتھ دُعا کر۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس کو فرمایا، دو رکعت نماز ادا کر اور یوں دُعا کر۔ اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ۶۷

۶۷ ابن ماجہ عربی ۱۰۰، المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۴، مسند احمد جلد۴ ص ۱۳۸، جامع صغیر جلد۱ ص ۵۹، صحیح ابن خزیمہ جلد۲ ص ۲۲۵۔۲۲۶، ابن السنی ص ۲۲۲، تحفۃ الذاکرین ص ۱۸۰، حصن حصین عربی ص ۹۷، شفاء السقام ص ۱۶۵، کتاب الاذکار نووی ص ۱۵۷، حلبی کبیر ص ۴۳۲، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۴۵۸۔۷۰۱، مستدرک تلخیص ذہبی جلد۱ ص ۴۵۸، خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۲۰۱، اصابہ ابن حجر ص ۱۶۴، کنز العمال جلد۱ ص ۱۹۳، روح المعانی جلد۴ ص ۱۲۵۔۱۲۶، نزہتہ المجالس جلد۱ ص ۸۰، تاریخ حبیب الٰہ ص ۱۸۹، کتاب الشفاء عربی ص، کتاب الشفاء اردو ص ۲۳۱، شرح شفاء ملا علی قاری جلد۲ ص ۱۰۶، نسیم الریاض جلد۳ ص ۱۰۶۔۳۹۸، البدایہ والنہایہ جلد۲ ص ۱۶۱۔۱۶۲، غنیۃ الطالبین جلد۱ ص ۱۲، مصری چھاپہ، حجتہ اللہ علی العالمین عربی ص ۴۳۱۔۷۹۸۔۸۱۴، انوار محمدیہ ص ۳۸۵

(باقی حوالہ جات اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

"اے میرے اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) میں تجھ سے، تیرے نبی پاک، رحمتوں والے نبی (حضرت) محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے وسیلہ سے اِس حاجت کے لئے اپنے رَبّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میرے لئے پوری ہو جائے۔ (قبول ہو جائے) اے میرے اللہ (سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی) پس قبول کیجئے اِن کی شفاعت میرے حق میں"۔

تمام محدثین نے مذکورہ بالا روایت کو ترمذی شریف، نسائی شریف، مستدرک حاکم شریف اور ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اِسے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت اِمام مسلم علیہ الرحمہ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابن تیمیہ کے مقلدین، اہل حدیث حضرات اپنا اِمام مانتے ہیں) نے "تحفۃ الذاکرین" کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اُس نابینا نے دُعا کی اور کھڑا ہوا تو اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ قدیم محدثین نے ترمذی شریف کے حوالہ سے اِس حدیث پاک کو نقل کیا ہے، مگر موجودہ ترمذی شریف سے "یا محمد" کاٹ دیا گیا ہے۔ اِسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں بھی یہ حدیث پاک نہیں ملتی جب کہ پہلے محدثین نے بحوالہ نسائی شریف اِس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

اُن کتابوں کے نام قارئین کرام کی خدمت میں معلومات میں اضافہ کے لئے صفحہ نمبر ۱۱۰، ۱۱۱ کے حاشیہ میں پیش کئے گئے ہیں جن میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔

یہ دُعا اُس وقت کی گئی جب سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظاہرہ زمانہ حیات میں تھے مگر جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے دورِ خلافت میں ایک شخص اُن کے پاس کسی ضرورت کے

← سیرت النبی جلد ۳ ص ۶۴۱، الدرر السنیہ ص ۸، شمس التواریخ ص ۱۱۱۹، افضل الصلوۃ علی سیّد السّادات اردو ص ۱۳۹، مطالع المسرات ص ۳۶۲، جذب القلوب فارسی ۲۱۹، باب الصلوٰۃ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۷۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ ص ۱۵۹۔۱۵۴، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۱۰۵۔۲۷۵۔۲۶۴۔۳۲۳۔۳۲۴، تاریخ بخاری جلد ۲ ص ۲۰۹، الفتوحات ربّانیہ فی شرح الاذکار النوویہ عربی ص ۳۰۳، بہارِ شریعت جلد ۴ ص ۳۰، تحفۃ الاخوذی ص ۸۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۸ ص ۳۸۱، وفاء الوفاء سمہودی جلد ۲ ص ۴۲۰۔

پیش نظر گیا لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اُس حاجت مند شخص کی ایک موقع پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے اپنے واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا فکر نہ کرو، تازہ وُضو کرو اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دُعا کرو۔ اُس سائل کو وہ دُعا بتائی جو صفحہ نمبر ۱۱۰ پر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اِس کے بعد وہ شخص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ دروازے پر دربان نے فوراً اِستقبال کیا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی ذُوالنورین رضی اللہ عنہ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اُسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا پیارے بھائی کیا بات ہے؟ اُس شخص نے اپنی ضرورت اور حاجت بیان کی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً اُسے حل فرمایا اور بہت عزت سے رخصت فرمایا۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مجھے ملا، میرا بہت شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے اُس سے کہا محترم یہ دُعا حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو سکھائی تھی اور میں اُس وقت موجود تھا۔ (اِس میں ظاہری حیات کے بعد توسل اور ندائے یا محمد کا ذکر ہے)۔

مندرجہ بالا واقعہ حسبِ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۳، انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۰، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۱۵، شفاء السقام عربی ص ۱۲۷۔ ۱۲۸، الدرر السنیہ بحوالہ طبرانی و بیہقی ص ۸، جذب القلوب ص ۲۱۹۔ ۲۲۰، کتاب الوسیلہ ص ۱۵۷، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ا ص ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۴۷۴)۔

ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب الوسیلہ اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ترمذی اور نسائی کے حوالہ سے حدیث نابینا کو نقل کیا۔ نیز ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیہقی وغیرہ نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

ابنِ تیمیہ کی خودساختہ بدعت نما تحریر:

ابنِ تیمیہ نے اس حدیث پاک کو نقل کر کے فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ا ص ۲۶۶ میں اپنا من گھڑت قول لکھا ہے کہ اِس حدیث پاک میں دُعائے مصطفیٰ ﷺ سے وسیلہ لیا گیا ہے نہ کہ ذات مصطفیٰ ﷺ سے۔ حالانکہ **اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ** کے اَلفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے سرکارِ کائنات ﷺ کی ذاتِ اَقدس سے وسیلہ لیا گیا ہے۔ تمام محدثین کرام اور دینی کتابوں کے مصنّفین نے حدیث نابینا کو من وعن نقل کیا ہے اور ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کا حوالہ دیا ہے۔

چودہویں صدی میں اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی نے ''مناجات مقبول'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اُس میں نابینا والی حدیث پاک کو صفحہ ۲۶۰ (چھاپہ تاج کمپنی تتمہ میں) **مَنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ فَلْیَقُلْ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوۃِ:** کے عنوان سے نقل کیا ہے مگر ظلم یہ کیا کہ اشرف علی تھانوی صاحب نے **یَامُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی** تک حدیث شریف کو کاٹ دیا اور حاشیہ پر لکھ دیا ہے **اِخْتَصَرْتُہٗ لِاَنَّ النِّدَآ الْوَارِدَ فِیْہِ لَا دَلِیْلَ عَلٰی بَقَائِہٖ بَعْدَ حَیَاتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ** ''چونکہ آپ ﷺ کے حیات کے بعد ندا کی کوئی دلیل نہیں اِس لئے میں نے حدیث شریف کو مختصر کر دیا ہے''۔ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ**

حدیثِ مصطفیٰ ﷺ اور کاٹتے ہیں تھانوی صاحب۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہوسکتا ہے؟ اور پھر اِسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ایک ایڈیشن میں حدیث پاک کاٹی اور حاشیہ لکھ دیا کہ میں نے حدیث پاک مختصر کر دی ہے اور دوسرے ایڈیشن کے ص ۱۲۱ میں حدیث پاک بھی کاٹ دی اور حاشیہ بھی کاٹ دیا تا کہ اہلِ ایمان کو پتا نہ چل سکے کہ تھانوی صاحب نے سرکارِ مدینہ ﷺ کی حدیث پاک کاٹ دی ہے۔

ان دونوں ایڈیشنوں کی فوٹو ملاحظہ فرمائیں:

www.seedharastah.com

www.seedharastah.com

www.seedharastah.com

www.seedharastah.com

www.seedharastah.com

www.seedharastah.com

www.seedharastah.com

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل

آپ ﷺ کے مبارک وسیلہ سے دُعا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَارَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي قَالَ اللّٰهُ يَا آدَمُ وَ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا قَالَ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰى اسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ قَالَ صَدَقْتَ يَا آدَمُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ ۷۷؎

''جب (حضرت) آدم (علیہ السلام) سے لغزش ہوئی تو اُنہوں نے التجا کی اے رَب، (حضرت) محمد (ﷺ) کے طفیل مجھے بخش دے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ارشاد فرمایا: (اے آدم علیہ السلام) تم نے (حضرت) محمد (ﷺ) کو کیسے جانا؟ عرض کیا جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے تخلیق فرمایا' میرے جسم میں روح پھونکی اور میں نے اپنے سر کو اُٹھایا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا ہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ'' تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نامِ نامی تیرے اسمِ گرامی کے ساتھ لکھا ہوا ہے وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ اور محترم ہے۔ ربّ عظیم جل جلالہ نے فرمایا! اے آدم علیہ السلام تو نے ٹھیک سمجھا ہے اگر (حضرت) محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ فرماتا''۔

۷۷؎ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۲' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۶۷۲' دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۴۸۹۔۱۱' البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۸۱۔ جلد ۲ ص ۳۲۲' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۳۸۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دُعا:

جب کبھی یہودیوں اور عرب کے مشرکین کے درمیان لڑائی ہوتی تو یہودی کہا کرتے تھے کہ عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ کی سچی کتاب لے کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک عظیم الشان رسول ﷺ تشریف لانے والے ہیں ہم اُن کے ساتھ ہو کر تمہیں ایسے قتل کریں گے کہ تمہارا نام ونشان مٹا دیں گے۔ وہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اُس نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو جلد بھیج جن کی صفات ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ ہم اُن پر اِیمان لاکر، اُن کے ساتھ ہو کر، اپنا بازو مضبوط کر کے دشمن سے اِنتقام لیں اور مشرکین سے کہا کرتے تھے اُس نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا زمانہ قریب ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ

..... ''اور جب اُن کے پاس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے یہاں سے کتاب آئی جس کی صفت یہ ہے کہ جو کچھ اُن کے پاس ہے اُس کی تصدیق کرنے والی ہے''۔ ۸ے

حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے اُن کو قرآنِ مجید حاصل ہوا جو بیان وبشارت سے صریح موافق ومصدق ہے تو کفر کرنے لگے۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ ..... (البقرۃ:۸۹) ''حالانکہ پہلے اُن کی یہ کیفیت تھی کہ کافروں پر فتح کی دُعا مانگتے تھے''۔ (ف) کہ الٰہی ہم کو پیغمبر آخرالزماں ﷺ کے طفیل سے اُن کافروں پر فتح عطا فرما۔ ۹ے

اَیْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ يَطْلُبُوْنَ مِنَ اللّٰهِ النَّصْرَ عَلٰى اَعْدَاءِ هِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَنْعُوْتِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ يَجِدُوْنَ صِفَتَهٗ عِنْدَهُمْ

۸ے مواہب الرحمان جلد۱ص ۲۸۱۔ ۹ے تفسیر النسفی جلد۱ص ۶۷، تفسیر البیضاوی جلد۱ص ۷۵، تفسیر ابوسعود جلد۱ص ۱۶۳۔

فِی التَّوْرَاۃِ ۸۰؎ "رسولِ (کریم رؤف و رحیم ﷺ) جن کی نعت یہودی تورات شریف میں پاتے تھے، اُن کے طفیل، دشمنوں پر فتح کے لئے اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے مدد طلب کرتے تھے"۔

یَسْتَفْتِحُوْنَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم "یعنی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دُعا کرتے تھے"۔ ۸۱؎

کَانَتِ الْیَهُوْدُ تَسْتَفْتِحُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰی کُفَّارِ الْعَرَبِ مِنْ قَبْلُ یعنی "یہودی آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل کفارِ عرب پر حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دُعا کرتے تھے"۔

وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (اَیْ بِکَ یَا مُحَمَّدُ) ۸۲؎ یعنی "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کے وسیلے سے کفار پر فتح مانگا کرتے تھے"۔

جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا مانگتے کہ ہمیں نبی آخر الزماں ﷺ اور جو کتاب اُن پر نازل ہو گی اُن کے طفیل سے کافروں پر فتح عطا فرما۔ ۸۳؎

بَنِیْ قُرَیْظَةَ وَالنَّضِیْرِ کَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ الْبَعْثِ ۸۴؎ "بنی قریظہ اور بنی نضیر قبیلہ کے لوگ رسولِ (کریم رؤف و رحیم ﷺ) کے مبعوث ہونے سے قبل اَوس اور خزرج قبیلے پر فتح کے لئے نبی (کریم رؤف و رحیم ﷺ) کے وسیلے سے دُعا کیا کرتے تھے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے "یَسْتَفْتِحُوْنَ" کے یہ معنی بھی نقل کئے گئے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل جب یہودیوں کا عربوں سے مقابلہ ہوتا تو وہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے "وسیلہ"

۸۰؎ فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۲۵۔ ۸۱؎ تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۸۲؎ قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۲۰۔ ۸۳؎ تفسیر عثمانی زیر آیت۔ ۸۴؎ تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۹۵، درمنثور جلد ۱ ص ۲۱۷، مواہب الرحمان جلد ۱ ص ۲۸۴۔

سے دُعا کرتے اور کہتے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِی وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَہٗ لَنَا فِی الزَّمَانِ اِلَّا تَنْصُرُنَا عَلَیْھِمْ ''اے اللہ ہم بحق نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطا فرما جن کے بھیجنے کا تو نے وعدہ کیا ہے اور اُس کتاب کی برکت سے جو کہ تو اُن پر اُتارے گا (سب کتابوں کے بعد) تو ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔'' ۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے پہلے اہلِ کتاب کی یہ حالت تھی کہ مشرکین عرب کے مقابلے میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے اور برکت سے مدد طلب کرتے اور کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِی آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِی نَجِدُ صِفَتَہٗ فِی التَّوْرَاۃِ ۸۶

''اے اللہ (جل جلالک) اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جو آخر زمانے میں مبعوث ہوں گے اور اُن کی نعت مبارک ہم تورات (شریف) میں دیکھتے ہیں ہماری مدد فرما''۔ وَکَانُوا یُنْصَرُوْنَ (اور حق تعالیٰ کی طرف سے اُن کی مدد ہوتی تھی)۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور قرآنِ مجید کے نازل ہونے سے پہلے یہودی اپنی حاجات کے لئے حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے وسیلہ سے دُعا کر کے کامیاب ہوتے تھے اور جنگ کے وقت بھی یہ اَلفاظ کہتے تھے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ۸۷ ''یا ربّ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے فتح ونصرت عطا فرما''۔

۴۵۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے دُعا:

حضرت عبداللہ بن دینار علیہ الرحمہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر

۸۵ اشرف الحواشی غیر مقلد، تفسیر نعیمی جلد ا ص ۵۰۹۔ ۸۶ تفسیر مظہری جلد ا ص ۹۴، تفسیر النسفی جلد ا ص ۶۷، البیضاوی جلد ا ص ۷۵، تفسیر ابو سعود جلد ا ص ۱۲۳۔ ۸۷ تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۹۵ (طبع جدید دار الفکر بیروت) تفسیر نعیمی جلد ا ص ۵۰۸۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ حضرت ابو طالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

وَابْیَضُ یُسْتَقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ ۸۸

گورا اُن کا رنگ وہ حامی تیموں بیواؤں کے
لوگ پانی مانگتے ہیں اُن کے منہ کے صدقے سے ۸۹

''وہ روشن سفید چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں''۔ ۹۰

حضرت عمر بن حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے سالم نے اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا، وہ فرماتے تھے کبھی میں شاعر (ابو طالب) کا یہ شعر یاد کرتا تھا اور

اَنَا اَنْظُرُ اِلٰی وَجْہِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَسْقِیُ فَمَا یَنْزِلُ حَتّٰی یَجِیْشَ کُلُّ مِیْزَابٍ ۹۱

یعنی میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا (نورانی) چہرہ (مبارک) دیکھتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر بارش کے لئے دُعا فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر شریف سے نہ اُترتے حتیٰ کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے اور یہ کلام حضرت ابو طالب کا ہے''۔ (وہ شعر یہ ہے)۔

وَأَبْیَضُ یُسْتَقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

حضرت علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے:۔

''حضرت ابو طالب کے اِس کلام کا معنی دراصل نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور توسل ہے کیونکہ جب حضرت عبد المطلب نے بارش طلب کی تھی اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ تھے۔ اُس وقت

۸۸ بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷۔ ۸۹ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۴۔ ۹۰ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۴۹۔ ۹۱ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۴۹۔

ابو طالب وہاں موجود تھے۔ لہٰذا اُس وقت بارش کا طلب کرنا سرورِ کائنات ﷺ کے چہرۂ انور کی برکت سے تھا اور لوگ آپ ﷺ کی ذاتِ کریم سے شفاعت کے طالب تھے۔ ۹۲ حضرت ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کے صغرسنی میں آپ ﷺ کو کعبہ میں لے جا کر پانی کی دُعا کی، حق تعالیٰ نے پانی برسایا۔ یہ قصہ ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔ ۹۳

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اُمّت کے لئے دُعا فرمائیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فرماتا ہے: **خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَةً** "اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) اُن کے مالوں میں سے زکوٰۃ تحصیل فرمائیں"۔ اور اپنے دستِ مبارک سے فقراء کو عطا فرمائیں تاکہ آپ ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک کی برکت سے اُن کے صدقات زیادہ قبول ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے صدقات رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے خیرات کرواتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: **تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا** "جس سے آپ ﷺ اِنہیں ستھرا اور پاکیزہ فرما دیں"۔ اِس سے معلوم ہوا رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نگاہِ کرم سے پاکیزگی اور ستھرائی حاصل ہوتی ہے۔ عبادات اِس نگاہِ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِرشاد فرمایا:۔

وَصَلِّ عَلَیْھِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (التوبہ:۱۰۳) "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں بے شک آپ (ﷺ) کی دُعا اُن کے دِلوں کا چین ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سنتا جانتا ہے"۔

معلوم ہوا ربِّ کائنات خود پسند فرماتا ہے کہ اُس کی بارگاہ میں محبوب

۹۲ تیسیر الباری جلد۲ ص ۸۴، تفہیم البخاری جلد۲ ص ۱۴۹۔ ۹۳ بخاری جلد۱ ص ۱۳۷۔

کائنات ﷺ دُعا کریں، جب اللہ تبارک وتعالیٰ، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اُمّت کے لئے دُعا فرمانے کے لئے اِرشاد فرما رہا ہے تو معلوم ہوا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوبوں سے دُعائیں کروانا، ربِّ ذوالجلال والاکرام کی منشاء ومشیّت اور رضا کے عین مطابق ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہوئے تھکتے نہیں کہ اِنسان کو خود ہی دُعا کرنی چاہئے، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی سنتا ہے۔ اُنہیں قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کا نورِ اِیمان کی روشنی سے مطالعہ کرنا چاہئے۔

۴۶۔ اولیاء اور صلحائے اُمّت کے وسیلہ سے دُعا کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک سال جسے ''عام الرماذ'' کہتے ہیں سخت قحط پڑا، چوپائے اور اِنسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے، لوگوں نے تنگ آکر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اِستسقاء کے لئے درخواست کی تو آپ نے تمام اہلِ مدینہ کو شہر سے باہر نکلنے کی ہدایت کی جس میں حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب سارا شہر اکٹھا ہوگیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو جو بڑھاپے کی وجہ سے بہت ضعیف ہوچکے تھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور نہایت عاجزی اور زاری اور الحاح سے دُعا مانگنی شروع کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّکَ وَبَقِیَّۃِ آبَآئِہٖ وَکِبَرِ رِجَالِہٖ فَاِنَّکَ تَقُوْلُ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلَامَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا فَحَفِظْتَھُمَا لِصَلَاحِ اَبِیْھِمَا فَاحْفَظِ اللّٰھُمَّ بِنَبِیِّکَ فِیْ عَمِّہٖ فَقَدْ دَنَوْنَا بِہٖ اِلَیْکَ مُسْتَشْفِعِیْنَ وَمُسْتَغْفِرِیْنَ

''اے اللہ (جل جلالک) دُعا کی قبولیت کے لئے آج ہم نے ایسے شخص کو وسیلہ بنایا ہے جو تیرے سچے نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے چچا، اُن کے آباؤ اجداد کی یادگار، اُن کے کنبہ کے تمام مردوں میں بڑے ہیں۔ تو نے فرمایا ہے اور تیرا

فرمانا سچ ہی ہوتا ہے اور وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اُس دیوار کے نیچے اُن کا خزانہ (مدفون) تھا اور اُن کا باپ ایک نیک بخت اِنسان تھا تو نے اُن دونوں لڑکوں کی حفاظت اِس لئے فرمائی کہ اُن کا باپ نیک تھا تو اے خداوندِ عالم اپنے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی لاج بھی اُن کے چچا کے تقرب کی وجہ سے رکھ لے کیونکہ آج ہم اُن کو لے کر تیرے دربار میں اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ وہ ہماری شفاعت کریں''۔ یہ عاجزانہ الفاظ ربِّ کائنات کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عام حاضرین سے خطاب فرمایا:

.....اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ لا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ لا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ ط [۹۴] ''اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا، اِن میں تمہارے لئے نہریں بہا دے گا''۔

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی، زیادہ ضعیف تھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اِس دُعا کے بعد حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّاعِیْ لَا تُهْمِلِ الضَّالَّةَ وَلَا تَدَعِ الْكَسِيْرَ بِدَارٍ مُّضِيْعَةٍ فَقَدْ ضَرَعَ الصَّغِيْرُ وَرَقَّ الْكَبِيْرُ وَارْتَفَعَتِ الشَّكْوٰى وَاَنْتَ تَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَللّٰهُمَّ فَاَغِثْهُمْ بِغِيَاثِكَ فَقَدْ تَقَرَّبَ الْقَوْمُ لِمَكَانِیْ مِنْ نَّبِيِّكَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

''الٰہی تیری ذات اِن سب کی نگہبان ہے، تو ہی گمشدہ کو راہ بتاتا ہے، خطرات کے مواقع میں تو ہی مجرموں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اب تو بچے بوڑھے سب آفت

---

[۹۴] تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۴۲۔

زدہ ہو گئے ہیں، سب کی زبانوں پر آہ وزاری ہے اور مخفی سے مخفی حال سے صرف تو ہی واقف ہے۔ یا اللہ اُن کی فریاد رسی فرما چونکہ میرا تیرے نبی ﷺ سے ایک رشتہ ہے اِس لئے لوگ مجھ کو وسیلہ بنا کر لاتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے الفاظ نے حاضرین کے دِل پر جو اثر کیا وہ تو کیا لیکن حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے اِن عاجزانہ الفاظ نے سب کو رولا دیا۔ (استیعاب)

قَالَ اِبْنُ الْاَثِیْرِ عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ فِی اُسْدُا لُغَابَةِ اِسْتَسْقٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِالْعَبَّاسِ (رضی اللہ عنہ) عَامَ الرَّمَادَةِ لَمَّا اشْتَدَّ الْقَحْطُ فَاَغَاثَ اللّٰهُ بِهٖ وَاُخْصَبَّ الْاَرْضَ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ هٰذَا وَاللّٰهِ الْوَسِیْلَةُ اِلَی اللّٰهِ وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ

سَئَلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْ بُنَا
فَسَقَی الْغَمَامُ بِعِزَّةِ الْعَبَّاسِ

''اِمام کے دُعا کرنے پر بھی خشک سالی بڑھتی گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اقبال کے باعث ابر نے سیراب کر دیا''۔

عَمُّ النَّبِیِّ وَصِنْوُ وَالِدِهِ الَّذِیْ وَرِثَ النَّبِیَّ بِذَاکَ دُوْنَ النَّاسِ یعنی ''وہ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے چچا اور آپ (ﷺ) کے والد کے بھائی ہیں اُنہوں نے تمام لوگوں کے مقابلہ میں رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی وراثت پائی''۔

اَحْیَا الْاِلٰهُ بِهِ الْبَلَادَ فَاَصْبَحَتْ
مُخْضَرَّةُ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْیَأْسِ

اُن کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملک کو زندہ فرمایا
اور نا اُمیدی کے بعد پھر تمام میدان سرسبز ہو گئے

چنانچہ صحیح بخاری کی ''کتاب الاستسقاء'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے (دَورِ خلافت) میں جب قحط پڑا کرتا تو۔ **اِسْتَقٰی بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ** ۹۵ ''تو ہم حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دُعا کرتے اور عرض کرتے یااللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لاتے تھے تو تو پانی برساتا تھا' اَب اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں ہم پر پانی برسا، راوی نے کہا پھر پانی برسا''۔

نوٹ: اِس حدیث شریف سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ اِس حدیث شریف کی شرح میں غیر مقلّد عالم وحید الزماں نے جو تشریح کی ہے مقلِّدین اور غیر مقلِّدین آنکھیں کھول کر مطالعہ کریں، ملاحظہ ہو:۔

''بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلِ بیت سے توسُّل کیا کرتے، اللہ تبارک وتعالیٰ پانی برساتا۔ اِس سے یہ نہیں نکلتا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دُعا سکھائی اُس میں یوں ہے **یَامُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّی** اور اُن صحابی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ دُعا دوسروں کو سکھائی۔ ۹۶ (من وعن)

حضرت اِمام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا **مَنْ یُّسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِہٖ** یعنی ''جس بزرگ سے اُس کی زندگی میں استمداد کر سکتے ہیں، اُس کی وفات کے بعد بھی استمداد کر سکتے ہیں''۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے ''لمعات شرح مشکوٰۃ'' کے باب ''زیارۃ القبور''

---

۹۵ بخاری جلد۱ ص ۱۳۷۔ ۹۶ تیسیر الباری جلد۲ ص ۸۴۔

میں ذکر کیا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر دُعا کی قبولیت کا مجرب تریاق ہے۔ نیز وہ اسی باب میں ذکر کرتے ہیں کہ جو لوگ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں وہ اُن کے ادب واحترام اور رتبہ کے اعتبار سے اُن کی ظاہری طور پر مدد کرتے ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں نے قحط مطر کی شکایت کی تو فرمایا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی قبر شریف کو دیکھو اور اس سے آسمان کی طرف سوراخ کرو حتیٰ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے، لوگوں نے ایسا ہی کیا تو بہت بارش ہوئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم [۹۷]

وسیلے سے دُعا کرنے والے کے لئے ستر ہزار ملائکہ بخشش کی دُعا کرتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نکلے اور حسبِ ذیل دُعائیہ کلمات پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی طرف نگاہِ کرم فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتے اُس کے لئے بخشش کی دُعا کریں گے۔ دُعائیہ کلمات یہ ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْکَ وَاَسْأَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْأَلُکَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ [۹۸]

---

۹۷ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۵۱۔ ۹۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۷۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱، کنز العمال حدیث نمبر ۴۹۷۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۸، کتاب السنی ص ۳۴ (باختلاف الفاظ)۔

”اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے مانگنے والوں کے اُس حق کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جو تجھ پر اُن کا حق ہے اور اِس چلنے کے حق کی وجہ سے کیونکہ میں غرور، اِترانے، دکھانے اور سُنانے کے لئے نہیں نکلا بلکہ میں تیرے غصّے سے بچنے کے لئے اور تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ بس میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو مجھے دوزخ سے بچالے اور میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا“۔

وحیدالزماں صاحب غیر مقلِد نے لکھا ہے اس حدیث شریف سے یہ بھی نکلا کہ کسی بزرگ کے حق کے وسیلہ سے دُعا مانگنا درست ہے اور بہت حدیثوں میں حق کا لفظ وارد ہے پس جس فقیہہ نے اِس لفظ کو مکروہ جانا اُس کو اِن حدیثوں کی خبر نہیں ہوئی“۔ (ابن ماجہ زیر حاشیہ حدیث نمبر ۷۷۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقوقِ فوت شُدگان

تالیف
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

ہدیہ: ۲۲۰ روپے

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36823128,36846677,0300-4274936

دُعا کی قبولیت کے اَوقات و مقامات

۱۔ ہر رات کی ایک گھڑی میں قبولیتِ دُعا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:- **اِنَّ فِی اللَّیلِ لَسَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسلِمٌ یَسئَلُ اللّٰهُ خَیرًا مِّن اَمرِ الدُّنیَا وَالاٰخِرَةِ اِلَّا اَعطَاهُ اِیَّاهُ وَ ذٰلِکَ فِی کُلِّ لَیلَةٍ** [۱] ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان بندہ اُس وقت اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے عطا فرمائے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے''۔

۲۔ آدھی رات کے بعد دُعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنیَا حِینَ یَبقٰی ثُلُثُ اللَّیلِ الاٰخِرُ فَیَقُولُ مَن یَّدعُونِی فَاَستَجِیبَ لَهٗ وَمَن یَّسئَلُنِی فَاُعطِیَهٗ وَمَن یَّستَغفِرُنِی فَاَغفِرَ لَهٗ** [۲] ''ہمارا رب جو بڑی برکتوں اور بلند ذات والا ہے آخر تہائی رات، ہر رات، آسمان دُنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے پھر فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے میں اُس کی دُعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اُس کو عطا کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے میں اُسے بخش دوں''؟۔

---

[۱] مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۲۷، المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۰۹۔ [۲] مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۴۷۹۔

اُنہی سے دوسری روایت ہے کہ یہ سلسلہ صبح روشن ہونے تک ایسے ہی رہتا ہے یعنی صبح روشن ہونے تک اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے ہی فرماتا رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے:۔ یَمْضِی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلُ [۳] ''جب تہائی رات اوّل گزر جاتی ہے''۔ اور اِذَا مَضٰی شَطْرُ اللَّیْلِ اَوْ ثُلُثَاہُ [۴] ''جب آدھی رات یا دو تہائی گزر جاتی ہے''۔

۳۔ مسجد کی طرف جاتے وقت کی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب فجر طلوع ہو جاتی تو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سُنّت نماز فجر ادا فرماتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑھانے کے لئے آستانۂ اَقدس سے مسجد کی طرف روانہ ہوتے تو مسجد کی طرف تشریف لے جاتے وقت دُعا فرماتے کیونکہ مسجد کی طرف جاتے وقت جو بھی دُعا کی جائے وہ دُعا قبول ہوتی ہے:۔ دُعا اِس طرح فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاِمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا نُوْرًا نُوْرًا [۵] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میرے دل کو منور فرما، میری زبان کو منور فرما، میری سماعت کو منور فرما، میری آنکھوں کو روشن فرما، میرے پیچھے اور میرے آگے ہمہ اطراف نورانیت فرما اور میرے اوپر نیچے نور و نور فرما''۔

۴۔ اذان اور تکبیر کے درمیان کی جانے والی دُعا رد نہیں ہوتی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم

---

[۳] مسند احمد جلد۲ ص ۴۳۳۔ [۴] مسلم جلد۱ ص ۲۵۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ ص ۵۰۔ [۵] شرح السنۃ جلد۲ ص ۴۴۷' مسند احمد جلد۱ ص ۳۴۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ ص ۳۳۲' بخاری جلد۲ ص ۹۳۴۔

رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- **اَلدُّعَآءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ** ۶

''اَذان اور اِقامت کے درمیان (کی گئی) دُعا پھیری نہیں جاتی یعنی ضرور قبول ہوتی ہے''۔(**فَادْعُوْا**، پس دُعا کرو)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد ہے:-**اِذَا کَانَ عِنْدَ الْاَذَانِ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاسْتُجِیْبَ الدُّعَآءُ وَاِذَا کَانَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ لَمْ تُرَدَّ دَعْوَةٌ** ۷

''اَذان کے وقت آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے اور اِقامت کے موقع پر کی جانے والی دُعا رد نہیں ہوتی ہے''۔

۵۔اَذان، حالتِ جنگ اور بارش کے وقت کی جانے والی دُعا:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- **ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ، اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِیْ رِوَایَةٍ وَتَحْتَ الْمَطَرِ** ۸

''دو دُعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں یا یہ فرمایا (راوی کا شک) کم ہی رد ہوتی ہیں''۔ (۱)اذان کے وقت کی دُعا

(۲) جنگ کی حالت کی دُعا جب کہ بعض بعض کے ساتھ ملتے ہیں۔اور ایک روایت کے مطابق (۳)بارش کے وقت کی دُعا۔

ابوداؤد اور دارمی نے بارش کے وقت کا ذکر نہیں کیا۔

---

۶ مسند احمد جلد۳ص ۱۵۵۔۲۵۴' مجمع الزوائد جلد۱ص ۳۳۴' صحیح ابن خزیمہ جلد۱ص ۲۲۲' الترغیب والترہیب جلد۱ص ۱۹۰' ترمذی جلد۱ص ۵۱' کتاب السنی ص ۴۱' شرح السنۃ جلد۳ص ۱۴۶' مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۲ص ۳۷۲' جلد۷ص ۳۵۔ ۷ مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۷ص ۳۵' مجمع الزوائد جلد۱ ص ۳۳۴۔ ۸ ابوداؤد حدیث نمبر۲۵۴۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ص ۳۶۰۔۴۰۰' مستدرک حاکم جلد۲ص ۱۲۴' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ص ۱۳۵' مشکوٰۃ ص ۶۶' درمنثور جلد۳ص ۱۸۹' کتاب الاذکار ص ۳۲' صحیح ابن خزیمہ جلد۱ص ۲۱۹۔

۶۔ صبح کی نماز کے بعد دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا صَلَّی الصُّبْحَ حِیْنَ یُسَلِّمُ ''نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے''۔ تو یہ دُعا کرتے:۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا** ۹
''اے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے نفع دینے والا علم مانگتا ہوں اور پاک حلال روزی اور مقبول عمل''۔

۷۔ ظہر اور عصر کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ نے، تفسیرِ قرطبی میں لکھا ہے کہ دُعا کی قبولیت کا ایک وقت نمازِ ظہر اور عصر کے درمیان ہے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:
دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ مَسْجِدِ الْفَتْحِ ثَلَاثًا یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الثُّلَاثَاءِ فَاسْتُجِیْبَ لَهٗ یَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فَعَرَفْتُ السُّرُوْرَ فِیْ وَجْهِهٖ قَالَ جَابِرٌ! مَا نَزَلَ بِیْ اَمْرٌ مُّهِمٌّ غَلِیْظٌ اِلَّا تَوَخَّیْتُ تِلْکَ السَّاعَةَ فَادْعُوْا فِیْهَا فَاَعْرِفُ الْاِجَابَةَ ۱۰
''رسول اللہ ﷺ نے مسجدِ فتح میں تین مرتبہ دُعا فرمائی پیر، منگل اور بدھ اور بروز بُدھ ظہر اور عصر کی نمازوں کے درمیان آپ ﷺ کو دُعا کی قبولیت کا مژدہ سنایا گیا اور خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر نظر آنے لگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب مجھ پر کوئی سخت سے سخت مصیبت نازل ہوتی تو میں اِس ساعت (یعنی بُدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان) کا اِنتظار کرتا ہوں جب اِس

۹ ابن ماجہ ص ۶۶، کتاب السنی ص ۴۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۴، کتاب الاذکار ص ۶۲۔ ۱۰ تفسیر قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۲۰۹۔

ساعت میں دُعا کرتا ہوں تو وہ مقبول ہو جاتی ہے‘‘۔

۸۔سجدہ کی حالت میں دُعا کی قبولیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ سجدہ میں کی جانے والی دُعا کو قبول فرماتا ہے۔ سجدے کی حالت میں اِنسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ سورۃ العلق کی آخری آیت میں ہے: ’’سجدہ کر اور قریب ہو جا‘‘۔ اِس سلسلہ میں حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ** [۱] ’’بندہ ربِّ کریم سے سجدہ میں بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا اِس حالت میں رَبّ سے دُعا کیا کرو‘‘۔

۹۔سجدے میں دُعا کرنے سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَۃَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَتِیْ اُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ** [۲] ’’جب ابنِ آدم سجدہ میں دُعا کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا علیٰحدہ ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس ابنِ آدم کو سجدہ کا حکم کیا گیا اور وہ سجدہ کر کے مستحقِ جنت بنا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے اِنکار کر دیا اور مستحقِ دوزخ ہو گیا‘‘۔

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۸۴، مسلم جلد ۱ ص ۱۹۱، ابو داؤد حدیث نمبر ۸۷۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۴۹، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۰۰۔ [۲] مسلم جلد ۱ ص ۶۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۵۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۵۴۹، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۵۴۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۷، مشکوٰۃ ص ۸۴، نصب الرایۃ للزیلعی جلد ۲ ص ۱۷۸، حلیۃ الاولیاء جلد ۵ ص ۶۰، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۵۶، درمنثور جلد ۳ ص ۱۵۸۔

۱۰۔ سجدہ میں دُعا کا طریقہ:

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اُمّت کو تعلیم دینے کے لئے مختلف انداز اور کلمات سے سجدہ میں دُعا فرمائی تا کہ اُمتی دُعا کر کے ربّ ذوالجلال والاکرام کی بخشش اور رضا حاصل کر سکے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے (اُمّت کو جو دُعائیہ کلمات عطا فرمائے) وہ اِس طرح ہیں، ملاحظہ ہو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَّتَہٗ وَسِرَّہٗ [۱۳] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میرے سارے گناہ بڑے چھوٹے، اگلے پچھلے، علانیہ اور خفیہ معاف فرما اور میری بخشش فرما''۔

۱۱۔ ایک اور دُعائے قربِ الٰہی:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، ایک رات میں نے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کو بستر انور پر نہ پایا تو ہاتھ سے اِدھر اُدھر تلاش کیا تو میرا ہاتھ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے قدم مبارک کو لگا آپ ﷺ اُس وقت سجدہ میں تھے اور نورانی قدم مبارک کھڑے تھے اور آپ ﷺ سر انور کو سجدہ میں رکھ کر بارگاہِ **لَمْ یَزَلْ** میں اُمّت کی تعلیم کے لئے اِس طرح دُعا عرض کر رہے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمَعَافَاتِکَ مِنْ عَقُوْبَتِکَ اَثْنَیْتَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ [۱۴]

---

[۱۳] مشکوٰۃ ص ۱۸۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲، کتاب الاذکار ص ۱۵۲۔ [۱۴] مشکوٰۃ ص ۸۴، مسلم جلد ۱ ص ۱۹۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱۷۹، مسند احمد جلد ۱ ص ۹۶، جلد ۶ ص ۲۰۱، کتاب السنی ص ۵۰۹۔۱۲۴، کتاب الاذکار ص ۴۷، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۵۵۔۶۷۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۶۔

''اے میرے اللہ (جل شانک) میں تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری رضا مندی طلب کرتا ہوں، تیرے عذاب کی بجائے عافیت کا طالب ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری معرفت وثناء ناقابل شمار ہے تو ایسے ہی تعریفوں والا ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے''۔

۱۲۔ ہر نماز کے بعد دُعا:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الدعوات'' میں ایک باب باندھا ہے بَابُ اَلدُّعَاءُ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ یعنی ''نماز کے بعد دُعا کرنے کا باب''۔

وحید الزماں صاحب (غیر مقلّد) نے لکھا ہے ''حافظ نے کہا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ باب لا کر اُس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے کہ نماز کے بعد دُعا مشروع نہیں''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:۔

یَا مَعَاذُ وَاللّٰہِ اِنِّی لَاُحِبُّکَ فَقَالَ اُوْصِیْکَ یَا مَعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ [۱۵]

''اے معاذ (رضی اللہ عنہ) اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، اے معاذ! تم ہر نماز کے بعد یہ دُعا کیا کرو۔ اے میرے اللہ، میری مدد فرما، اپنے ذکر وشکر اور اچھی عبادت کرنے میں''۔

۱۳۔ نماز کے بعد کی دُعا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ** صلی اللہ علیہ وسلم **کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاۃِ** ''یہ کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نماز

[۱۵] بخاری جلد۲ ص ۹۳۷، مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۱۷۲، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۵۴، نصب الرایۃ جلد۲ ص ۲۳۵، فتح الباری جلد۱۱ ص ۱۶۰، کتاب الاذکار ص ۶۰، کنز العمال جلد۲ ص ۲۸، ابوداؤد جلد۱ ص ۲۲۰، کتاب السنی ص ۲۶۔

کے بعد یہ دُعا فرماتے تھے"۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡکُفۡرِ وَالۡفَقۡرِ وَعَذَابِ الۡقَبۡرِ ۱۶

"الٰہی میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں، کفر، محتاجی اور عذابِ قبر سے"۔

۱۴۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دُعا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو حسبِ ذیل کلمات سے دُعا کرتے اور اُتنی دیر تک بیٹھے رہتے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡکَ السَّلَامُ تَبَارَکۡتَ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ ۱۷

"یا اللہ تو سب عیبوں سے سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے تمام عالم کی سلامتی ہے اور اے بزرگی اور عزت والے تو بڑی برکت والا ہے"۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔ اِذَا انۡصَرَفَ مِنۡ صَلٰوتِہٖ اسۡتَغۡفَرَ ثَلَاثًا وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡکَ السَّلَامُ تَبَارَکۡتَ یَاذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ ۱۸

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ اِستغفار فرماتے اور پھر مندرجہ بالا دُعا کرتے جس کا ترجمہ آپ نے اوپر والی روایت میں ملاحظہ فرمایا ہے۔ حضرت صلۃ بن زخر علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنا وہ نماز کے بعد محولہ بالا دُعا کرتے تھے"۔

۱۶ کتاب الاذکار ص ۶۰' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴۔۴۲۔ ۳۹۔۳۶' مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳۵۔۲۵۲' کتاب السنی ص ۴۴' فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۳۳' صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۷' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۵۱' تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳۔ ۱۷ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱۸' مشکوٰۃ ص ۸۸' ترمذی جلد ۱ ص ۶۶' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۵' ابن ماجہ ص ۶۷۔۶۶' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۲ ص ۱۸۳' جلد ۵ ص ۸۳' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۰۲' مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۳۷' صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ ص ۳۶۳' کتاب السنی ص ۴۳' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۳۳۸' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۹۹۔ ۱۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۳۸' کتاب الاذکار ص ۵۸' مشکوٰۃ ص ۸۸۔

حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا دن اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام دنوں کا سردار اور تمام دنوں سے بڑا دن ہے اِس میں پانچ اوصاف ہیں:۔

(۱) اِسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔

(۲) اِسی میں زمین پر اُتارے گئے۔

(۳) اِسی میں حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔

(۴) **وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَالَمْ يَسْئَلْ حَرَامًا** یعنی اِس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں بندہ کوئی شے نہیں مانگتا مگر ربِّ کائنات اُسے عطا فرمادیتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو کچھ مانگتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے عطا فرمادیتا ہے جب تک حرام چیز نہ مانگے اور

(۵) اِسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، پہاڑ، ہوا اور دریا ایسے نہیں ہیں جو جمعۃ المبارک کے دن خوف نہ کرتے ہوں۔ [۱۹] (قیامت کے برپا ہونے کی وجہ سے) اِسی طرح حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث شریف مروی ہے۔

۱۵۔ ساعتِ جمعۃ المبارک اور قبولیتِ دُعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- **اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَسْئَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ** [۲۰] "بے شک جمعۃ المبارک کے دن

---

[۱۹] مشکوٰۃ ص ۱۲۰، الترغیب والترھیب جلد ا ص ۴۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۳۳، ابن ماجہ ص ۷۷، حلیۃ الاولیاء جلد ا ص ۳۶۶، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۵۸۔ [۲۰] مسلم جلد ا ص ۲۸۱، نسائی جلد ا ص ۲۰۶، ابن ماجہ ص ۸۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۸۱۔ ۴۰۱۔ ۲۸۴۔ ۲۸۱۔ ۲۸۰۔ ۲۷۲۔ ۲۵۵۔ ۲۳۴۔ ۲۳۰۔ ۱۱۶۔ ۱۱۵، جلد ۳ ص ۶۵۔ ۴۵۳، السنن الکبریٰ للبیقھی جلد ۹ ص ۳۔ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۶۶۔ ۱۶۵، حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۷۹، جلد ۳ ص ۴۲۔ ۱۷۷، جلد ۹ ص ۲۲۱، درمنثور جلد ۶ ص ۲۱۷، تفسیر طبری جز ۱۷ ص ۲۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۹۔

ایک ساعت (گھڑی) ایسی ہے جب کوئی مسلمان بندہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے خیر مانگتا ہے اور خیر کی گھڑی اور بندۂ مسلم کی دُعا، جب دونوں کا وقت اکٹھا ہو جاتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے عطا فرماتا ہے جو وہ مانگتا ہے"۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:۔

فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِّنَ النَّهَارِ لَا یَسْئَلُ اللّٰهَ فِیْهَا الْعَبْدُ شَیْئًا اِلَّا اُعْطِیَ سُؤَالُهٗ قِیْلَ اَیُّ سَاعَةٍ قَالَ حِیْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ اِلَی الْاِنْصِرَافِ مِنْهَا [۲۱]

"جمعۃ المبارک کے دِن ایک ساعت ایسی ہے اِس میں بندہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے جو کچھ مانگے اُس کی دُعا قبول ہو گی۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کون سی ساعت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو نماز سے فراغت تک"۔

"تو نماز ہی میں جو کچھ مطلوب ہو اُس کی دُعا کرے۔ اِس حدیث شریف سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نماز میں ہر قسم کی دُعائے ماثورہ کرنی درست ہے"۔

۱۶۔ مقبولیت کی ساعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یومِ موعود' یومِ القیامہ ہے اور یومِ مشہود' یومِ عرفہ اور شاہد' یومِ جمعۃ المبارک ہے کسی دن پر جو جمعۃ المبارک سے افضل ہو، سورج طلوع وغروب نہیں ہوا:۔ **فِیْهِ سَاعَةٌ لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّؤْمِنٌ یَدْعُوا اللّٰهَ بِخَیْرٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ وَلَا یَسْتَعِیْذُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا اَعَاذَهٗ مِنْهُ** [۲۲]

---

[۲۱] ابن ماجہ ص ۸۱' المعجم الکبیر للطبرانی باختلاف الفاظ جلد ۱۷ ص ۱۴' [۲۲] مشکوٰۃ ص ۱۲۰' السنن الکبریٰ للبیقھی جلد ۳ ص ۱۷۰' قرطبی جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۲۸۴' طبری جز ۳۰ ص ۸۲' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۵۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۸۔۲۹۹' ترمذی حدیث نمبر ۳۳۳۹۔

''اِس میں ایک ایسی گھڑی ہے، بندۂ مومن اُسے نہیں پاتا اِس حال میں کہ اِس کے اندر خیر و بھلائی کی دُعا کرتا ہے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی دُعا قبول فرما لیتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں لیتا مگر اِس سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے پناہ میں دے دیتا ہے''۔

۱۷۔ مقبولیتِ دُعا کی گھڑی:

حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:۔

یَقُوْلُ فِیْ شَانِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ [۲۳]

''وہ جمعۃ المبارک کی اُس گھڑی کی شان بیان فرماتے تھے کہ وہ گھڑی اِمام کے (منبر پر) بیٹھنے سے اُس کی نماز پوری کرنے تک کے وقت میں ہے''۔

ف: طیبّی نے بیٹھنے سے دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا مراد لیا ہے اور یہ بھی اِحتمال ہے کہ اپنے حجرہ سے باہر نکل کر منبر پر بیٹھنا مراد ہو۔

''حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ''اشعۃ اللمعات'' میں لکھتے ہیں۔ ''اِس گھڑی کے تعین میں بہت اقوال ہیں جو تقریباً ۴۰ تک پہنچتے ہیں، ہم نے اِنہیں ''شرح سفر السعادۃ'' میں نقل کیا ہے۔ زیادہ راجح اور قوی تر دو اقوال ہیں۔ ایک خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ادا کرنے تک، دوسرا جمعۃ المبارک کے دن کی آخری گھڑی۔ اکثر علماء اِن دو میں سے آخری قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت اِمام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا اکثر اَحادیث اِسی جانب ہیں''۔

''بندۂ ضعیف (شیخ عبدالحق عفا اللہ عنہ) کہتا ہے کہ یہ بات تحقیق کو پہنچ چکی

---

۲۳ مسلم جلد اص ۲۸۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵۰' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۷۳۹' الترغیب والترہیب جلد اص ۴۹۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۵۸' اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۶۰۵ (مترجم)۔

رہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا و علی سائر اہل بیت النبوۃ اپنی خادمہ کو مقرر کرتی تھیں کہ وہ روز جمعۃ المبارک کی آخری ساعت کا اِنتظار کرے اور اِس کی نگہداشت کرے تا کہ آپ اِس میں ذِکر الٰہی اور دُعا کیا کریں۔ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات مترجم جلد۲ ص ۶۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں طور کی طرف گیا۔ تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن کے پاس بیٹھ گیا، اُنہوں نے مجھے تورات کی باتیں سنائیں۔ میں نے اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیثِ مبارکہ سنائیں۔ میں نے اُن کو جو اَحادیثِ مبارکہ سنائیں اُن میں یہ حدیثِ مبارکہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے، اِس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اِس میں زمین پر اُتارے گئے۔ اِسی میں اُن کی توبہ قبول ہوئی، اِسی میں اُنہوں نے وفات پائی، اِسی میں قیامت قائم ہوگی۔ اَیسا کوئی جانور نہیں جو جمعۃ المبارک کے دن آفتاب نکلنے تک ڈرتے ہوئے قیامت کا منتظر نہ ہو، سوائے جن و انس کے اور فرمایا: **فِیْـهِ سَاعَةٌ لَا یُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ یُصَلِّیْ یَسْئَالُ اللّٰهَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ قَالَ کَعْبُ ذَالِکَ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ یَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَا کَعْبُ اَلتَّوْرَاةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم** [۲۴]

”اِس میں ایک ساعت ہے کہ جسے کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے نہیں پاتا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے کچھ مانگے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے عطا فرما دیتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بولے یہ ہر سال میں ایک بار ہے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا بلکہ ہر جمعۃ المبارک میں تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی تو عرض کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُنہیں حضرت

---

[۲۴] مشکوۃ حدیث نمبر ۱۳۵۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۱۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۱۸۔۴۰۱، السنن الکبریٰ للبیقھی جلد ۳ ص ۲۵۰، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۲۷۸، الترغیب والترھیب جلد ۱ ص ۵۹۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۵۳۔۵۵۱، موطا امام مالک ص ۹۱ وغیرہم۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے اور جو کچھ میں نے اُن سے جمعۃ المبارک کے بارے میں گفتگو کی، سنائی، میں نے کہا کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہر سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے غلط کہا۔ تب میں نے اُن سے کہا پھر حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی تو فرمایا بلکہ وہ ہر جمعۃ المبارک میں ہے۔ اِس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی ساعت ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے کہا وہ بتا دیجئے، بخل نہ کیجئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جمعۃ المبارک کے دن کی آخری گھڑی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ وہ جمعۃ المبارک کی آخری ساعت کیسے ہوسکتی ہے؟ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **لَا یُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ یُصَلِّیْ فِیْهَا** مسلمان بندہ اُسے نماز پڑھتے ہوئے پائے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی جگہ نماز کے اِنتظار میں بیٹھے وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی میں ہے۔ (**مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِیْ صَلٰوةٍ حَتّٰی یُصَلِّیَ**) ۲۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں وہ یہی ہے۔

۱۸۔ آخری تین گھڑیاں، مقبولیتِ دُعا کی گھڑیاں ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس وجہ سے اِس دن کا نام جمعۃ المبارک رکھا گیا ہے۔ فرمایا اِس لئے کہ:۔ **لِاَنَّ فِیْهَا طُبِعَتْ طِیْنَةُ اَبِیْکَ آدَمَ وَفِیْهَا الصَّعْقَةُ وَفِیْهَا الْبَعْثَةُ وَفِیْهَا الْبَطْشَةُ وَفِیْ آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِیْهَا اُسْتُجِیْبَ لَهٗ** ۲۶ ''اِس میں تمہارے باپ

---

۲۵ مسند احمد جلد۵ ص ۴۵۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۶ ص ۲۵۰' کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۰۷۹' مشکوٰۃ ص ۱۲۵۔ ۲۶ مسند احمد جلد۲ ص ۳۱۱' مجمع الزوائد جلد۲ ص ۱۶۴' الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۴۹۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۱۔

(حضرت) آدم (علیہ السلام) کی مٹی جمع کی گئی، اسی میں بے ہوشی اور اُٹھنا ہے، اِسی میں پکڑ ہے اور اِسی میں آخری تین گھڑیوں میں ایسی گھڑی ہے جو اِس میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا کرے گا اُس کی دُعا قبول ہوگی"۔

۱۹۔ دُعا کی قبولیت کی گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِلْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِی تُرْجٰی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰی غَیْبُوْبَةِ الشَّمْسِ** [۲۷] "اُس گھڑی کی تلاش کرو جس کی جمعۃ المبارک میں اُمید ہوتی ہے (وقت) عصر (کی نماز) کے بعد سورج غروب ہونے تک"۔

۲۰۔ اَذانِ مغرب کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **کَانَ یَسْتَحِبُّ الدُّعَا عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ وَقَالَ اِنَّھَا سَاعَةٌ یُّسْتَجَابُ فِیْھَا الدُّعَاءُ** [۲۸] "وہ اَذانِ مغرب کے موقع پر دُعا کرنا پسند کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ مغرب کے وقت ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں دُعا قبول ہوتی ہے"۔

۲۱۔ دو موقعوں پر دُعا بہت کم رد ہوتی ہے:

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔

"دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُن میں دُعا بہت کم رد ہوتی ہے"۔

(۱) جب نماز کے لئے پکارا جاتا ہے یعنی جب اَذان دی جاتی ہے۔

(۲)۔ جب جہاد فی سبیل اللہ کے لئے صف ترتیب دی جاتی ہے۔ [۲۹]

---

[۲۷] ترمذی جلد۱ ص ۱۱۱، مشکوٰۃ ص ۱۲۰، نسائی جلد۱ ص ۲۰۶، باختلاف الفاظ۔ [۲۸] مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ ص ۳۷۲۔ [۲۹] مصنّف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص ۳۵۔

۲۲۔ نمازِ تہجد اور فرض نماز کے بعد دُعا:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرِ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ ۳۰ ”عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سی دُعا زیادہ مقبول ہوتی ہے (تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: رات کے آخری وقت کی دُعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دُعا“۔

۲۳۔ حج وعمرہ کرنے والے کی دُعا:

مسلمانوں کا طریقہ ہے کہ حجاج کرام کو الوداع کہنے کے لئے یا واپسی میں اُن کا استقبال کرنے کے لئے حاجی کیمپ، ائرپورٹ اور ریلوے اسٹیشن پر جاتے ہیں اور اُن سے دُعائیں کرواتے ہیں کیونکہ حاجی گھر سے نکلتے ہی ”مقبول الدُعا“ ہو جاتا ہے اور واپس گھر میں داخل ہونے کے وقت تک ”مستجاب الدعوات“ رہتا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَلَھُمْ ۳۱ ”حج اور عمرہ کرنے والے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی جماعت ہیں اگر یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا کریں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِن کی دُعا کو قبول کرے گا اور اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بخشش طلب کریں تو اُنہیں بخشش عطا فرمائے“۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْحَاجُّ

---

۳۰ ترمذی جلد۲ص ۱۸۶، کتاب الاذکار ص ۵۷، الترغیب والترہیب جلد۲ص ۴۸۹۔ ۳۱ مشکوٰۃ ص ۲۲۳، ابن ماجہ ص ۲۱۳، مجمع الزوائد جلد۳ص ۲۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ص ۲۶۲، درمنثور جلد۱ص ۲۱۱۔۲۱۰، الترغیب والترہیب جلد۲ص ۱۸۰۔۱۶۷۔

وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاھُمْ فَاَجَابُوْہُ وَسَاَلُوْہُ وَاَعْطَاھُمْ ۳۲ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنے والا اور حج وعمرہ کرنے والا، سب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے مہمان ہیں اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا کریں تو اُن کی دُعا قبول ہوگی اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے جو کچھ مانگیں، وہ اُن کو دے گا''۔

۴۴۔ حاجی کی دُعا گھر میں داخل ہونے سے پہلے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ ۳۳

''جب تم حاجی سے ملو اُسے سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور اُس کے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنی مغفرت کے لئے دُعا کرواؤ کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے''۔

اِس سے معلوم ہوا بخشے ہوئے لوگوں سے دُعا کروانی چاہیے۔ لہٰذا اولیاء اللہ اور چھوٹے بچوں سے بھی دُعا کروانی چاہیے۔

۴۵۔ لیلۃ القدر، قبولیت دُعا کا وقت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم:- اَرَءَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَۃٍ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۳۴

۳۲ ابن ماجہ ص ۲۱۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۴۲۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۶۷۔ ۲۶۹۔ ۳۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۶۹' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۶' مشکوٰۃ ص ۲۲۳۔ ۳۴ تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۳۱۶' روح البیان جلد ۱۰ ص ۴۸۱' ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۳۵۔ ۵۳۴' تفسیر محمدی منزل ۷ ص ۴۱۶' تفسیر یعقوب چرخی ص ۱۶۲' مدارک جلد ۴ ص ۳۲' قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۳۸' کتاب الاذکار ص ۱۷۳' نیل الاوطار جلد ۳ ص ۳۶۲' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۰۸۔ ۱۸۳۔ ۱۸۲۔ ۱۷۱' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۷۳' درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۷' الاسماء والصفات للبیہقی ص ۵۵' تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۲ ص ۱۸۔

''اگر میں جان لوں کہ شبِ قدر کون سی ہے تو اِس میں کیا پڑھوں؟ فرمایا: یہ عرض کرو، الٰہی تو معاف فرمانے والا ہے، معافی پسند ہے، مجھے معافی عطا فرما''۔

۲۶۔ فرض نماز اور ختمِ قرآنِ مجید کے وقت دُعا:

حضرت اِمام نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی علیہ الرحمہ نے ''مجمع الزوائد'' میں ایک باب باندھا ہے ''بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ'' یعنی ''قرآنِ مجید کے ختم کے وقت دُعا کا باب''۔ اِس باب میں موصوف نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل فرمائی ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلَاۃً فَرِیْضَۃً فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ وَّمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَہٗ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ [۳۵] ''جو فرض نماز پڑھے گا اُس کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے اور جو شخص قرآنِ مجید ختم کرے گا اُس کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے''۔ یعنی فرض نماز کے بعد اور ختمِ قرآنِ مجید کے بعد جو دُعا کی جاتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے قبول فرماتا ہے۔

ابنِ قیم الجوزی نے ''جلاءُ الافہام'' میں لکھا ہے کہ دُرود خوانی کے مقامات میں سے ایک مقام، ختمِ قرآنِ مجید کے بعد ہے کیونکہ یہ محلِ دُعا کا محل ہے۔

وَقَدْ نَصَّ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ عَلَی الدُّعَاءِ عَقِیْبَ الْخَتْمَۃِ فَقَالَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِی الْحَارِثِ کَانَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ اِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ اَھْلَہٗ وَوَلَدَہٗ (اور حضرت اِمام احمد علیہ الرحمہ نے نص سے ثابت کیا ہے حضرت ابوالحارث علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآنِ مجید ختم کر لیتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر لیتے)۔

وَقَالَ فِیْ رِوَایَۃِ یُوْسُفَ بْنِ مُوْسٰی، وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ یَخْتِمُ الْقُرْآنَ فَیَجْتَمِعُ اِلَیْہِ قَوْمٌ فَیَدْعُوْنَ قَالَ: نَعَمْ رَاَیْتُ مَعْمَرًا

---

[۳۵] مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۲۵۹۔

يَفْعَلُهُ اِذَا خَتَمَ وَقَالَ فِي رِوَايَةِ حَرْبٍ اِسْتَجَبَّ اِذَا خَتَمَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ اَنْ يَّجْمَعَ اَهْلَهُ وَيَدْعُوْ ''اور (حضرت) یوسف بن موسیٰ (علیہ الرحمہ) کی روایت میں ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی قرآنِ مجید ختم کرتا ہے اور لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو کر دُعا مانگتے ہیں، کہا ہاں! میں نے حضرت معمر علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے کہ جب قرآنِ مجید ختم ہوتا تو ایسے ہی کرتے اور حضرت حرب علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ ختم قرآنِ مجید کے وقت اہل واولاد کو جمع کر کے دُعا کرنا مستحب ہے''۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ ''ختم قرآنِ مجید کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے''۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ ۳۶ ''جو ختم قرآنِ مجید کرتا ہے اُس کی دُعا مقبول ہوتی ہے''۔

۲۷۔ بیمار کی دُعا قبول ہوتی ہے:

بیمار کے پاس جا کر اُس سے دُعا کروانا کہ بیمار مستجاب الدعوات کے درجہ پر ہوتا ہے۔ اُس کی دُعا، دُعاءِ ملائکہ کی طرح ہوتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راویت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مَرِيْضٍ فَمُرْهُ اَنْ يَّدْعُوْلَكَ فَاِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ ۳۷

''جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اُس سے کہہ کہ وہ تیرے لئے دُعا کرے کیونکہ بیمار کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی طرح ہے''۔ جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ بیماری کی وجہ سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے تو وہ گناہوں

---

۳۶ جلاء الافہام ص ۲۲۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۲۵۹' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۲۔

۳۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۴۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۸۸' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۲' کتاب السنی ۵۵۱' کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۱۳۶۔

www.seedhaarastah.com

سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔

اِسی ضمن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، بیمار آدمی گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے اَبھی اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا ہے اور جنم پانے والا بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے۔ اِس لئے اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ۳۸ ''جب بندہ تین دن بیمار ہوتا (یعنی بیمار رہتا) ہے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل ہو جاتا ہے گویا اُس کی ماں نے آج ہی اُسے جنم دیا ہے''۔

۲۸۔ آنکھوں میں آنسو آنا قبولیتِ دُعا کا لمحہ:

جب اِنسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے اور اپنے گناہوں کی ندامت کی وجہ سے روتا ہے، اُس کی آنکھیں اَشک بار ہوتی ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اَیسے موقع پر کی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، حضرت اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا: **اَلَا تَجِدُ الْقُشَعْرِيْرَةَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ فَاِنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ ذٰلِكَ** ۳۹

''کیا تم اپنے جسم میں کپکپی محسوس نہیں کرتے ہو؟ (آنکھوں میں آنسو نہیں پاتے ہو؟) میں نے عرض کیا ہاں! تو اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اُس وقت دُعا کیا کرو، ایسے وقت کی دُعا قبول ہوتی ہے''۔

۲۹۔ مُرغ کی اذان کے وقت خصوصی قبولیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ**

---

۳۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۸۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۸۴۔

۳۹ تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲۰۹، حدیث نمبر ۳۱۳۔

فَضۡلِہٖ فَاِنَّھَا رَأَتۡ مَلَکًا [۴۰] ''جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے اُس کا فضل مانگو کیونکہ مرغ فرشتے کو دیکھتا ہے''۔

حدیث شریف میں اگرچہ کسی خاص وقت کی قید نہیں لگائی گئی۔ تہجد کے وقت یا فجر کے وقت یا کون سے وقت، اِس لئے جب بھی مرغ کی آواز سنائی دے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے فضل وکرم اور بھلائی و خیر دین و دُنیا کی ترقی کے لئے دُعا کرنی چاہئے۔ اِس لئے کہ مرغ فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے۔ اُس وقت کی دُعا پر فرشتے کے آمین کہنے کی اُمید ہے۔

۳۰۔ متبرک مقامات پر قبولیتِ دُعا:

علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد یوسف الجزری الشافعی علیہ الرحمہ نے حصنِ حصین میں ''اَما کِنُ الۡاِجَابَۃِ'' عنوان کے تحت لکھا ہے:

(یعنی اِن مقامات کا بیان جن میں دُعا قبول ہوتی ہے)

۳۱۔ تمام مقدس مقامات:

حضرت اِمام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو ایک رسالہ یا خط لکھا جس میں اُنہوں نے فرمایا کہ اِنَّ الدُّعَآءَ یُسۡتَجَابُ ھُنَاکَ فِیۡ خَمۡسَۃَ عَشَرَ مَوۡضِعًا (اے اہل مکہ) تمہارے یہاں پندرہ مقامات ہیں جہاں دُعا قبول ہوتی ہے''۔

فِی الطَّوَّافِ وَعِنۡدَ الۡمُلۡتَزَمِ وَتَحۡتَ الۡمِیۡزَابِ وَفِی الۡبَیۡتِ وَعِنۡدَ زَمۡ زَمَ وَعَلَی الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃِ فِی الۡمَسۡعٰی وَخَلۡفَ الۡمَقَامِ وَفِیۡ عَرَفَاتٍ وَفِی الۡمُزۡدَلِفَۃِ وَفِیۡ مِنًی وَعِنۡدَ الۡجَمۡرَاتِ الثَّلَاثِ [۴۱]

(۱) مطاف میں

---

[۴۰] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۴۱۹، جلد ۱ ص ۴۶۶، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۵۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۰۶، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۲۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۲، الادب المفرد حدیث نمبر ۱۲۳۶

[۴۱] حصنِ حصین ص ۶ عربی (چھاپہ تاج کمپنی لاہور)۔

(۲) ملتزم کے پاس (خانہ کعبہ کا وہ حصّہ جس سے طواف کرنے والے لپٹتے چپٹتے ہیں یہ جگہ حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کے درمیان ہے)

(۳) میزاب یعنی خانہ کعبہ شریف کی چھت مبارک کے مقدس نالہ کے نیچے

(۴) بیت اللہ شریف کے اندر (۵) چاہ زمزم کے پاس

(۶) صفا اور (۷) مروہ کی پہاڑیوں پر

(۸) مسعیٰ (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ میں)

(۹) مقامِ ابراہیم کے پیچھے

(۱۰) میدانِ عرفات میں (جہاں ۹ ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک حج کے فرضِ عظیم کو ادا کرنے کے لئے ٹھہرتے ہیں اور یہی حج کا اصل رکن ہے)

(۱۱) مزدلفہ میں (جہاں حجاج کرام میدانِ عرفات سے واپس آکر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اَذان اور ایک اِقامت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور ایک رات یہاں گزارتے ہیں)

(۱۲) منیٰ میں (جہاں ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو حجاج کرام جمروں پر کنکریاں مارتے، قربانی کرتے ہیں اور حجامت بنواتے ہیں)

(۱۳، ۱۴، ۱۵) تینوں جمروں کے پاس (یہ تین شیطان) بڑا، درمیانہ اور چھوٹا، جہاں حجاج کرام تین دن کنکریاں مارتے ہیں۔

۳۲۔ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت اِمام جزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ دُعا کی مقبولیت کا مقام رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اَقدس ہے' فرماتے ہیں۔

وَاِنْ لَّمْ یُجَبِ الدُّعَآءُ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَفِیْ اَیِّ مَوْضِعٍ یُسْتَجَابُ [۴۲] "اور اگر نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مُبارک کے پاس دُعا قبول نہیں ہوگی تو پھر کس جگہ ہوگی۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اَقدس

[۴۲] حصن حصین ص ۶۔

دُعاؤں کی قبولیت کا وہ مقام ہے جو مقاماتِ قبولیتِ دُعا میں سرفہرست ہے''۔

سیّدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدُّنی قطب جلی حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

نبیاں تے ولیاں دے در تے مقبول دُعاواں ہوندیاں نیں
ہڑھ وگدے نیں جد ہنجواں دے پھر معاف خطاواں ہوندیاں نیں

۳۳۔ دُعا کرنے سے قبل مزید آداب:

علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد یوسف الجزری شافعی علیہ الرحمہ کی دُعا کے سلسلہ میں اضافی گفتگو بحوالہ حصنِ حصین

(۱) دُعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرنا۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلہ سے دُعا کرنا۔ (مسند بزار، بخاری، مستدرک حاکم)

(۳) اولیاء اللہ کے وسیلہ سے دُعا کرنا۔ (بخاری)

(۴) اپنے گناہوں کا اقرار کرنا۔ (صحاح ستہ)

(۵) ایک ایک دُعا کم از کم تین بار کرنا۔ (ابوداؤد، ابن السنی)

(۶) جو چیز روزِ اوّل سے ہو چکی ہے اُس کے خلاف دُعا نہ کرنا۔ (یعنی عورت مرد بننے اور مرد عورت بننے کے لئے دُعا نہ کرے)۔ (نسائی)

۳۴۔ اُن حالتوں کا بیان جن میں دُعا قبول ہوتی ہے:

(۱) نماز کے لئے اَذان ہونے کے وقت (یعنی اَذان سننے، اَذان کا جواب دینے اور اَذان کی دُعا پڑھنے کے بعد دُعا کرے) (ابوداؤد، مستدرک حاکم)

(۲) جو شخص کسی مصیبت یا سختی میں گرفتار ہو وہ **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** اور **حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** کے بعد دُعا کرے (مستدرک حاکم)

(۳) اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں صفیں باندھنے کی حالت میں دُعا کرے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ابن حبان)

(۴) زم زم کا پانی پینے کی حالت میں (یعنی چاہ زم زم پر کھڑے ہو کر پانی پئے اور دُعا کرے) (مستدرک حاکم)

(۵) مسلمانوں کے دینی اجتماعات میں اِجتماعی یا اِنفرادی دُعا۔ (صحاح ستہ)

(۶) ذکر کی محفلوں میں (اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا حلقہ ہو، خواہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ یا وعظ نصیحت کا حلقہ ہو) (بخاری، مسلم، ترمذی)

(۷) میّت کی آنکھیں بند کرتے وقت۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۸) بارش برسنے کے وقت (حضرت اِمام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الام'' میں اِس حدیث کو مُرسلاً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے میں نے بہت سے علمائے حدیث سے بارش برسنے کے وقت دُعا قبول ہونے کی حدیث شریف کو سنا ہے اور حفظ کیا ہے (ابوداؤد، المعجم الکبیر للطبرانی، ابن مردویہ)

(۹) کعبۃ اللہ کو دیکھنے کے وقت ''پہلی مرتبہ یا جب بھی خانہ کعبہ پر نظر پڑے دُعا کرنی چاہیئے''۔ (ترمذی، المعجم الکبیر للطبرانی)

(۱۰) سورۃ الانعام میں ایک جگہ ایک ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسمِ مبارک دو مرتبہ آتا ہے: (مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ) (الانعام:۱۲۴)

فرماتے ہیں ہم نے بہت سے علماء سے اِس آیتِ کریمہ میں اسمِ جلالت کے درمیان دُعا کی قبولیت کا آزمودہ ہونا سنا اور یاد کیا ہے اور حافظِ حدیث حضرت عبدالرزاق رسعنی علیہ الرحمہ نے تو اپنی تفسیر میں حضرت شیخ عماد الدین علیہ الرحمہ سے اسی مقام پر دُعا کی قبولیت کی تصریح نقل کی ہے۔

(ماخوذ از حِصنِ حَصِین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منیراحمد یوسفی (ایم-اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ’’سیدھاراستہ‘‘ لاہور کی تصنیف کردہ کتب

نمبرشمار	نام کتاب
۱	گیارہویں شریف کیا ہے؟
۳	آدابِ عیادت ونورِ شفا۔
۵	آخری چہار شنبہ۔
۷	انوارِ دُرود و سلام۔
۹	استغفراللہ۔
۱۱	صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلداوّل)۔
۱۳	دفنِ میّت وزیارتِ قبور۔
۱۵	مقدس دُعائیں۔
۱۷	نکاح نصف دین ہے۔
۱۹	شعبان المعظم کی فضیلت۔
۲۱	الحج والعمرة والزيارة۔
۲۳	والدین اوراَولاد کے حقوق۔
۲۵	حقوقِ زوجین۔
۲۷	کفنِ میّت۔
۲۹	نماز مترجم ومسائل۔
۳۱	قربانی اوراس کے مسائل۔
۳۳	رمضان المبارک کے فضائل ومسائل۔
۳۵	آدابِ سلام۔
۳۷	یوسف مصرِ محبت (حصہ دوم)۔

نمبرشمار	نام کتاب
۲	آدابِ دُعا واوقاتِ قبولیت۔
۴	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں۔
۶	امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔
۸	ایصالِ ثواب۔
۱۰	عظیم قرآنی دُعائیں۔
۱۲	چالیسواں کیا ہے؟
۱۴	داتا کون کون؟
۱۶	مجھے نماز سے پیار ہے۔
۱۸	قل شریف کیا ہے؟
۲۰	غسلِ میّت۔
۲۲	حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
۲۴	حقوقِ فوت شدگان۔
۲۶	ہمسایوں کے حقوق۔
۲۸	ختم کے معانی۔
۳۰	علاماتِ قیامت۔
۳۲	خطبہ استقبالِ رمضان۔
۳۴	تعظیمی سجدہ حرام ہے۔
۳۶	تاریخِ وضو ومسائل۔
۳۸	کھانے پینے کے آداب۔

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ 977-A ’بلاک بی III‘ گجر پورہ سکیم لاہور 6823128,0322-4730747

www.seedharastah.com